Cultural Academy

تخلقوا باخلاق الله

یہ مخزن معانی من تالیف و تصنیف جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجمل جلال پوری

سنہ ۱۳۲۶ھ

اخلاق کریمی

باہتمام قاضی عبدالکریم ابن قاضی نور محمد صاحب تاجر کتب بمبئی

مطبع کریمی بمبئی میں چھپکر شایع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

امابعد خاکسار قاضی عبدالکریم ابن قاضی نورمحمد مالک مطبع فتح الکریم ومطبع کریمی بمبئی کا شف مدعا ہے کہ جب سے مین نے ہوش سنبھالا طبیعت کو شعروسخن سے قدرتی طور پر لگاو تھا۔ اکثر فارسی اور اردو کے دواوین اور کلیات ومثنویات پڑھا کرتا تھا اور اون کے مضامین سے روحانی لطف لیا کرتا تھا جب گہری نگاہ سے دیکھا تو یہ ثابت ہوا کہ فارسی کے شاعرون نے علاوہ حسن وعشق وناز کخیالی وبلند پروازی کے اپنے شعرون مین پند ونصایح کے پہلو زیادہ تر اختیار کیے ہین ملکی قومی علمی تمدنی اخلاقی مضامین کی ایسی تصویرین کھینچی ہین کہ حیرت پیدا ہوتی ہے اور اونکی ہمہ دانی پر بیساختہ مُنھ سے سبحان اللہ وجزاک اللہ کا کلمہ نکل جاتا ہے پڑھنے والے کو معلومات سے بہرہ حاصل ہوتا ہے اور علم آداب واخلاق کا سبق ملتا ہے ایسے شعرون سے ہزارہا بندگان خدا فیض اوٹھاتے ہین اور حسب موقع ضرب المثل کے بھی کام آتے ہین

چنانچہ

چنانچہ صائب عرفی نظیری سعدی بیدل حافظ وغیرہ کے کلام بلاغت نظام مین اکثر اشعار ایسے ہی رنگ کے نظر آتے ہین -
بخلاف شاعران عجمی و سخنوران فارسی - اردو کے شاعرون کی غزلون مین گل و بلبل حسن و عشق ہجر و وصال شکوہ رقیب شکایت فلک ہی کا خاص طور پر رنگ نظر آتا ہے اُنکے دواوین اور مثنویان انھین مضامین سے بھری پڑی ہین اگر جستجو کی جاے اور ورق گردانی پر طبیعت آے تو سیکڑون شعر مین سے شاذ و نادر ایک شعر ایسا نکل آے جسمین اخلاقی جھلک پائی جاے -
فارسی شعرا کے کلیات و دواوین کے علاوہ بھی بہت سے ذخیرے ایسے میری نظر سے گذرے جسمین فصلین قایم کر کے منتخب نے اشعار انتخاب کیے ہین اور مسلسل پند و نصایح مین رسالے لکھے ہین -
ایک روز مین اسی خیال مین بیٹھا تھا کہ جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجمل چشتی جلال پوری مقیم بمبئی جنکا تعلق ملازمت دوکان مطبع کریمی سے ہے آگئے اور دیر تک شعر و سخن کا چرچا ہوتا رہا - مین نے کہا دیکھیے فارسی کے دواوین و کلیات مین کس کس قسم کے نتیجہ خیز ہدایت آمیز گنجینے موجود ہین کہ انتخاب کیا جاے تو بہت سی کتابین اونمین سے مفید خلائق مضامین کی نکل آئین لیکن اب روز بروز مذاق علم کم ہوتا جاتا ہے فارسی اشعار سمجھنے والے لوگ کمیاب ہو رہے ہین اردو کا چرچا ہے عربی فارسی کتابون کا اردو مین ترجمہ ہو رہا ہے تاکہ خلق اللہ فائدہ اوٹھاے -
مگر اردو کے شاعرون نے عشقیہ غزلین کہنا گل و بلبل حسن و عشق ہجر و وصال کے

مضمون نظم کر لینا معراج کمال سمجھ رکھا ہے۔ کبھی بہت بڑھ کے تیر مار از و طبیعت دکھایا تو یہی کہ کوئی قصہ نظم کر ڈالا یا من گھڑت مثنوی تصنیف کر ڈالی کبھی مُلکی قومی علمی تمدّنی اخلاقی نظم کی طرف عنان توجہ منعطف نفرمائی۔ اگر نگاہ غور سے دیکھا جائے تو عاشقانہ غزلون سے لوگون مین بجائے تنبیہ وہدایت مذاق عشقبازی و جوشِ حُسن پرستی پیدا کر دیا گیا بجز اسکے اور کوئی نتیجہ مفید نہ برآمد ہوا۔ کیا اچھا ہوتا جو ہمارے اردو کے شاعر اہل عجم کے کلام نصیحت التیام کی تقلید کرتے اور پند و نصایح کی طرف توجہہ کرتے۔

یہ سُنکر تجمل صاحب نے قدرے سکوت کے بعد کہا کہ آپ کا فرمانا ایک حدتک بجا ہے مگر انصاف کیجیے تو اردو کے شعرا قابلِ ملامت نہین ہین ہر شاعر اہل زمانہ کی پسند کے موافق شعر کہنے پر مجبور ہوتا ہے جیسا اہل دنیا کا مذاق ہوتا ہے وہی اختیار کرتا ہے ہندوستان کے والیان ریاست و نواب وراجگان کی جو حالت ہے پوشیدہ نہین اور انھین کے دربار مین باریابی اور رسوخ اُنکے لئے معراج ترقی تصور ہوتا رہا لہذا اپنے اپنے قدر دان کی طبیعت کا اندازہ کرکے اونکے دلخواہ عاشقانہ غزلین کہتے رہے اور انعام و خطاب سے سرفراز ہوتے رہے تاہم اُن کے کلیات اور دواوین مضامین حمد و نعت توحید و نصایح سے بالکل کورے نہ نکلین گے۔

اگر زمانہ میر تقی و مرزا سودا سے آج تک کے دواوین و کلیات کی توجہہ کے ساتھ چھان بین کیجائے تو ضرور خاطر خواہ سرمایہ پند و نصایح کا جمع ہو جائے

مین نے تجمل صاحب سے کہا تو آپ کوشش شروع کیجیے اور اردو کے جو دواوین
کتب خانے مین موجود ہین لے لیجیے اور جو درکار ہون منگا لیجیے خود بھی تالیف
کیجیے اور دیگر چند شاعرون کو بھی اس کام پر مقرر کر لیجیے تاکہ اردو کے
شاعرون کا بھی ایک سرمایۂ ناز جمع ہو جائے اور کہنے کو ہو کہ اردو کا بھی یہ ذخیرہ
موجود ہے اونھون نے جناب منشی عبدالرحمٰن صاحب برق و جناب عبداللہ خانصاحب
خنجر و جناب شیخ اسمٰعیل عرف شیخ لعل صاحب حافظ جونپوری مقیم احمد نگر کو مقرر کیا
اور اونھون نے چند روز مین تھوڑا تھوڑا ذخیرہ پیش کیا مگر بہت سی فصلین ناکمل
اور ناتمام رہگئین مین نے شعرائے مذکورین کو حق محنت دیکر اُن ناتمام ذخیرون
کو تجمل صاحب کو تکمیل کیلئے حوالے کر دیا آخر کار اونھون نے سالہا سال کی محنت
اور جانفشانی اور بجد ریاضت سے تمام فصلون مین اُردو کے شاعران متقدمین
و سخنوران متاخرین کے اشعار تالیف کر کے اور اپنے اشعار شامل کر کے دلخواہ
مجموعہ تیار کر لیا اور نام اخلاق کریمی رکھا۔ مین نے اوّل سے آخر تک بڑے
شوق سے ہر فصل کو دیکھا تو خاصہ خزانہ نظر آیا۔ اور کتابون کے ساتھ اس مجموعہ کو
رکھدیا تو فراموش ہو گیا خیال طبع نہ آیا۔ ایک روز اون کتابون مین سے نسخۂ
اخلاق کریمی برآمد ہوا تو جی چاہا کہ اسے جلد چھاپ کر شائع کر دینا چاہیے اتنے مین
حسن اتفاق سے جناب فقیر محمد ابن جناب حافظ سلیمان صاحب تخلص تیغ تشریف
لائے مین نے نسخۂ مذکورہ دکھلایا اور ارادۂ طبع ظاہر کیا تو تیغ صاحب نے یہ رائے
دی کہ کچھ اور اشعار بڑھائے جائین تو زیادہ لطف بڑھجائے۔ مین نے کہا پھر
کیا کیا جائے تیغ صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ اندنون ایک لائق اور قابل شاعر

جناب مولٰنا نجم الدین صاحب ثاقب قادری بدایونی بمبئی مین آئے ہوئے ہین
اگراون کو اس کام پر متعین کیا جائے تو یقین ہے اون کی تلاش و کوشش
سے اور بھی ذخیرہ ہاتھ آئے۔ مجھے تیغ صاحب کی تحریک پسند آئی اور
اونھین کی رائے سے یہ کام ثاقب صاحب کے سپرد کرکے جو جو دیوان موجودہ
طلب کئے وہ حوالے کئے اور جس جس دیوان کی ضرورت بیان کی وہ طلب کرکے
اونکے حوالے کئے آخر اونھون نے کار تالیف شروع کیا اور چند ماہ مین شعرائے
ماضی وحال کے اشعار اور خود کے تصنیف کردہ اشعار کا ایک ذخیرہ پیش کیا
ثاقب صاحب کو تیغ صاحب کے مشورے سے حق المحنت پورا پورا ادا کرکے وہ
ذخیرہ لے لیا گیا اور نسخہ اخلاق کریمی مؤلفہ جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب
تجمل جلالپوری مقیم بمبئی تکمیل کو پہونچ گیا۔

دنیا مین اردو کے شاعرون پر جو صرف گل وبلبل حسن وعشق ہی کے نظم پر قادر
ہونے کا داغ تھا اس گلدستہ نے مٹا دیا۔ اور اہل جہان پر اچھی طرح ثابت
ہوگیا کہ اردو کے شعرائے متقدمین ومتاخرین مین بھی قادر الکلامی کا مادہ
موجود ہے جس رنگ کی نظم پر اونکو مائل کیا جائے اوسکی تکمیل سے اُنکی
طبیعتین عاجز نہین ہین۔ الحمد للہ کہ راقم کا ارادہ پورا ہوا اور یہ گنجینۂ
اخلاق قابل قدر آفاق مطبع کریمی مین چھپکر شائع ہوگیا۔ ناظرین
باتمکین اس گلدستۂ سرسبز وشاداب کو بچشم غور دیکھین کہ اسمین کیسے کیسے
خوشنما اور دلکشا پھول ہین جنکی خوشبو سے مشام جان معطر ہوتا ہے اور
روح کو تازہ لطف حاصل ہوتا ہے فقط۔

معذرت

معذرت

حضرات مناسب تو یہ تھا کہ میر تقی سودا آتش ناسخ اسیر امیر غالب ذوق داغ وغیرہ کا کلام ہر فصل مین اوّل درج کیا جاتا مگر فہرست مین حروف تہجی کا خیال رکھا گیا ہے اسلئے شعرائے متقدمین و متاخرین کا کلام پس و پیش درج ہوا ہے

فروگذاشت

کاتب اور مصحح کی غلطی سے دو ایک فصلین اپنے موقع پر درج ہونے سے رہ گیین اور بعض اشعار بھی چھوٹ گئے تھے لہذا وہ کتاب کے آخر مین بطور ضمیمہ شایع کر دیے گئے ہین

اِطّلاعِ ضروری

اس اخلاق کریمی کا حق محنتانہ جناب منشی عبد الرحمن صاحب برقؔ و جناب عبد اللہ خان صاحب خنجرؔ و جناب شیخ اسماعیل عرف شیخ لعل صاحب حافظ احمدنگری و جناب مولنٰا نجم الدین صاحب ثاقبؔ قادری بدایونی کو پورا پورا ادا کر دیا گیا ہے اور جناب حاجی سیّد تجمل حسین صاحب تجملؔ جلالپوری مقیم بمبئی جو اسکے خاص مؤلِّف ہین اون کو حقِ تالیف دیکر ہبہ نامہ بالعوض راقم نے لکھوالیا ہے۔

اور یہ کتاب باضابطہ داخل رجسٹر گورنمنٹ ہوچکی ہے لہذا کوئی صاحب میری بغیر اجازت قصد طبع نفرمائین بعوض نفع قلیل نقصان کثیر کی زحمت نہ اوٹھائین وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن۔

اَلْمُشْتَہِر

قاضی عبد الکریم ابن قاضی نور محمد مالک مطبعِ فتح الکریم و مطبع کریمی بمبئے

اَلفُصُوْل

اللہ بس
باقی ہوس

فہرست اسمائے شعرا بحساب حروف تہجی

اس فہرست مین اون شاعران باکمال وسخنوران ماضی وحال کے نام ہین جنکے ہمیشہ قایم رہنے والے کلام نے اس رسالے کو مرقع حیرت یا جامِ جہان نما بناکر زندگی کے ہر زمانے کی ضرورتون کو پیش نظر کردیا ہی جنکی موجودہ تعداد ۲۱۹ ہی شعرائے متقدمین وحال کے نام پس وپیش ہونیکا سبب یہ ہے کہ بحساب حروف تہجی فہرست لکھی گئی ہے

نمبر	تخلص	نام
۱	آبرو	جناب منشی گوہر علیخان صاحب متوطن ڈھاکہ شاگرد ثاقب بدایونی
۲	آتش	عالیجناب خواجہ حیدر علی صاحب مرحوم لکھنوی شاگرد حضرت مصحفی
۳	آثم	جناب چودھری محمد ابراہیم صاحب دین پناہی شاگرد ثاقب
۴	احمدی	جناب نواب غلام احمد خان صاحب مرحوم رئیس کنجپورہ سابق ممبر کونسل ریاستِ گوالیار۔
۵	اختر	اعلیحضرت قدر قدرت واجد علیشاہ بہادر خلد آشیان شاہ اودھ۔ شاگرد حضرت برق
۶	اختر	جناب منشی رمضان علی صاحب سہارنپوری شاگرد حضرت ظہیر ظلہم
۷	اختر	جناب منشی لطیف احمد صاحب مینائی لکھنوی خلف اصغر وشاگرد حضرت امیر
۸	اختر	جناب حکیم سید یوسف حسین صاحب لکھنوی شاگرد حضرت اسد لکھنوی
۹	اختر	جناب منشی اختر حسین صاحب بریلوی شاگرد حضرت حسن بریلوی
۱۰	اختر	جناب منشی نبی احمد صاحب بریلوی شاگرد ثاقب بدایونی
۱۱	آرام	جناب حکیم امیر الدین صاحب متوطن سورت شاگرد ثاقب۔

نمبر	تخلص	نام
۱۲	اسرار	جناب شیخ فدا علی صاحب لکھنوی شاگرد حضرت شیخ وزیر لکھنوی
۱۳	اسیر	عالیجناب مظفر الدولہ نواب میر مظفر علی خان صاحب بہادر مرحوم لکھنوی شاگرد حضرت مصحفی۔
۱۴	آصف	اعلیحضرت مظفر الممالک فتح جنگ ہز ہائینس نواب میر محبوب علیخاں صاحب بہادر نظام الملک آصف جاہ سلطان دکن شاگرد حضرت داغ مرحوم
۱۵	اصغر	جناب مولوی سید اصغر علی شاہ صاحب جعفر سجادہ نشین سلسلۂ مداریہ مقام قلعہ مزور ریاست گوالیار شاگرد ثاقب۔
۱۶	اطہر	جناب سید احمد علی صاحب کانپوری شاگرد حضرت انعام
۱۷	افسر	جناب حکیم سید محمود حسین صاحب مودودی سہسوانی مقیم ریاست بڑودہ شاگرد ثاقب
۱۸	افسر	جناب مولوی عبد الکبیر صاحب متوطن گیا شاگرد حضرت کوثر خیرآبادی
۱۹	افسر	جناب محمد ابراہیم صاحب مرحوم متوطن بمبئی شاگرد حضرت منت دہلوی
۲۰	افسون	جناب حافظ محمد یوسف صاحب بنارسی شاگرد حضرت فایز بنارسی
۲۱	افسون	جناب منشی مرزا محمد کاظم حسین صاحب برلاس مرادآبادی
۲۲	امانت	عالیجناب سید آغا حسن صاحب مرحوم لکھنوی شاگرد حضرت دلگیر۔
۲۳	امجد	جناب منشی امجد علیصاحب شاگرد حضرت رحمت بنارسی۔
۲۴	امیر	عالیجناب ملک الشعرا مفتی منشی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی مرحوم یادگار حضرت اسیر (استاد رئیس رامپور)
۲۵	انجم	جناب منشی شہاب الدین خان صاحب متوطن کلکتہ شاگرد ثاقب۔

نمبر	تخلص	نام
۲۶	انشا	عالیجناب سید انشاء اللہ خانصاحب دہلوی خلف حکیم میر ماشاء اللہ خانصاحب
۲۷	انور	عالیجناب سید امراؤ مرزا صاحب مرحوم دہلوی یادگار ذوق و غالب۔
۲۸	انیس	عالیجناب میر ببر علیصاحب لکھنوی خلف اکبر و شاگرد حضرت خلیق۔
۲۹	امین	جناب سید امین الدین حسن صاحب نقشبندی متوطن میرٹھ شاگرد حضرت منت
۳۰	بارق	جناب مرزا مظفر حسین صاحب حیدر آبادی شاگرد حضرت داغ
۳۱	بحر	عالیجناب میر امداد علی صاحب لکھنوی شاگرد حضرت ناسخ
۳۲	برتر	جناب مولوی نادر علیصاحب غازیپوری شاگرد حضرت رابط و ظہیر مدظلہما
۳۳	برق	عالیجناب فتح الدولہ مرزا محمد رضا خانصاحب لکھنوی شاگرد حضرت ناسخ
۳۴	بشیر	حضرت سید شاہ محمد بشیر صاحب سجادہ نشین دیوا
۳۵	بیچین	جناب قاضی عبد الحی صاحب مرحوم بدایونی شاگرد حضرت داغ
۳۶	بیخود	جناب مولوی عبد الحی صاحب بدایونی شاگرد رشید حضرت داغ
۳۷	بیخود	جناب نواب میر احمد حسینخان صاحب مودودی رئیس ٹروده شاگرد حضرت ظہیر
۳۸	بیدل	جناب ابو البیان مولوی سید حامد حسین صاحب قادری الحسنی الحسینی۔ شاہجہانپوری شاگرد حضرت داغ و ظہیر دہلوی
۳۹	بیدل	جناب مولوی عبد السمیع صاحب متوطن میرٹھ ذاکر رسولؐ۔
۴۰	بسمل	جناب منشی غلام محمد خان صاحب حیدر آبادی شاگرد حضرت منت
۴۱	تائب	جناب حافظ نثار احمد خان صاحب شاہجہانپوری شاگرد حضرت نواب غلام حسین خان صاحب اکبر آبادی۔

نمبر شمار	تخلص	نام
۴۲	تجمل	جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب جلالپوری شاگرد حضرت تائب مؤلف رسالہ ہذا
۴۳	تراب	جناب شاہ تراب علی صاحب کاکوروی۔
۴۴	تسلیم	عالیجناب منشی امیر اللہ صاحب لکھنوی شاگرد رشید حضرت نسیم دہلوی۔
۴۵	تشفی	جناب سید پیر بادشاہ صاحب حیدرآبادی شاگرد حضرت منت۔
۴۶	تیغ	جناب منشی فقیر محمد صاحب متوطن احمد نگر۔
۴۷	ثاقب	جناب مولنا نجم الدین احمد صاحب قادری بدایونی تلمیذ حضرت داغ وظہیر دہلوی
۴۸	جادو	جناب سردار میر احتشام علیخانصاحب بہادر مودودی رئیس ہردہ شاگرد حضرت ظہیر
۴۹	جاہ	جناب سکندر جاہ صاحب لکھنوی شاگرد ثاقب۔
۵۰	جرأت	عالیجناب شیخ یحییٰ امان عرف قلندر بخش صاحب اکبرآبادی شاگرد حضرت حسرت
۵۱	جگر	جناب منشی افتخار علی صاحب بسوانی شاگرد حضرت امیر مینائی۔
۵۲	جلال	عالیجناب حکیم میر ضامن علی صاحب لکھنوی شاگرد رشید حضرت ہلال و رشک۔
۵۳	جلیل	جناب حافظ جلیل حسن صاحب مانکپوری جانشین حضرت امیر مینائی۔
۵۴	جوہر	جناب منشی عبداللہ خان صاحب شاگرد حضرت تیغ۔
۵۵	حاتم	جناب شیخ ظہور الدین صاحب عرف شاہ حاتم صاحب دہلوی
۵۶	حافظ	جناب قاضی خلیل الدین صاحب متوطن پیلی بھیت۔
۵۷	حافظ	جناب شیخ لعل صاحب احمد نگری۔
۵۸	حافظ	جناب حافظ نصیر الدین صاحب بھوپالی شاگرد ثاقب۔

نمبر	تخلص	نام
۵۹	حالی	عالیجناب شمس العلما مولوی سید الطاف حسین صاحب پانی پتی یادگار حضرت غالب
۶۰	حسرت	جناب اڈیٹر صاحب اردوے معلیٰ متوطن موہان تلمیذ حضرت تسلیم
۶۱	حسن	عالیجناب میر حسن صاحب دہلوی (جد امجد میر انیس صاحب) شاگرد حضرت ضیا
۶۲	حکیم	جناب چھوٹے بھیّا صاحب لکھنوی خلف اصغر و شاگرد حضرت اسیر
۶۳	حمید	جناب مولوی حمید الدین صاحب بدایونی برادر و شاگرد ثاقب
۶۴	خادم	جناب منشی عبد الکریم صاحب مقیم بمبئی شاگرد حضرت تجمل
۶۵	خاطر	جناب سید ظفر حسن صاحب لکھنوی شاگرد حضرت جلیل
۶۶	خلیل	اعلیحضرت نواب ابراہیم علیخان صاحب بہادر والی ریاست ٹونک شاگرد حضرت مضطر
۶۷	خلیل	جناب شیخ ابراہیم صاحب لکھنوی شاگرد حضرت آتش۔
۶۸	خیال	جناب مولوی ریاض حسن خانصاحب مظفرپوری شاگرد حضرت جلال
۶۹	داغ	عالیجناب سلطان الشعرا مقرب الخاقان استاد السلطان بلبل ہندوستان جہان استاد ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک نواب مرزا خانصاحب مرحوم دہلوی (استاد شاہ دکن) شاگرد رشید حضرت ذوق
۷۰	درد	عالیجناب خواجہ میر صاحب دہلوی خلف و شاگرد حضرت عندلیب
۷۱	ذائق	جناب محمد ہاشم صاحب متوطن بمبئی شاگرد حضرت منت
۷۲	ذائق	جناب منشی عبد العزیز صاحب شاگرد حضرت تائب
۷۳	ذوق	عالیجناب ملک الشعرا خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم صاحب دہلوی شاگرد شاہ نصیر (استاد شاہ ظفر)۔

نام	تخلص	نمبر شمار
جناب مولوی عبدالرحمن صاحب دہلوی خلف اکبر و شاگرد حضرت فقیر دہلوی	راسخ	۷۴
جناب مولنا رؤف احمد خان صاحب بریلوی	رافت	۷۵
جناب منشی رحمت علی صاحب لکھنوی شاگرد ثاقب	رحمت	۷۶
	رزاق	۷۷
عالیجناب میر اوسط علی صاحب لکھنوی شاگرد نامی حضرت ناسخ	رشک	۷۸
عالیجناب مولنا احمد رضا خان صاحب بریلوی مجتہد العصر	رضا	۷۹
جناب مولوی رضی الدین صاحب مرادآبادی	رضی	۸۰
جناب منشی اسمٰعیل داؤد صاحب متوطن بمبئی شاگرد حضرت امیر	رفعت	۸۱
جناب سید محمد ہاشم صاحب دہلوی شاگرد حضرت شاعر	رعنا	۸۲
	رعنا	۸۳
جناب سید محمد صاحب دہلوی ایف۔اے۔شاگرد ثاقب	رمز	۸۴
جناب نواب سید محمد خان صاحب لکھنوی شاگرد خواجہ آتش	رند	۸۵
جناب منشی محمود میاں صاحب احمد نگری شاگرد حضرت منظور	رونق	۸۶
جناب محمد عباس صاحب حیدرآبادی شاگرد حضرت منت	رونق	۸۷
جناب سید محمد زکریا خانصاحب دہلوی شاگرد و سند یافتہ مرزا غالب	زکی	۸۸
جناب حکیم سید سرور علی صاحب شاگرد حضرت قدر بلگرامی	سرور	۸۹
جناب غلام سرور صاحب جہان آبادی	سرور	۹۰
جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب لکھنوی مصنف فسانۂ عجائب شاگرد میر نوازش	سرور	۹۱

۹۲سطور ۱۸

نمبر شمار	تخلص	نام
۹۲	سطوت	
۹۳	سعید	جناب منشی محمد سعید صاحب ساکن کیامٹی شاگرد حضرت تجمل
۹۴	سمجھو	جناب منشی غلام محمد صاحب متوطن سورت شاگرد حضرت مومن
۹۵	سودا	عالیجناب مرزا محمد رفیع صاحب دہلوی شاگرد حضرت شاہ حاتم
۹۶	سوز	عالیجناب سید محمد میر صاحب دہلوی
۹۷	سلیم	جناب سید قادر محی الدین صاحب متوطن حیدرآباد شاگرد حضرت داغ
۹۸	شاد	عالیجناب مہاراجہ سرکشن پرشاد صاحب بہادر یمین السلطنت پیشکار و مدار المہام و شاگرد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ
۹۹	شاد	جناب حاجی محمد صاحب متوطن بمبئی شاگرد حضرت یکتا مرزاپوری
۱۰۰	شاطر	جناب محمد شفیع صاحب متوطن بمبئی شاگرد حضرت یکتا
۱۰۱	شاعر	جناب آغا ظفر علی بیگ صاحب قزلباش دہلوی شاگرد حضرت داغ
۱۰۲	شاغل	جناب آغا مرزا صاحب مرحوم دہلوی برادر خورد نواب فصیح الملک داغ
۱۰۳	شاکر	جناب سیٹھ محمد عبد القادر صاحب متوطن وانمباڑی علاقہ مدراس
۱۰۴	شایق	جناب مولانا سدید الدین احمد صاحب مرحوم بدایونی شاگرد حضرت افضل
۱۰۵	شرر	جناب مولانا سید اسحاق حسن صاحب مارہروی شاگرد شیخ وزیر
۱۰۶	شرر	جناب منشی عبد العلیم صاحب سکندرآبادی شاگرد حضرت ظہیر
۱۰۷	شریف	جناب محمد شریف صاحب بھڑوچی شاگرد حکیم اختر
۱۰۸	شفق	جناب سید حسن مرتضیٰ صاحب عمادپوری شاگرد حضرت امیر

نمبر شمار	تخلص	نام
۱۰۹	شفق	جناب حافظ علیم الدین صاحب اکبرآبادی شاگرد حضرت مخلص
۱۱۰	شمشاد	جناب مولوی عبدالاحد صاحب لکھنوی شاگرد حضرت قلق لکھنوی
۱۱۱	شوق	جناب سید اشتیاق حسین صاحب دہلوی نبیرہ حضرت ظہیر
۱۱۲	شوق	جناب چودھری مصطفیٰ حسین صاحب دین پناہی شاگرد ثاقب
۱۱۳	شمیم	جناب میر حیات علی عرف ظفر خان صاحب حیدرآبادی شاگرد حضرت منت
۱۱۴	شہید	جناب مولٰنا غلام امام صاحب الہ آبادی عاشق رسولؐ
۱۱۵	شہیدی	جناب مولٰنا کرامت علی خان صاحب اکبرآبادی عاشق رسولؐ
۱۱۶	شیدا	جناب بخشی میر زین الدین خان صاحب رئیس سورت شاگرد ثاقب
۱۱۷	شیفتہ	عالیجناب نواب مصطفیٰ خانصاحب مرحوم دہلوی تعلقہ دار جہانگیرآباد یادگار حضرت مومن
۱۱۸	شیفتہ	جناب مولوی کاظم حسین صاحب کنتوری شاگرد حضرت حبیب کنتوری
۱۱۹	شور	جناب خواجہ امین الدین خانصاحب حیدرآبادی شاگرد حضرت منت
۱۲۰	صبر	جناب عبدالکریم خانصاحب دہلوی شاگرد حضرت منت
۱۲۱	صابر	جناب منشی صابر علی صاحب متوطن شملہ شاگرد ثاقب
۱۲۲	صادر	جناب شیخ محمد یعقوب صاحب فاعی متوطن بمبئی شاگرد حضرت عارف
۱۲۳	صبا	عالیجناب میر وزیر علی صاحب لکھنوی شاگرد خواجہ آتش
۱۲۴	صولت	جناب مولٰنا سید اکبر حسین صاحب بریلوی صوبہ ریاست گوالیار شاگرد حضرت امیر
۱۲۵	صولت	جناب منشی محمد اسمٰعیل خانصاحب مرحوم متوطن بمبئی شاگرد رشید حضرت رشید

نمبر شمار	تخلص	نام
۱۲۶	ضمیر	جناب حافظ محمد یٰسین خانصاحب متوطن میرٹھ
۱۲۷	طالب	جناب منشی ونایک پرشاد صاحب بنارسی ڈراماٹسٹ شاگرد حضرت داغ
۱۲۸	طاہر	جناب مولوی طاہر علی صاحب فرخ آبادی
۱۲۹	ظافر	جناب محمد ابراہیم صاحب متوطن پونہ شاگرد حضرت یکتا
۱۳۰	ظفر	اعلیحضرت سلطان سراج الدین محمد ابوظفر خاتم سلطنت مغلیہ دہلی شاگرد حضرت ذوق
۱۳۱	ظہور	جناب مولوی ظہور الدین صاحب حیدرآبادی شاگرد حضرت منیت
۱۳۲	ظہیر	عالیجناب اقم الدولہ مولانا سید ظہیر الدین حسین خانصاحب دہلوی شاگرد رشید حضرت ذوق
۱۳۳	عابد	
۱۳۴	عاشق	جناب صاحبزادہ احمد سعید خانصاحب رئیس ٹونک شاگرد حضرت ظہیر
۱۳۵	عاشق	جناب نواب میر شمس الدین علیخانصاحب رئیس اجمیر شریف نبیرہ و شاگرد حضرت ظہیر
۱۳۶	عاصی	
۱۳۷	عزیز	جناب مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی شاگرد حضرت صفی موہانی
۱۳۸	عشقی	
۱۳۹	عطا	جناب محمد عطاء اللہ خانصاحب شاہجہانپوری شاگرد حضرت طاہر
۱۴۰	علم	
۱۴۱	علی	جناب بوعلی صاحب

نمبر شمار	تخلص	نام
۱۴۲	عیش	جناب منشی خادم علیصاحب
۱۴۳	غالب	عالیجناب نجم الدولہ دبیر الملک نواب مرزا نوشہ اسد اللہ خانصاحب دہلوی (اسد بھی آپکا تخلص تھا) استاد آخرین شاہ دہلی و رئیس رامپور
۱۴۴	غرق	
۱۴۵	فدا	جناب سید فقیر محمد صاحب بخاری مقیم بمبئی شاگرد حضرت منظور
۱۴۶	فرحان	
۱۴۷	فرّخ	جناب حکیم عبد الحمید صاحب دہلوی مالک پنچ بہادر و سلطان الاخبار
۱۴۸	فقیہ	جناب باپو صاحب اونڈیر کر مرحوم مصنف روضۃ البکار
۱۴۹	فیاض	جناب مولانا سید فیاض صاحب مرحوم حیدرآبادی
۱۵۰	قادر	جناب منشی عبد القادر صاحب متوطن پونہ
۱۵۱	قاسم	جناب منشی قاسم علی صاحب اورنگ آبادی شاگرد حضرت یکتا
۱۵۲	قبول	جناب اللہ داد خانصاحب مرحوم
۱۵۳	قدر	عالیجناب سید غلام حسین صاحب بلگرامی شاگرد حضرت بجر و غالب
۱۵۴	قدیر	جناب منشی غلام قادر خانصاحب الوری شاگرد حضرت ثاقب
۱۵۵	قلق	عالیجناب حکیم مولی بخش صاحب متوطن میرٹھ شاگرد حضرت مومن
۱۵۶	قلق	عالیجناب آفتاب الدولہ صاحب لکھنوی شاگرد رشک
۱۵۷	قمر	
۱۵۸	قنبر	جناب حکیم ملا عبد علی صاحب احمد آبادی شاگرد ثاقب

نمبر شمار	تخلص	نام
۱۵۹	قول	جناب غلام محمد خان صاحب مرحوم دہلوی شاگرد حضرت شیفتہ دہلوی
۱۶۰	کاشف	جناب نور محمد صاحب متوطن بمبئی شاگرد مولوی ہدایت اللہ صاحب
۱۶۱	کافی	عالیجناب مولوی کفایت علیخانصاحب مرادآبادی مداح رسولؐ
۱۶۲	گشتہ	جناب سید افتخار عالم صاحب بہانوی شاگرد حضرت رضوان مرادآبادی
۱۶۳	کوثر	جناب حکیم عابد علی صاحب خیرآبادی شاگرد حضرت امیر
۱۶۴	کوثر	
۱۶۵	کیف	جناب شیخ عالمگیر صاحب متوطن ٹونک شاگرد حضرت اسد لکھنوی
۱۶۶	گویا	عالیجناب فقیر محمد خان صاحب لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر
۱۶۷	لطف	عالیجناب لطف علی خان صاحب بریلوی مداح رسولؐ
۱۶۸	ماہر	عالیجناب نواب سید مہدی حسین صاحب لکھنوی شاگرد حضرت اسیر
۱۶۹	محسن	عالیجناب مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی مداح رسولؐ
۱۷۰	مخمور	جناب عثمان غنی صاحب مدراسی شاگرد حضرت یکتا
۱۷۱	مذاق	عالیجناب مولنا سید دلدار علی صاحب بدایونی شاگرد حضرت فوق
۱۷۲	مصحفی	عالیجناب شیخ غلام ہمدانی صاحب امروہوی شاگرد مرزا امانی
۱۷۳	مضطر	جناب افتخار الشعرا فخر الملک سید افتخار حسین صاحب خیرآبادی شاگرد حضرت امیر (استاد والی ٹونک)
۱۷۴	مظہر	جناب ملا اسماعیل صاحب متوطن بمبئی شاگرد ثاقب
۱۷۵	منت	جناب حکیم غلام غوث خان صاحب دہلوی خلف اکبر و شاگرد حضرت قبول

نام	تخلص	نمبر شمار
عالیجناب منشی محمد اسماعیل صاحب شکوہ آبادی شاگرد رشید حضرت رشک	منیر	۱۷۶
جناب منشی کالکا پرشاد صاحب لکھنوی شاگرد حضرت نسیم دہلوی	موجد	۱۷۷
جناب منشی محمد حسین صاحب مرحوم متوطن بمبئی شاگرد حضرت منت	مفتون	۱۷۸
جناب محمد ابراہیم خانصاحب متوطن بمبئی شاگرد حضرت منت	ممنون	۱۷۹
عالیجناب حکیم مومن خانصاحب دہلوی شاگرد حضرت ممنون	مومن	۱۸۰
عالیجناب میر نواب صاحب لکھنوی خلف اوسط و شاگرد حضرت خلیق	مونس	۱۸۱
جناب مرزا حاتم علی صاحب اکبرآبادی شاگرد حضرت ناسخ	مہر	۱۸۲
عالیجناب جدّ الشعرا میر تقی صاحب دہلوی شاگرد حضرت خان آرزو	میر	۱۸۳
جناب منشی کرامت علی صاحب متوطن نواب گنج شاگرد ثاقب	ناشر	۱۸۴
عالیجناب شیخ امام بخش صاحب لکھنوی	ناسخ	۱۸۵
جناب میر ناصر علیخان صاحب سردار درجۂ اول ریاست بڑودہ شاگرد ثاقب	ناصر	۱۸۶
	ناصر	۱۸۷
اعلیحضرت نواب یوسف علیخانصاحب خلد آشیان فرمانروائے ریاست رامپور شاگرد حضرت غالب	ناظم	۱۸۸
جناب مولوی عبد الغفور صاحب جونپوری شاگرد حضرت جرأت	نساخ	۱۸۹
عالیجناب نواب اصغر علیخانصاحب دہلوی شاگرد رشید حضرت مومن	نسیم	۱۹۰
جناب محمد غوث الدین صاحب خلف ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب حیدرآبادی شاگرد حضرت منت	نشتر	۱۹۱

نام	تخلص	نمبر شمار
جناب منشی محمد حسن صاحب مرحوم متوطن بمبئی شاگرد حضرت منت	نصرت	۱۹۲
عالیجناب شاہ نصیر الدین صاحب دہلوی شاگرد حضرت مائل دہلوی	نصیر	۱۹۳
جناب حکیم مرزا منیر الدین صاحب جبلپوری	نظامی	۱۹۴
عالیجناب مولوی ولی محمد صاحب اکبر آبادی رح	نظیر	۱۹۵
جناب محمد عبد القادر عرف بادشاہ میاں صاحب حیدر آبادی شاگرد حضرت منت	نظیر	۱۹۶
عالیجناب میر خورشید علی صاحب لکھنوی خلف و شاگرد حضرت انیس	نفیس	۱۹۷
	نمود	۱۹۸
اعلیحضرت امیر المومنین نواب کلب علی خان صاحب خلد آشیاں فرمانفرمائے رامپور شاگرد حضرت امیر	نواب	۱۹۹
جناب منشی محمد نوح صاحب ناروی شاگرد حضرت داغ	نوح	۲۰۰
جناب شیخ نور محمد صاحب متوطن ٹونک شاگرد حضرت ظہیر	نور	۲۰۱
عالیجناب مولنا شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی رح	نیاز	۲۰۲
جناب فصیح اللہ خان صاحب بنارسی شاگرد حضرت داغ	نیّر	۲۰۳
جناب حکیم سید خورشید حسین صاحب لکھنوی شاگرد ثاقب	نیر	۲۰۴
جناب مولنا محمد سکندر علیخان صاحب مرحوم خالص پوری شاگرد نطق و ذوق و امیر	واصل	۲۰۵
جناب منشی محمد فیض اللہ صاحب حیدر آبادی شاگرد حضرت منت	واقف	۲۰۶
جناب شیخ احمد صاحب جنیری شاگرد حضرت آہ مرحوم دہلوی	واہ	۲۰۷

نمبر شمار	تخلص	نام
۲۰۸	وجاہت	جناب مولوی وجاہت حسین صاحب
۲۰۹	وجد	جناب مولانا غلام غوث صاحب بدایونی فخر تلامذہ حضرت مولانا مذاق بدایونی
۲۱۰	وحشی	
۲۱۱	وزیر	عالیجناب خواجہ وزیر صاحب لکھنوی شاگرد رشید حضرت ناسخ
۲۱۲	وزیر	جناب شیخ وزیر صاحب لکھنوی شاگرد حضرت حکیم لکھنوی
۲۱۳	وہبی	جناب منشی دیبی پرشاد صاحب لکھنوی
۲۱۴	ہاشم	جناب سید محمد ہاشم صاحب دیوبندی شاگرد ثاقب
۲۱۵	ہدایت	جناب مولوی ہدایت رسول صاحب لکھنوی
۲۱۶	یکتا	جناب منشی فتح محمد صاحب مرزاپوری شاگرد حضرت ظریف
۲۱۷	یم	جناب مولانا فیض الدین احمد صاحب لاہوری شاگرد ثاقب
۲۱۸	یوسف	جناب صاحبزادہ میر یوسف علیخان صاحب مودودی فرسٹ کلاس سردار ریاست بڑودہ شاگرد ثاقب

حمدہٗ و نصلی علیٰ نبیہ الکریم

دونون عالم مین آغاز سے تابع انجام
ہر اِک جو کام کیا ہے کیا بسم اللہ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

فصلُ حمد باری تعالیٰ

رباعی میر انیس

گوہر کو صدف مین آبرو دیتا ہے | بندے کو بغیر جستجو دیتا ہے
انسانکو رزق گل کو بو سنگ کو لعل | جو کچھ دیتا ہی جسکو تو دیتا ہے

عنوان نامہ نام ہے ربِّ کریم کا | دیوان یہہ عفو نامہ ہے جرم عظیم کا
ہوا ہی عشق مجھکو اُسکے حسنِ پاک سے پیدا | کیا ہی نور کے ٹکڑونکو جسنے خاک سے پیدا
سرِ نامہ لکھا مطلع جو حمدِ کبریائی کا | مرے دیوان مین آیا نظر جلوہ خدائی کا
سمک سے تا سما اقرار ہی تیری خدائی کا | ازل سے تا ابد ہے جوش تیری کبریائی کا
زمین و آسمان لوح و قلم کا راز کُھلجائے | مگر ممکن نہین کھلنا تری اسرارِ قدرت کا
بے زبان و بے دہن ہی نطق کام اللہ کا | سب کلامونسے ہے بالاتر کلام اللہ کا
بطن مین کودک تو کیڑا سنگ مین پاتا ہی رزق | پرورش کرنا زمانے مین ہی کام اللہ کا
کچھ غم نہین جو پیش ہے دفتر قصور کا | عنوان نامہ نام ہے ربِّ غفور کا
بشر سے حمد الٰہی امیر کیا ممکن | پہاڑ اُٹھائے کہان حوصلہ یہہ رائی کا

بشیر — ستایش کے قابل تو وہ ذات ہے / مگر مُنھ ہے چھوٹا بڑی بات ہے

تائب — سپاسِ خداوندِ کون و مکان / کیا جسنے موجود سارا جہان

،، — کریمون کو وصفِ کرامت دیا / لئیمون کو غرقِ ملامت کیا

،، — فلک اُسکی قدرت کے گلشن کا پھول / سب اُسکے ہین تابع نبی و رسول

،، — زبانِ قلم کی کہان یہہ مجال / کہ لکھے بیان جلال و جمال

تجلی — دیدار کیون نہ سمجھون امر محال تیرا / ستر ہزار پردون مین ہی جمال تیرا

نسیم — لکھا ہی یکقلم مضمون صنعتہائی یزدانکا / جوابِ دفترِ کن ہر ورق ہی اپنے دیوان کا

،، — صنعت کو اُسکی دیکھکے دیوانونکی طرح / کُھلتا ہی تنگے واہمہ کیا کیا حکیم کا

،، — مین کیا جو اسکی کنہِ حقیقت کو پا سکون / گل ہے چراغ ہوش یہان ہر فہیم کا

،، — خیالِ آئینہ حیرت فزا ہے / زبان مصروف حمدِ کبریا ہے

،، — بنایا جسنے مقفل بوستان کو / کفِ جلاّد برگِ ارغوان کو

ثاقب — لکھا ہی رو بہ قبلہ ہو کے مطلع حمدِ یزدانکا / نہ کیون ہو آفتاب صبحِ محشر نام دیوان کا

،، — کلیم اللہ سے پوچھو مزہ دیدار بازی کا / کہ نازِ حسن مین عالم ہی کیا کیا بےنیازی کا

،، — آنکھین وہی ہین بینا دیکھین جو راہ تیری / وہ کام کی زبان ہی جسپر ہو نام تیرا

،، — اللہ رے بے نیازی یہہ ناز تجھ مین پایا / بیگانون سے بیگانہ اپنون سے تو پرایا

،، — ثاقب تم اور حمد اوسکی / بندہ بندہ خدا خدا ہے

جاہ لکھنوی — جھک کر جو تیرے در پہ کیا سجدۂ نیاز / گذرا فرازِ عرش سے گوشہ کلاہ کا

جواہر — تحمید مین مقام نہین قال و قیل کا / ہے کسکو ناطقہ ترے ذکرِ جمیل کا

حالی — قبضہ ہو دلو نپر کیا اور اس سے سوا تیرا / اک بندۂ نافرمان ہی حمد سرا تیرا

کمال

کامل ہے جو ازل سے وہ ہی کمال تیرا
باقی ہے جو ابد تک وہ ہی جلال تیرا

سپر بھی دی تو نے تیغ بھی دی مگر دئے ہاتھ باندھ سب کے
جنھین تھا یان اختیار سب کچھ اُنھین بھی بے اختیار دیکھا

مین اور عزم وصفِ خدائے جلیل کا
یہہ حوصلہ نبیؐ کا نہ ہے جبرئیلؑ کا

ترے فیض کرم سے نار و نور آپس مین یکدل ہین
ثناگر یک زبان ہر ایک ہی جن و ملک تیرا

کونین جسکے ناز سے چکرا رہے ہین داغ
مین ہون نیاز مند اُسی بے نیاز کا

مقدور ہین کب ترے وصفونکے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

ہوا حمدِ خدا مین دل جو مصروفِ رقم میرا
الف الحمد کا سا بنگیا گویا قلم میرا

یا الٰہی ہو کرم تیرا تو شاید کچھ لکھے
ورنہ تیری حمد یارائے بشر سے دور ہے

تو وہ کریم ہے کہ تری بارگاہ مین
پایہ بلند ہے نگہِ شرمسار کا

محافظ تو کنوئین مین تھا فارب کالعقارب سے
کیا جب بھائیون نے قصد خون یوسفؑ سے بھائی کا

دعویٰ اگر و نمین حمدِ خدائے کبار کا
توبہ سعید ہے یہہ مقام انکسار کا

حمد بیحد اُس خدائے پاک کو
نور ایمان جسنے بخشا خاک کو

کب تاب و حوصلہ ہے یہہ عبدِ ذلیل کا
دعویٰ کرے جو حمد خدائے جلیل کا

روشن تری قدرت سی جہان آٹھ پہر ہے
خورشید سحر کو ہے سرِ شام قمر ہے

مقدور کسکو حمد خدائے جلیل کا
اسجا پہ بیزبان ہے دہن قال و قیل کا

ہُشیار اے ظہیر کہ یہہ راہ حمد ہے
پھسلا ہے پانوٗ حاملِ عرشِ عظیم کا

سب تابع فرمان ہین تری عرش سے تا فرش
حقا کہ خداوند ہے تو ارض و سما کا

لکھے حمدِ الٰہی خامۂ معجز رقم میرا
گھڑی بھر کے لئے گر ساتھ دین لوح و قلم میرا

ہے یہ ادنیٰ وصف اُس خلّاق کا — باغباں ہے گلشنِ آفاق کا (کافی)
حمد لایق داورِ اکبر کو ہے — خالقِ اشیائے بحر و بر کو ہے (")
سجدے میں ہو کر قلمِ گلفشاں — لکھ صفتِ خالقِ باغِ جہاں (ست)

بندہ ہوں اے منیر خدائے کریم کا — صرّاف ہوں خزانۂ فیضِ عمیم کا (منیر)
حیرت ہو کہ ہر مدعیِ معرفت اک خلق — کچھ ہمنے تو پایا نہیں ابتک ترے ڈھب کو (میر تقی)

کوچۂ حمد میں سنبھلکے چلو — ہے وہ قہار بھی رحیم بھی ہے (واحد)

تر زباں اُسکی ثنا میں سبز ہائے خشک و تر — حمد میں اوسکی ہے گویا ہر ورق اشجار کا (واصل الہ آبادی)
تو کریم ہے تو رحیم ہے تو عظیم ہے تو علیم ہے — تری حمد اور مری زباں تری شان جلّ جلالہ (واہ)
حمد کی راہ میں سیدھا کسے چلتے دیکھا — پائے خامہ بھی ہر اک گام پھسلتے دیکھا (یکتا)

فصلِ توحید الٰہی

رباعی ثاقب

کی سیرِ حقیقت تو نہ کیا کیا سمجھے — واجب سمجھے اُسی کو یکتا سمجھے
جب غیر پہ ہمنے خطِ لا کھینچ دیا — لا کے معنی بھی خاص الّا سمجھے

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا — نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا (آتش)
بتانِ دہر کے جلووں سے خاک ہو تسکیں — بسا ہوا جو نظر میں جمالِ یار نہو (آثم)
نشاں کیا کچھ دکھائی تو نے یارب بے نشاں ہو کر — عیاں کیا کیا کچھ کیا ہے تو نے اے خالق نہاں ہو کر (احمدی)
گلستاں میں گلو نکلے کاں ہیں آواز پر تیری — ترا ذکر خفی کرتا ہے ہر پتا زباں ہو کر (")
دو لتسرا ئے دوست ہے اختر یہ قصرِ دل — اور چشمِ شوق ہے درِ دو لتسرائے دوست (اختر مینائی)

جب اپنے گریبان مین ذرا سر کو جھکایا
آرام خدائی کا تماشا نظر آیا

اسرار اگر چشم خدا بین ہو میسّر
ہر چیز مین آجائے نظر جلوہ خدا کا

نخل ہستی سے نمودار ہی قدرت تیری
اصل وحدت ہی تری فرع ہی کثرت تیری

ڈوبنا جب عین وحدت مین گوارا ہوگیا
مدِّ بسم اللہ دریا کا کنارا ہوگیا

یہہ آفتاب ہے گرم اُسکی کبریائی کا
کہ ذرّے ذرّے کو دعوی ہی خود نمائی کا

تمھین کو جانا تمھین کو سمجھا تمام عالم سی تنگ ہوکر
دوئی کا وحدت مین ذکر کیسا رہی ہمیشہ اک انگ ہوکر

آنکھون مین نور تیرا دل مین سرور تیرا
دروازے سی ہی گھر تک سارا ظہور تیرا

خورشید و ماہ سب مین جلوی ترے ہی لیکن
ایسی کہان ہین آنکھین دیکھین جو نور تیرا

نادان سوائے حق ہی کسیکا کہان وجود
باتین خودی کی خوب نہین ہا و من کو چھوڑ

ہی نقش دل پہ سورۂ توحید ای امیر
ہون محو ذکر اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہ مین

کونین مین ہی جلوۂ حسن و جمال دوست
ہی ایک روشنی کہ اِدھر بھی اُدھر بھی ہے

امیر جلوۂ وحدت سے آشنا ہو جو دل
وہی ظہور وہی شان ہی جدھر دیکھو

اُسیکا جلوہ جہان مین ہو وہی ہی مکان مین ہے
وہ جسم مین ہی وہ جان مین ہی نشان بتلاؤن کیا مکین کا

روشن ہی ذرّے ذرّے سی خورشید روئے یار
دفتر ہی ایک ایک ورق وعظ و پند کا

کونسے دل مین گھر نہین تیرا
کس نگینے مین تیرا نام نہین

وصالِ یار تمہید فراقِ ہر دو عالم ہے
کہ اوسکا ہوکے پھر کوئی کسیکا ہو نہین سکتا

گل ہی نہ شمع ہی نہ قمر ہے نہ مہر ہے
جلوہ ہے یہہ تمام خدائے قدیر کا

مُبرّا وہ تو ہی کون و مکان سے
مکان اسکا کہان جو لامکان ہو

تیرے عالم سی دلِ روشن کی ہی عالم مین قدر
گر نہوتا حسن ہوتا بے حقیقت آئینہ

کہین ہی جلوہ گر حسن حسین مین — کہین ہی خاطرِ اندوہگین مین
نہان و آشکارا جلوہ گر ہے — کہین نکہت کہین گلبرگ تر ہے
غرض ہر رنگ مین نیرنگ امکان — رہا حیرت فروشِ چشمِ انسان

وہ ہوا تسلیم ثابت مجھکو نفیِ غیر سے — حق تو یہہ ہی حق بھی پنہان پردۂ باطل مین تھا
ہزار بات کی اک بات ہے یہی ثاقب — دوئی کی حس مین نہین بو وہ ہی خدا میرا
نظر آتا ہی تِل کی اوٹ عالم بزم امکان کا — ہماری آنکھ کا پردہ ہی پردہ روئے جانانکا
اگر وسعت نظر مین ہو خدائی دیکھلے عالم — ہر اک ذرّے مین صحرا کا ہر اک قطرے مین طوفانکا
یہی ہی ہو کی میدان مین بھی ہو حق تری وحدت کی — کہ انگشتِ شہادت ہی جو کانٹا ہی بیابانکا

جب تمھین تم نظر مین ہو پھر کیون — آنکھ دیدار کو ترستی ہے

برقع مین حسن کی تو پردے مین عشق کی تو — چھپ چھپکے تو نے جلوہ ہر رنگ مین دکھایا

دو جہان پر جو کی نظر ثاقب — ایک بستا ہے ایک بستی ہے

تو ہر اک رنگ مین آتا ہی نظر واہ ری شان — پھر بھی تسلیم ترا دعوئ یکتائی ہے
تصوّر ہمنے جب تیرا کیا پیشِ نظر پایا — تجھے دیکھا جدھر دیکھا تجھی پایا جدھر پایا
موسٰی کو سوچ ہی کہ ہمین ہم ہین طور پر — کانون مین آرہی ہی کدھر سی صدائے دوست
سمجھون کسے رقیب کرون جس سے دشمنی — آتا نہین نظر مجھے کوئی سوائے دوست
جلوہ ہی ہر رنگ مین خالقِ بی اشباہ کا — ہے ہر اک بلبل مین عالم مرغ بسم اللّٰہ کا

کرون پہلے توحید یزدان رقم — جھکا جسکے سجدے کو اوّل قلم
قلم پھر شہادت کی انگلی اوٹھا — ہوا حرف زن یون کہ ربّ العلیٰ
نہ ہی کوئی تیرا نہ ہوگا شریک — تری ذات ہے وحدہٗ لاشریک

جو دیکھا چشم حقیقت نگر سے سوئے زمین
تو ذرّہ ذرّہ اک آئینہ ہے خدائی کا

کثرت مین تجھے دیدۂ وحدت سے جو دیکھا
تو ارض و سما مین مجھے یکتا نظر آیا

صفات و ذات مین یکتا ہی تو ای واحدِ مطلق
نہ کوئی تیرا ثانی ہی نہ کوئی مشترک تیرا

عالم تمام چشم حقیقت نگر بنا
منھہ دیکھتا ہے آئینہ آئینہ ساز کا

بیچون و بیچگون ہی بیشبہہ ذات تیری
واحد احد صمد ہے اللہ نام تیرا

نظر مین ہی تیری کبریائی سما گئی تیری خودنمائی
اگرچہ دیکھی بہت خدائی مگر نہ تیرا جواب دیکھا

گر معرفت کا چشم بصیرت مین نور ہے
تو جسطرف کو دیکھہ اوسی کا ظہور ہے

مدرسہ یا کعبہ تھا یا دیر یا بتخانہ تھا
ہم سبھی مہمان تھے وان تو ہی صاحبخانہ تھا

خدائی پہ جب ڈالتا ہون نگاہین
خدا ہی خدا ہر طرف دیکھتا ہون

لاکھہ پردون مین ہو تو ڈھونڈ نکالیگا خیال
دلمین سو آنکھین ہین ہر آنکھہ مین بینائی ہی

تیرے سوا سنا ہی نہین اِن صفات کا
حقا کوئی شریک نہین تیری ذات کا

دکھایا جلوہ ہر انداز مین اُس شوخ نے اپنا
بتانِ دہر کو پردہ بنایا دلربائی کا

ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا
موسیٰ نہین جو سیر کرون کوہ طور کا

پتا پتا [illegible]تر وحدت ہے اس گلزار کا
فرد ہی وحدت کا اُسکی ہر شجر کا ہر ورق

ہوا ہے نورِ وحدت منعکس آئینۂ دلمین
نظر آتا ہی ذرہ ذرہ مطلع مہر تابان کا

جو ہر اک دیدۂ حیران مین نظر نکلے پھرے
چشم بد دور انھین دعوئ یکتائی ہے

اس باغ کے ہر گل سے جھپک جاتی ہین آنکھین
مشکل بنی ہے آنکے صاحب نظرون کو

گل و بلبل بہار مین دیکھا
ایک تجھکو ہزار مین دیکھا

واقف ہو شانِ بندگی سے قید قبلہ کیا
سر ہر جگہہ جھکا کہ ہے مسجود ہر جگہہ

ہے قسمتِ زمین و فلک سے غرض نمود — جلوہ وگرنہ سب مین ہی اُسکے جمال کا (میر)

ہے ماسوا کیا جو میر کہیے
جلوی ہین اُسکے شانین ہین اُسکی
ظاہر کہ باطن اول کہ آخر
جز ترے کچھ نظر نہین آتا (ناسخ)

آگاہ سارے ہین اس سے آگاہ
کیا روز کیا خور کیا رات کیا ماہ
اللہ اللہ اللہ اللہ
وہ موحّد ہون روزِ اوّل کا

کونسا تن ہی کہ مثل روح اُسمین تو نہین — کون گل ہی جو ترا مسکن برنگ بو نہین (ناظم)
جلوۂ حسن تبان کی ہی نمایش کیسی — ایدل اس باغ کا ہوگا چمن آرا کیسا (نظامی)
باغ جہانمین شور ہے تیرے ظہور کا — ہر ایک پھول آئینہ ہے تیرے نور کا
غافل بہک رہا ہی کدھر چشم دل سے دیکھ — عالم ہر ایک سنگ مین ہے کوہ طور کا
کہانکا حسن کیسا عشق کسکے لیلی و مجنون — کرشمہ ایک یہہ بھی ہی تری جلوہ نمائی کا
یار کو ہمنے جابجا دیکھا — کہین ظاہر کہین چھپا دیکھا ([illegible])
مکین سمجھے مکان سمجھے نہ ہم ارض و سما سمجھے — مگر ہان حسن تیرا جلوہ گر ہم جابجا سمجھے ([illegible])
اُٹھا جب پردۂ غفلت تو پھر اے واہ کیا کہیے — جدھر دیکھا اُسے دیکھا جہان پایا اُسے پایا
پرتوِ رخسارِ جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی — آنکھ ہو تو دیکھ ہر برگِ شجر [illegible] (خواجہ وزیر)
جلوۂ محبوب مہوش دیکھلے ہر رنگ مین — قیس کو آہو بھی چشمِ شوخ لیلی ہو گیا
تاب نظر نہ ہو گی جو موسیٰ کی طرح سے — رکھونگا طور نام تری جلوہ گاہ کا (شیخ ناسخ)
وہ یکتا ہے مرا معبود یکتا — دوئی کا نام تک جسمین نہ پایا ([illegible])

فصل ۳ - نعت سرور کائنات صلعم

رباعی میرانیس

دنیا میں محمدؐ سا شہنشاہ نہیں
کس راز سے خالق کی یہ آگاہ نہیں

باریک ہے ذکر قرب معراج رسولؐ
خاموش کہ یاں سخن کو بھی راہ نہیں

مطلع لکھا جو نعت رسولؐ کریم کا
آیا درِ قبول سے مژدہ نعیم کا

وردِ زبان جنابِ محمدؐ کا نام ہے
قابل درود پڑھنے کے اپنا کلام ہے

رسولوں میں تمھیں اعلیٰ تمھیں اولیٰ تمھیں افضل
تمھیں پر خاتمہ ہے یا محمدؐ پیشوائی کا

نور تھے وہ نور کا سایہ نہیں ہوتا اسیر
کیوں نہو معدوم سایہ سیّدِ لولاک کا

شان اللہ کی کسطرح نہو شانِ رسولؐ
وہی فرمان خدا ہے جو ہے فرمانِ رسولؐ

حرم سے بت نکلوا کر کیا اسلام میں داخل
محمدؐ نے کیا کیا اہتمام اللہ کے گھر کا

الف آدم میں ہے ممدود احمدؐ میں ہے بے مد کا
سبب یہہ ہے کہ واں سایہ تھا یاں سایہ تھا قد کا

بیان کیا ہو شہنشاہ عرب کی شان و شوکت کا
فلک جسکے درِ دولت پہ نقارہ ہے نوبت کا

بن آئی تیری شفاعت سے روسیاہوں کی
کہ فرد داخل دفتر ہوئی گناہوں کی

آتے تھے سامنے تو لرزتے تھے دست و پا
غالب تھی کافروں پہ یہہ ہیبت رسولؐ کی

خدا کریم محمدؐ شفیع روز جزا
امیر کیا ہے حقیقت مرے گناہوں کی

کیا باغبان لم یزلی کا ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

عطا جسپر تری ای ابر رحمت مہر بطحا ہو
اگر ذرّہ ہو سورج ہو اگر قطرہ ہو دریا ہو

محمدؐ مظہرِ نور خدا ہیں
محمدؐ راز دار کبریا ہیں

لباسِ کعبہ سمجھے شہپر جبریل محشر تک
لکھوں گر بال مور ناتوان پر وصف احمدؐ کا

پڑھا پہلا سبق جسدن کتابِ نعت خوانی کا
ہوا حاصل خدا سے مرتبہ ہمہ استانی کا

ثاقبؔ	عالمِ علمِ لدُنی نہ کرون کیون تسلیم		تو وہ اُمّی کہ ترے علم کا اللہ علیم
״	حبذا شانِ نبیؐ روزِ مکافاتِ عمل		نقدِ رحمت بکف و جنسِ شفاعت بہ بغل
״	سالکِ راہِ احد محرمِ اسرارِ صمد	نتیجہ ۲۰	مطلعِ مہرِ ہدا احمد والا گوہر
״	مالکِ ملکِ ولا حاصلِ لولاک لما		کاملِ رحم و عطا عادلِ اعلیٰ گوہر
״	زمین کیونکر اٹھائے بار تیرے سایۂ قد کا		بھری ہین اُسمین رازِ غیب سینہ اِسکا خالی ہے
״	اللہ سے کم اور خدائی سے زیادہ		اللہ کی مخلوق مین رتبہ ہو نبیؐ کا
جاودانی ذوقی	وہ عاشق یہہ محبوب پھر کیا عجب ہے		خدا سے جو نازک ہو خوئے محمدؐ
״	بزمِ میلاد مین دیکھو تو یہہ جلوہ کیا ہے		اے کلیم آؤ اِدھر طور یہ رکھا کیا ہے
جاہ	حق تو یہہ ہے کہ پیارے کا پیارا بھی ہے عزیز		محبوب ہے خدا کا طلبگارِ مصطفےٰ
حالی	نشانِ رسالت کی تھی تیری جبین سے عیان		گود سے دایہ ابھی کر نہ چکی تھی جدا
״	سلسلۂ انبیا ختم نہوتا اگر		حق کی حقیقت سے تو پردہ نہ دیتا اُٹھا
״	قال ترا اور حال نشۂ وحدت مین چور		اوڑھنا تیرا خدا تیرا بچھونا خدا
״	وہ شہنشاہ امتی جس کا		یان گنہگار اور وان مغفور
״	وہ خداوند خدمتی جس کا		یان سبکسار اور وان ماجور
״	مژدہ ای امتِ ضعیف کہ یان		سعی ہوتی ہے بے کئے مشکور
خادمؔ	یا محمدؐ کون پوچھے گا مجھے روزِ حساب		بخشوانا جب تمھین مدِ نظر ہو جائیگا
״	ملی اُسکو خاطر بقائے ابد		جو عشقِ نبیؐ مین فنا ہو گیا
داغؔ	پڑی ہوئی تھی ہزار پردے کلیم دیکھو تو پھر بھی غش تھی		ہم اُسکی انکھونکے صدقے جسنے وہ جلوہ یون بیحجاب دیکھا
״	اللہ شوق دے مجھے نعتِ شریف کا		شہرہ ہو خوب میرے کلامِ لطیف کا

وہین کشتیِ نوحؑ بھی ڈوب جاتی — نہ دیتے جو اوسکو سہارا محمدؐ
حشر مین امتِ عاصی کا ٹھکانا ہی نتھا — بخشوانا تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا
اِدھر دوست خوش ہین اُدھر غیر راضی — خوشا خلق وخوئے نکوئے محمدؐ
بھرین خضرؑ بھی سامنے جسکے پانی — زہے عزّت و آبروئے محمدؐ
ہوا رخصت جہانسے قافلہ کفر وضلالت کا — ہوا جب شور پیہم آمدِ ختمِ رسالت کا
شوق نظارہ ہے جب سے اس رخ پرنور کا — ہی مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا
جب سے کہ لکھا ہی ترا وصفِ رخِ زیبا — چومے ہی قلم لوح کو اور لوح قلم کو
رونق ہی بہار گل رخسار سے تیرے — گلزار حدوث اور چمنستانِ قدم کو
ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سے بھی سوا — رکھدین تری شبیہ جو کنعانیونین ہم
الم مین کوئی نہین یار یا رسول اللہ — تمھین ہو میرے مددگار یا رسول اللہ
سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبیؐ — سارے اچھونسے اچھا ہمارا نبیؐ
غم ہوگئے بے شمار آقا — آقا آقا سنوار آقا
وہ داغ عشق سرور کون ومکانکے ہین — جنکو عزیز رکھتے ہین دل اور جان سے ہم
شفاعت حضرت آدم کی اسم پاک پڑھ ہی — غلط کیا ہی اگر کہئے کہ فخر انبیا دیکھا
زکی آئینہ توحید روئے مصطفیٰ دیکھا — اس آئینے مین رنگِ جلوۂ روئے خدا دیکھا
آتی ہو مرحبا کی صدا آسمان سے — لیتے ہین جب جناب محمدؐ کا نام ہم
امام المرسلین ہو تم شہ دنیا و دین ہو تم — خدا کے گھر سے پایا ہی لقب محبوبِ داور کا
نہ کیون ہر پھول کی بو سونگھکر صل علی کہئے — یہ گل بوٹے بنے ہین جسم احمدؐ کے پسینے سے
منھ سے جو نکلا ضعف مین کیسے مدینے جائینگے — رنگ اُڑ کے چہرے سے ہمکو بتادیا کہ یون

شایق	نثارِ احمدِ مختار سر آنکھیں جگر پہلو	فدا ہونیکو ہیں تیار سر آنکھیں جگر پہلو
شہید	کس جان کا ایمان تو دلخواہ نہیں ہے	دل کونسا ہی جسمیں تری راہ نہیں ہے
״	کعبہ بھی ہی ابتک تری خوشبو سے معطّر	مکّے کا ہر اک کوچہ بھی دیوار بھی در بھی
شہیدی	کس وضع اُٹھائی ہوئی ہیں بار دو عالم	ظاہر میں تو نازک سی ہیں بازوئے محمدؐ
״	خدا منھ چوم لیتا ہی شہیدی کس محبت سے	زبان پر میری جسدم نام آتا ہی محمدؐ کا
״	اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل	خواص اُس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا
״	تمنا ہی درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے	قفس جسوقت ٹوٹے طائر روح مقید کا
صولت بریلوی	اللہ ایک اُسکا محمدؐ رسول ہے	اک بات میں خلاصہ ہوا لاکھ بات کا
ضمیر	وہ دیکھلے نقشِ کفِ پائے نبویؐ کو	جسنے کہ جہاں میں ید بیضا نہیں دیکھا
ظاہر فتحپوری	کیا ہی دل کو روشن یادِ رخسار پیمبرؐ میں	جگر کے داغ نے قندیل کعبہ میں جلائی ہی
״	پھر یاد آئیں قبر میں بدر الدجیٰ مجھے	پھر چاندنی کا پھول چراغ مزار ہو
״	ہم یادِ نبیؐ لیکے مدینے کو چلینگے	کچھ اور نہیں پاس یہی زاد سفر ہے
ظہیر	پردہ اُٹھا دیا ہے مقامِ کلیمؑ کا	پایہ فراز عرش سے گذرا یتیم کا
״	پایا ہے عہد شیب میں عالم شباب کا	آدم سے بیشتر ہے تولّد جناب کا
״	صورت کدۂ دل میں تصور ہی نبیؐ کا	نقاش ہوں تصویر رسولِ عربی کا
״	قبلہ ہے مرا کعبۂ ابروئے محمدؐ	سر طاعت خالق میں ہی دل سوئے محمدؐ
״	سب قافلونکے قافلہ سالار ہیں حضور	اس کارواں کے بعد کوئی کارواں نہیں
״	تمنے جانا ہے خدا کو تو خدا نے تمکو	کیا سمجھتے ہیں تمھیں فہم و فراست والے
״	ظہیر اوسکا ثناخواں ہوں کہ جس سلطان دین نے	مکاں میں جلوہ فرما ہو کی عزم لامکاں باندھا

یاد آتی ہے بہار جو کوئے رسولؐ کی
رہ رہ کے جھانک لیتے ہیں باغ جناں سے ہم

ہوا اسواسطے دنیا مین وہ شمس الضحیٰ پیدا
کہ روشن نام کرنا تھا اُسے اپنے اب و جد کا

ہوا جب روبرو آئینہ رخسارِ محمدؐ کا
نظر آنے لگا جلوہ فروغِ حسن سرمد کا

تو لد جب ہوئے ختم رسلؐ تو دونوں شانونپر
عیان مہر نبوت تھی رسالت اسکو کہتے ہین

پڑ جائے عکس چہرۂ پر نور کا اگر
ذرے لڑائین آنکھ رخ آفتاب سے

خدا بھی دلمین رہتا ہے نبیؐ بھی دلمین رہتے ہین
یہ دونوں عاشق و معشوق اک منزلمین رہتے ہین

دل بیتاب عاشق تھا ازل سے عرش بھی گویا
نبیؐ کی خاک پا سے ہی شب اسریٰ قرار آیا

محمدؐ نیر تابان سپہر برج وحدت کا
محمدؐ آفتاب آسمان کبریائی ہے

حاضر ہین ہم سوال کرین منکر و نکیر
یان حبِ احمدیؐ ہے خلاصہ جواب کا

عجب ذاتِ مکرم ہے کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو
جناب شافع روز قیامت کا وسیلہ ہے

طفیل سرور عالم ہوئے دونوں جہان پیدا
زمین و آسمان پیدا مکین پیدا مکان پیدا

روضۂ اقدس کو باعین ادب دیکھا کرون
دے مکان گر خالق اکبر مدینے کے قریب

ازلمین جوش پر آیا جو دریا حقکی رحمت کا
سر احمدؐ پہ رکھا تاج عالم کی شفاعت کا

ہے وہ لاثانی و بمثل پیمبر اپنا
ایسا یکتا ہے کہ رکھتا نہین ہمسر اپنا

کیون نہ غش کھاؤن جمالِ مصطفےؐ کو دیکھکر
وہ شب معراج مین آئے خدا کو دیکھکر

تو مدینے مین ہویا سینے مین
عکس تیرا ہے ہر آئینے مین

ہوئی شام آفتاب بت پرستی پر زوال آیا
مہ نو خوب چمکا بدر مین تیغ محمدؐ کا

صفت لکھنے کو نور مصطفےؐ کی
زبان لاؤن کہاں سے مین خدا کی

مین نے کی نعتِ محمدؐ تو خدا شاد ہوا
کلک قدرت سے سر صلّ علیٰ صاد ہوا

منت — تو افصح العرب ہی تو افصح العجم ہے / مانا ہوا ہے تو ہا نزدیک و دور تیرا

" — او جوانِ عربی چاک گریبان والے / ہیچھے ہیچھے تیرے دامن کی ہین عصیان والے

" — پرسش روزِ قیامت خالی از حکمت نہین / پھر دکھائی جائیگی شانِ رسولِ ہاشمی

منیر — خدائے پاک کریگا حضور کو راضی / کھلین گے خلق پہ معنی احمدِ مختار صلعم

" — شفاعت امتِ عاصی کی جب فرمائینگے حضرت / کریگا سایہ ہم سب پہ ہمائے ظلِّ ربّانی

مومن — جہان مطاعِ شہنشاہ آفتاب نشان ہے / فلک سریرِ قمر طلعت و ملک فانوس

ناسخ — جلوۂ نورِ محمدؐ سے ہے وہ حیرت زدہ / کعبے مین جو بت ہے گویا نقش ہے دیوار کا

نظامی — فرشتے نامۂ اعمال اور مین نعت لکھتا ہون / پسند حضرت حق دیکھئے کسکا لکھا ٹھہرے

نظیر — گنہگار اُنسے یون لپٹے رہین گے / کوئی دامن سے کوئی آستین سے

" — تصرف سید ذیجاہ کا ہے دین و دنیا مین / یہان بھی اور وہان بھی آپ ہی امداد کرتے ہین

نور — اٹھا کر آنکھ ہمنے جسطرف دیکھا یہی دیکھا / خدا کی ہے خدائی مصطفےٰ کی مصطفائی ہے

وداد — خدا کا بھی خدائی کا بھی پیارا / محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

نجد — تم تو جب تھے کہ زمانے کا نہ تھا نام و نشان / تم زمانے سے بھی ہو اگلے زمانے والے

خواجہ وزیر — نظر و نہین شفاعت نے عمل تول لیے ہین / پلے پہ ہے امت کے ترازوئے محمدؐ

" — کرتی ہے گنہ خلق خدا کچھ نہین کہتا / واقف ہے کہ نازک ہے بہت خوئے محمدؐ

وحشی — کہتے ہین جسے مہر جہانتاب جہا نمین / ہے پرتوِ نورِ رخِ نیکوئے محمدؐ

ہدایت — روکو نہ زبان اپنی ہدایت سے ہدایت / تم امتِ احمدؐ ہو مددگار خدا ہے

یکتا — خدا کی خدائی نہ کیون مان جائے / خدا خود ہی جب تم پہ قربان جائے

" — اللہ اللہ ختم مرسلؐ رتبۂ خاتم ترا / اک سلیمانؑ کیا کہ ہے محکوم کل عالم ترا

طالب ہین وہ جنان کے نہ حور و قصور کے	سب سے الگ ہین دیکھنے والے حضور کے

فصلؑ۔ منقبت شریف

رباعی ثاقب

ہر دل ہی فدائے آلؑ و اصحابؓ نبیؐ	ہر سینہ ہی جائے آلؑ و اصحابؓ نبیؐ
اسلام کی جان اور ایمانکی شان	بیشک ہے ولائے آلؑ و اصحابؓ نبیؐ
مستحکم اسلئے کیون نہون ایمانکے چار رکن	محبوب کبریا کے ہین چارون مشیر خاص
سبطین مصطفےؐ ہین جو زہرا کے نور عین	رحمت کے دو یہہ سورے ہین اُمّ الکتاب مین
نور عینین شہ ہر دو سرا ہین یہہ امیر	سب ہین آگاہ نہان رتبۂ سبطین نہین
امیرانِ پیشوا ونکا مین صدق دلسے پیرو ہون	جو ہین صدر شریعت پر بجائے احمدؐ مرسل
خوش تھے یون اصحابؓ نور مصطفےؐ کی سامنے	مصطفےؐ اجسطرح انوار خدا کے سامنے
آئینہ ہے یہہ پنجتنؑ و چارؓ یار کا	نقطے ہین چارؓ حرف مین پانچؑ آفتاب مین
کہتے تھے سب دیکھکر انصار کو شہ کی قریب	جلوہ گر گیا کیا ستارے ہین مہ انور کی پاس
صحبت مین ہی تاثیر امیر اسمین نہین شک	اصحابؓ مین کس طرح نہو خوئے محمدؐ
معنی یہہ رفاقت کے ہین بوبکرؓ و عمرؓ نے	چھوڑا نہ پس مرگ بھی پہلوئے محمدؐ
کیون غم و رنج سے نہون آزاد	آلؑ و اصحابؓ کا غلام ہون مین
اصحابؓ مصطفےؐ سے زمین رشک چرخ ہے	وان ایک آفتاب ہے یہان چار آفتاب
داغ سجود مہر سے پرتو فگن ہوا	قبلہ جو آستانِ درِ پنجتن ہوا
اونچا ہو نہ فلک سے نہ کیونکر سر نیاز	مین خاک راہِ پنجتن و چار یار ہون

ثاقب
شرط ایمان ہی ولائے آل واصحاب نبیؐ
پیرہن کیا جسین داماں وگریباں ہی نہین

״
آلؓ واصحابؓ کا وصف اور زبانِ ثاقب
مصطفےؐ سے اسے پوچھو کہ خدا سے پوچھو

جادو
جدا آلؓ واصحابؓ کب ہین نبیؐ سے
یہہ رنگ محمدؐ وہ بوئے محمدؐ

حافظ
یہی ہین چار یارانِ پیمبرؐ
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

داغ
یہہ داغ ہے صحابۂ عظام کا مطیع
یہہ داغ جان نثار ہو آلِ رسولؐ کا

״
اے داغ کیون نہ مجھکو شفاعت کی ہو امید
مین ہون محب حسنینؓ کا دشمن یزید کا

ذوق
علیؓ سے زیر ہو کیونکہ لشکرِ کفار
علیؓ ہے شکل علیؑ اور علیؑ ہی حرف جار

شاکر
چارون ارکان شریعت چارون یارانِ رسولؐ
کیون نہو شاکر فدائی دل سے چارون یار کا

״
خدا کا شکر کر اور پڑھہ درود آل پیمبرؐ پر
یہی شیوہ ہو اے شاکر ہر اک سچے مسلمان کا

شریف
شبیرؓ جو دل ہو تو جگر شبرؓ ذیجاہ
دونون سے ہو زیبائشِ پہلوئے محمدؐ

ظہیر
فروغ گوہر آدمؑ شرافت حواؑ
امام سبحۂ ابرار آلہ الاطہار

״
وہ آل پاک رسول خدا جناب بتولؓ
ازل سے جنت وکوثر کی مالک و مختار

״
بتول پاک جگر گوشۂ رسول کریم
کہ نور عین کئے راہِ حق مین جسنے نثار

״
وہ نور عین تھے یعنی کہ حضرت حسنینؓ
دل بتولؓ وجوانان خلد کے سردار

״
شہیدِ جادۂ تسلیم سید الشہداؑ
کہ جدِ پاک ہین دونونکے سید ابرار

״
چراغ بزم رشادت خلیفۂ اول
مشیر خاص وندیم ووزیر وعاشق زار

״
وہ کون یعنی ابوبکرؓ دوستدار رسولؐ
وہ کون حضرت صدیق صادق الاقرار

״
اور اونکے بعد خلافت مین حضرت فاروقؓ
عمرؓ خلیفۂ دویم مخالف اشرار

״
خدیو لشکر اسلام رائجِ سنت
معینِ اہل جماعت معاون انصار

سوم وزیر پیمبر امیر ذی النورین | کہ جنکا عتبۂ عالی ہی مشرق الانوار
وہ کون حضرتِ عثمانؓ خلیفۂ ثالث | غنی و باذل و جوّاد و سرور و سردار
چہارم ابنِ عمِ مصطفےٰ امامِ ہُدا | قسیم کوثر و تسنیم حیدرِ کرار
کنندۂ درِ خیبر درندۂ اژدر | علیؓ ولی اسد اللہ قاتلِ کفار

چاہے جو تو کہ رحمتِ پروردگار ہو | ایدل فدائے پنجتن و چار یار ہو

طفیل آل و صحابا نجات ہے اپنی | کوئی سفینہ کوئی ناخدائے امت ہے

عشق اصحاب سے محبوب خدا تک پہونچا | بحر الفت مین ملے چار سفینے مجھکو

مومن وہی ہی جو کہ ہوا پنجتنؓ کا دوست | کافر ہے وہ عدو جو ہوا چارؓ یار کا

کیونکر نہ پاؤن آفت کونین سے نجات | قربان اہلبیتؓ ہون شیدائے چارؓ یار

جو اہل بیت اور صحابہؓ کا ہے غلام | اے تیمؔ اُسی پہ آتش دوزخ حرام ہے

فصل - مناجات

رباعی میر انیس

ای خالق ذو الفضل و کرم رحمت کر | ای دافع ہر رنج و الم رحمت کر
سبقت ہی سدا غضب پہ رحمت کو تری | اپنی تجھے رحمت کی قسم رحمت کر

اے کردگار مین ہون ترا بندۂ ذلیل | عاصی کا کون ہی ترے الطاف بن کفیل
لیکن مین کس زبان سے کرون عرض مدعا | حسنِ عمل کہان ہی جو طالب ہون مزد کا
مخفی نہین ہی تجھ سے تمنائے احمدی | یہہ تیرا آستان ہی یہہ سیمائے احمدی
بگڑے ہوئے نصیب الٰہی سنوار دے | باغِ خزان رسیدہ کو رنگِ بہار دے

احمدی
اے ارض کے اور سما کے خالق — خاک و آب و ہوا کے خالق
جو یا ہون مین فیض سرمدی کا — ہے تو ہی کفیل احمدی کا

امیر
قصر جنت سے نہو محروم محشر مین اسیر — یا الٰہی واسطہ سلطان خیبر گیر کا
کرم کرم کہ مرا حال ہے سقیم بہت — غریب ہون ترے بندونمین یا کریم بہت
محروم مجھکو رحمت عام سے نہ رکھہ — اے بحر بے کنار ادھر بھی تو آئے موج

امیر
الٰہی ہو محشر مین میری نجات — فراغت رہے تا بقید حیات
کسیکا نہ محتاج ہون یا خدا — رہے میری حرمت مع اقربا
الٰہی یونہین زندگی ہو تمام — بحق محمدؐ علیہ السلام
نسیم لطف کا جھونکا الٰہی کوئی چل جائے — شگفتہ مثل گل ہو جائے غنچہ دلکے مقصد کا
یا رب تجھے واسطہ نبیؐ کا — یا رب تجھے واسطہ علیؓ کا
درپیش ہے سخت روز کل کا — کرنا نہ مواخذہ عمل کا
کرم اے خداوند چرخ و زمین — تری ذات ہے ارحم الراحمین
کٹے سہل راہ حیات و ممات — برائے محمدؐ علیہ الصلوٰة
کیون دیر ہے امیر کے عفو گناہ مین — اللہ کیا کمی ہے تری بارگاہ مین

بسمل
گرچہ مین بد وضع بدکردار ہون — پر غلام سید ابرار ہون
یا خدا اپنے محمد کا طفیل — اپنے اُس محمود و احمد کا طفیل
بخش مجھکو گرچہ بدکردار ہون — جنتی کر گو سزائے نار ہون

تاثیر
الٰہی لطف کر اہل گنہ پر — لگادے گمرہون کو نیک رہ پر
اگر ہو بارش ابر کرامت — رہے آب رخ عزت سلامت

نہین تو سخت رسوائی ہو انکی	قیامت بھی تماشائی ہو انکی
طفیل صاحبانِ عشق و عرفان	عنایت کر مکانِ راحتِ جان
گناہگار ہون بیشک گناہگار ہونہین	کریم تیرے کرم کا امیدوار ہونہین
نہو غرق بحر گنہ کشتیِ دل	عنایت تری بادبان ہو الٰہی
خدایا مثلِ کلک سینہ افگار	سیہ رو ہون سیہ دل ہون سیہ کار
پشیمان خستہ آوارہ جگر خون	تری درگاہ مین حاضر ہوا ہون
نگاہِ رحم سے فرما اشارا	دل مضطر کو ہو کچھ تو سہارا
تری رحمت پہ ہے ناز آرزو کو	وفا کر وعدہٗ لا تقنطوا کو
کریم شانِ کریمی کا واسطہ تجھکو	عوض خطا کے نہ کر موردِ عتاب مجھے
جھکا نہ آگے فرشتون کے آج سر میرا (ق)	بنا چکا ہے ازل مین فلک جناب مجھے
کریم اپنے کرم کا شمار کر لے آپ	حساب پوچھ نہ مجھسے مرے گناہون کا
مین گنہگار سیہ کار ہون تو ہی ستار	حشر مین فاش نہ کرنا کہین پردہ میرا
عاصی ہی نام میرا غفار نام تیرا	عصیان ہی کام میرا بخشش ہی کام تیرا
الٰہی دردِ دل دی اور دلمین ضبط کی طاقت	کہ لازم ہی مرض دینے سی پہلے فکر درمان کا
رکھ نہ دنیا مین مجھے اہلِ دول کا محتاج	اپنے ابرِ کرم وجود سے برسا گوہر
رحم کھا ہم فاقہ مستون کی بھی سن لے اے کریم	پیاسے بیٹھے ہین اگر قسمت سے دانہ ملگیا
یا الٰہی جرم میرے بخشدے	عدل کے بدلے کرم سے کام لے
اپنے سوا کسی کا نہ محتاج رکھ خدا	بندے کو سر پہ بندے کا احسان رہ نہ جائے
از طفیل رسولِ امم یا خدا	ساتھ ایمان کے ہمکو یہان سے اٹھا

داغ — یارب ہی بخشندیا بندے کو کام تیرا — محروم رہ نہ جائے کل یہہ غلام تیرا

" — ہی توہی دینے والا پستی سی دے بلندی — اسفل مقام میرا اعلیٰ مقام تیرا

" — الٰہی نقش ہو کلمہ رسولؐ اللہ کا دل پر — چلے کونین مین نام محمدؐ سے درم میرا

" — دعا یہہ ہی کہ وقت مرگ مشکل اسکی آسان ہو — زبان پر داغ کی نام آئے یارب یا نبی تیرا

سعید — خاتمہ بالخیر کر خیر الوریٰ کے واسطے — بخشدے یارب خطائین مرتضیٰ کیواسطے

شریف — رہین محروم بخشش سے نہ تیری روز محشر ہم — ترا ہے نام نامی ایزد غفار یا اللہ

" — طفیل خواجہ اجمیرؒ و بہر شاہ جیلانیؒ — بنادے میرے دل کو مخزن اسرار یا اللہ

ظہیر — ظہیر روسیہ ہے پاشکستہ — الٰہی آسرا ہے تیرے در کا

" — مین اور ظہیر اوسکی طرف دست مناجات — اس عجز کے قابل نہ مرا روئے دژم تھا

قاسم — عاجز ہون روسیاہ ہون عبد ذلیل ہون — ہے آسرا مجھے ترے لطف عمیم کا

" — الٰہی مری التجا کر قبول — بحق رسولؐ و بہ آل رسولؐ
مجھے دونون عالم مین محفوظ رکھ — غم دین و دنیا سے محفوظ رکھ

فوق — الٰہی قول مضطر بھی مرے جا کر مدینے مین — تصدق شاہ دین کا اور صدقہ آل احمدؐ کا

کافی — یا الٰہی حشر مین خیر الوریٰ کا ساتھ ہو — رحمت عالم جناب مصطفیٰ کا ساتھ ہو

کشتہ — الٰہی کشتہ کو خلد برین دنیا مین دکھلادے — مدینے مین اسے پہونچا یہہ عاشق ہی محمدؐ کا

محسن — الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی — بڑھا معلوم ہو لفظ احد مین میم احمدؐ کا

منیر — یہہ عرض ہے تیری درگاہ مین خداوندا — کہ تیرہ دل ہون نہایت گناہگار ہون مین

" — بلند ہے عرق انفعال کا طوفان — وفور جرم سے اسدرجہ شرمسار ہون مین

" — یہہ التجا ہے کہ بہر نبیؐ و آل نبیؐ — معاف کر مجھے تیرا قصوروار ہون مین

زبان چاہتی ہے مانگے مغفرت کی دعا
صدا یہہ آتی ہے دلسے خطا شعار ہون مین

کسی کمال کا دعویٰ نہین معاذ اللہ
غرور خاک کرون ننگِ روزگار ہون مین

مرا کلام ہو مقبول اہل دل یارب
ترے کرم سے بس اتنا امیدوار ہون مین

اللہ مرے گناہ بیحد
وہ ہین کہ شمار کو تھکایا

ہے عام خطاب یا عِبادِیْ
اسنے تو کچھہ آسرا بندھایا

وہ عشق دے جسکا نام اسلام
وہ شیوہ نبیؐ نے جو بتایا

مجھکو بھی بچالے جیسے تونے
یوسفؑ کو گناہ سے بچایا

مومن کہے کس سے حال آخر
ہے کون ترے سوا خدایا

یارب تو رحم کیجیو مونس کے حال پر
جسم جدا ہو روح سے تن تن سے جان جدا

جو مانگتا ہون تجھہ سے وہ ای ذوالجلال دے
بندہ ہون اور وارث و مالک مرا ہے تو

جو حوصلے ہین دلکے مرے سب نکالدے
یہہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

ق

نہ کر عوض مرے جرم و گناہ بیحد کا
الٰہی تجھکو غفور الرحیم کہتے ہین

کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج
یہہ اُنکے بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین

وردِ زبان ہو نام رسولِ کبیر کا
ہو خاتمہ بخیر الٰہی وزیر کا

یا الٰہی نار دوزخ سے بچانا حشر مین
عاجز و مسکین یکتا کو پیمبرؐ کے لئے

فصلؔ۔حقیقت انسان

رباعی میرانیس

آدم کو عجب خدا نے رتبا بخشا
ادنیٰ کیلئے مقام اعلےٰ بخشا

عقل و ہنر و تمیز و جان و ایمان
اس ایک کف خاک کو کیا کیا بخشا

آبرو	آب ہی سے آبرو ہی گوہر نایاب کی	آدمیت ہی سے ہی کچھ امتیاز آدمی
یتیم	حور کی ہے نہ کچھ پری کی تلاش	ہمکو گر ہی تو آدمی کی تلاش
امیر	آدم خاکی طلسم قدرت اللہ ہے	عرش کیا تا لامکان اسکا گذارا ہوگیا
″	دیا خدا نے یہہ اس مشت خاک کو رتبہ	سپہر قدر ہوا آسمان جناب ہوا
″	پیمبر کوئی کہتا ہی خدا کوئی سمجھتا ہے	ہزاروں میں تو ہم ایک مشت خاک آدم پر
″	دشمنی اس آدم خاکی سے کفر محض ہے	کی جو سجدے سے ابا ابلیس مرتد ہوگیا
″	حسن انسان سی اگر انکو نہیں ہی انفعال	کیوں فرشتے دیدۂ عالم سی غائب ہوگئے
″	بجا ہی طفل جو ہوتے ہیں نوحہ گر پیدا	بشر کے ساتھ ہوا ہی جہاں میں شر پیدا
امیر	دیکھئے تو اسی میں ہی سب کچھ	کون کہتا ہی کچھ بشر میں نہیں
انیس	ای زمیں مجھکو حقارت سے نہ دیکھ	آسمان کا طرۂ دستار ہوں
بیدل (شاہ [illegible])	کوئی چشم حقیقت کھولکر دیکھے تو ای بیدل	تماشا خاک کے پتلے میں پنہاں ہی خدائی کا
تسلیم	بے حقیقت نہ جان ای تسلیم	مظہر قدرت خدا ہوں میں
ثاقب	کلیسا میں حرم میں کیا دھرا ہے	جو کچھ ڈھونڈا وہ پایا آدمی میں
″	اڑے طور پر ہوش موسیٰ کے جس سے	وہ جلوہ بشر میں نہاں دیکھتے ہیں
″	خاک کا پتلا نہ سمجھے آدمی کو آدمی	دست صانع نے بھری ہی اسمیں جوہر کوٹکر
″	خاک کا پتلا ہی انسان خاک میں ملجائیگا	خاک اسکی ابتدا ہے خاک اسکی انتہا
جاوید	شر اعدا سے کیا رہے محفوظ	جب مرکب بہ شر بشر ٹھہرے
داغ	جو ہو سکتا ہی اس سے وہ کسی سی ہو نہیں سکتا	مگر دیکھو تو کچھ بھی آدمی سی ہو نہیں سکتا
ذوق	بشر جو اس تیرہ خاکداں میں پڑا یہہ اسکی فروتنی ہی	وگرنہ قندیل عرش میں بھی اسی کے جلوے کی روشنی ہی

یہہ طاقت ہی یہہ قدرت ہے اسی ناچیز مٹی مین
فلک سی جو نہین اٹھتا اسی انسان اٹھاتی ہین — ظہیر

حسن تبان سی قدرت حق آشکار ہے
ہر رنگ مین ہی جلوۂ نیرنگِ بتکدہ

جب بند ہوئی آنکھ کھلا حال کہ مین بھی
اک پرتوِ انوار تجلّائے قدم تھا

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آسان ہونا
آدمی کو بھی میسّر نہین انسان ہونا — غالب

کھلے تو انگلیان اٹھ جائین سب کی
بندھی مٹھی ہے انسان کی حقیقت — منت

سب کہتے ہین حور ہو پری ہو
کچھ ہم بھی کہین جو آدمی ہو — منیر

ہین مشت خاک لیکن جو کچھ ہین میر ہم ہین
مقدور سے زیادہ مقدور ہے ہمارا — میر تقی

یہہ مشت خاک یعنی انسان ہی ہے روکش
ورنہ اٹھائی کسنے اس آسمان کی ٹکر

آدمِ خاکی سے عالم کو جلا ہے ورنہ
آئینہ تھا وہ مگر قابلِ دیدار نہ تھا

حقیقت نہ میر اپنی سمجھی گئی
شب و روز ہمنے تأمّل کیا

ہوا منظور جب اظہار اُسے اپنی خدائی کا
بنایا آئینہ حسنِ بشر کو خودنمائی کا — تمنا

رفتہ رفتہ یہہ ہوا پیکر خاکی کو عروج
لیگیا فوق فرشتونپہ بھی انسان ہوکر

رنگینین حیران پریان دیکھکر
آئینہ ہے حسن آدمزاد کیا

فصل - بیان منزل مقصود

رباعی ثاقب

ساجد پہ ہی فرض حکم مسجود کی راہ
انسان چلے طاعت معبود کی راہ
گر چیت بندھی رہے کمر ہمت کی
لاریب ملے منزلِ مقصود کی راہ

منزل مقصود کا جادہ ہی تسلیم و رضا
ڈگمگایا پانون رستے مین تو پھر منزل کہان

امیر — نشانِ جادۂ مقصود گر ملے مجھکو / اسیر سر کو بناؤن رہِ صواب مین پاؤن

″ — جاتا اسیر جب سے مین بام مراد پر / ایسی نہ ہاتھ آئی کوئی نردبان بلند

″ — رہتی ہے مجھکو شاہدِ مقصود کی تلاش / یوسف کی جستجو مین مرا کاروان نہین

″ — رنج اٹھاکر ہمنے پایا طالع مسعود کو / ٹھوکرین کھا کھا کے پہونچے منزل مقصود کو

″ — خدا دے پانو کو طاقت تو قطع راہ الفت کر / نشانِ جادۂ مقصود یان ہر گام ملتا ہے

امیر — خضر رہِ مقصود اگر دل نہین ہوتا / منزل کا پتا سیکڑون منزل نہین ہوتا

بیدل — منزل مقصود کہتے ہین جسے وہ راہ ہے / جان دے دیگر کیا کرتی ہین سب جسکی تلاش

ثاقب — شوق کامل ہو تو پھر خضر کی حاجت کیا ہے / دو قدم منزل مقصود ہے کچھ دور نہین

″ — ماروائے ہمت ارباب وفا تھوڑ ہی سی / اور دو چار قدم منزل مقصود رہی

″ — ہے ابھی اُتنی کی اُتنی منزلِ مقصد کی راہ / عمر زاہد کا ہوا اتمام اُٹھتے بیٹھتے

″ — جادۂ منزل مقصود ہے شہ رگ ثاقب / رکھدیا سر جو تہِ تیغ تو نکلا مطلب

حالی — کچھ پتا منزل مقصود کا پایا ہمنے / جب یہ جانا کہ ہمین طاقتِ رفتار نہین

داغ — سلامت منزل مقصود تک اللہ پہونچا دے / مجھے آنکھین دکھاتا ہے ہر اک نقش قدم میرا

رحمت — شوق مجھکو منزل مقصود کا / اور طاقت دیکھئے رحمت جواب

رمز — وہ کٹھن تھی منزلِ مقصد کی راہ / آشنا نا آشنا سب تھک گئے

رعنا — جُھکا ہے ضعف پیری سے کہان سر / تلاشِ منزلِ مقصود مین ہون

شاد — کیون سرِ منزل ہے شاد تمکو رہبر کی تلاش / نقش پا خود سلسلہ ہے جادۂ مقصود کا

صبا — راہِ حق مین ہر قدم پر کعبۂ مقصود ہے / سنگ اسود رتبۂ سنگ نشان رکھتا نہین

ظہیر — ہم سبکسارانہ پہونچے منزل تسلیم کو / دوش نسیان پر رکھا بارِ امید و بیم کو

جادہ جادہ ہے جدا منزل مقصود ہی ایک — رشتۂ سبح کہین رشتۂ زنّار کہین

نہین معلوم جادۂ مقصود — اختلافات راہ نے مارا

سر کے بل جادۂ تسلیم کو کر قطع ظہیر — کہ قدم رکھتے ہین اس راہ مین تلوار وپر

کسکو عالم مین تلاشِ منزلِ مقصد نہین — گرد اُڑتی ہے ہوائے دامنِ رہگیر مین

کوئی کافر ہو کہ مومن یار کا ملنا ہی شرط — کعبہ ہو یا دیر دونون منزلِ مقصود مین

کعبۂ مقصود کو پہونچے نہ ہائے — سعی کی اے شیخ ہمنے بھی بہت

مقصود کو تو دیکھین کبتک پہونچتے ہین ہم — بالفعل تو ارادہ تاگور ہے ہمارا

مقصود کے خیال مین بہتون نے چھانی خاک — عالم تمام وہم ہے یان ہاتھ کیا لگے

عمر گذری خضر کو صحرا نوردی مین مگر — منزلِ مقصود کا ابتک پتا پایا نہ کچھ

فصل - صفت علم

رباعی حالی

اے علم کیا ہے تو نے ملکونکو نہال — غائب ہوا تو جہانسے واں آیا زوال

اُنپر ہوئے غیب کی خزانے مفتوح — جن قومون نے ٹھہرایا تجھے راس المال

افسوس ہے انسان جو نہو علم کا جویا — وہ مال یہ ہے صرف سے جو کم نہین ہوتا

صاحبِ علم کو عرفانہین ہو کیا شبہہ و شک — غرق کا وسوسہ پیراک کو دریا مین نہین

سیرِ عالم کا جو ہو مشتاق کر تحصیل علم — اِس قلمرو سے نہین رتبہ کسی اقلیم کو

علم سے مطلب ہے ہونا ماہیت سے آشنا — ہے وہ جاہل جو دوئی مین پڑھکے بھی الجھا رہا

انتظامِ کارِ عالم منحصر ہے علم پر — اٹھ گیا جب علم دنیا سے تو پھر اندھیر ہے

فروزان نہو چرخ بے آفتاب — رہے شخص بے علم زیرِ نقاب — تائب
وہ کیا تیغ ہی جسمین جوہر نہین — وہ شب تار ہی جسمین اختر نہین

یہہ علم وہ دولت ہی جسے ہوگیا حاصل — ہمسایہ کوئی اُسکا تونگر نہین دیکھا — ″ تحمل

علم لیجاتا ہے رہِ حق پر — رہنمائے رہِ ہدایت ہے — ″

ناخدائے کشتیِ عالم نہ کیون ہون اہلِ علم — علم کہتے ہین جسے نبیونکی وہ میراث ہے — ثاقب
دولتِ دنیا تو بس دنیا ہی مین رہجائیگی — علم کی دولت مگر عقبیٰ مین بھی کام آئیگی — ″
اُسکے سائے سے جو بھاگا وہ خدا سے بھاگا — علم کہتے ہین جسے دامنِ رحمت ہی وہی — ″
نادان اہل علم کا افلاس ہے غنا — رہتے ہین اُنکے دلمین خزانے بھرے ہوے — ″
جو جاہل ہی قیامت تک وہ کامل ہو نہین سکتا — کہ عرفان خدا بے علم حاصل ہو نہین سکتا — ″

آسمانِ حق کا زینہ علم ہے — بحر عرفان کا سفینہ علم ہے — جاہ

حیات جاودانی کا وسیلہ علم ہی خاطر — قیامت تک رہا کرتا ہی زندہ نام عالم کا — خاطر
ہرگز صراط علم سے غافل نہ بچکے چل — اس راہ سے رسول ملے اور خدا ملے — رمز
انسان گہر ہی علم و فن اسمین ہی آب و تاب — بے آبرو ہے آدمی کو علم گر نہین — بشیر
شرافت ہے انسان کی علم سے — لیاقت ہے انسان کی علم سے — ضمیر
ہو فقر کی خواہش کہ امیری کی طلب ہو — بے علم جہان مین کوئی دولت نہین ملتی — ظہیر
اُطلبوا العلم کے معنی سے ہوا یہہ آشکار — ہے تلاش علم جادہ منزل مقصود کا — ″
روز روشن کیطرح نام اُسکا روشن کیون نہو — جسکا دل برج شرف ہی آفتاب علم کا — فدا

علم وہ آئینہ ہی اے جاہل — ہی عیان جس سی جوہر انسان — ″

بے علم کے ہنر کی ترقی بھی ہی محال — رہبر کی ہی تلاش ہر اک راہرو کو فرض — قاسم

آدمی کو علم ہو تو خضر کی حاجت نہین — بچکے چلتا ہے یہہ اکثر راہ ناہموار سے
کیا عجب ہے ہو اگر کشف القلوب — روشنیٔ چشم باطن علم ہے
دنیا ہی مگر بکر کو ہے شرط وقفیت — شیطان کا بھی کام نہ بے علم چل سکا

فصل ۹ - مذمت جہل

رباعی ثاقب

گو جہل کا نام محض نادانی ہے — لیکن ہمنے یہہ بات کب مانی ہے
دیکھا ہی پڑھے لکھونکو جاہل اکثر — کیونکر نہ کہین یہہ فعل شیطانی ہے

عقل کر دیتی ہی انسانکی جہالت زائل — موت سے جان بچانیکو سپر لیتا ہے
جنگجو یار کا اصلاح پر آیا نہ مزاج — عقل سے ہوتا ہی فی الواقعی جاہل خالی
جمع ہون یکجا جو دو جاہل تو لازم ہی فساد — درد پیدا ہو جو معدہ امتلا پیدا کرے
جرم جاہل نہین مقصد سے اگر غافل ہے — راہ بھولا ہوا کیا جانے کدھر منزل ہے
ہو خاک جاہلونکو ہمارے سخن کی قدر — پتھر کو لعل ہے نہ صدف کو گہر عزیز
جاہل نہین سمجھتے ہین بے علم شخص کو — جاہل وہ ہے خدا کو نہین جانتا ہے جو

جہالت نہین ہے یہہ قہر خدا — وہ بگڑا ہوا ہمین جو مبتلا

جسقدر ہین عالمِ امکا نین جاہل آدمی — زندگی بھر وہ نہین ہونیکے کامل آدمی
جہا نین قابل نفرت ہی کسقدر جاہل — خدا کے حکم سے رہتا ہے بیخبر جاہل
کبھی داغ جہالت شست و شوسی مٹ نہین سکتا — سیاہی روئے زنگی کی کہین کافور ہوتی ہے
خدا محفوظ رکھے اس جہالت وہ بلا ہے تو — پسر نے جان دی لیکن نہ مانا نوحؑ کا کہنا

ثاقب — لاکھہ بوچھار ہو جاہل پہ مگر کب مانے / ابر رحمت سے کبھی شب کی سیاہی نہ ڈھلی

ایضاً — ظلمت کفر کا ہے نام جہالت شاید / ورنہ کیا کم تھے کچھہ ایام جہالت مین فصیح

رمز — یہہ وتیرہ جاہلون کا خاص ہے / اُڑ گئے جس بات پر بس اڑ گئے

ذوق — جاہل منکر نہ آئے راہ پر معجز سے بھی / جہل سے بو جہل اپنے نامسلمان ہی رہا

ایضاً — ارادہ گر کرے جاہل عُلوّ جاہ کامل کا / تو یہہ جانو کہ نابینا کنار بام چلتا ہے

شوق — جسے کہتے ہین جیتے جی قیامت / جہالت ہے جہالت ہی جہالت

ظفر — رکھے جاہل لاکھہ بھی گر مثل فرزانہ لباس / پر نہ عورت کو بناوے مرد مردانہ لباس

ظہیر — قیامت مین فتنے مین یہہ فرق ہے / وہ جہل مرکب یہہ جہل بسیط

ایضاً — نہوا عمر بھر مسیحا سے / اپنی امت کے جاہلون کا علاج

ظفر — بات جاہل کی مانتا ہے کون / اُسکو انسان جانتا ہے کون

ناسخ — نور عرفان جو نہو جہل کی ظلمت مین نہان / ایک ہی تجھکو نظر آئین یہ مظہر لاکھون

یکتا — جاہل اجہل ہو یکتا کسطرح روشن دماغ / جل نہین سکتا کسی صورت بھی بے روغن چراغ

ایضاً — جاہل کی آبرو کہین اک بوند بھر نہین / یہہ وہ صدف ہے نام کو جسمین گہر نہین

خدا کھوئے جسے دونون جہان سے وہ ہے جاہل / جسے کہتے ہین دردلادوا اک نام ہے اسکا

ایضاً — جاہل کج فہم سے یون بھاگتے ہین راستباز / جسطرح سے تیر ہے یکتا کمان کو چھوڑ کر

فصل ۱۱ - مذمت صحبت جاہلان

رباعی ثاقب

ہمدم نہو جاہل کا اگر ہے دانا / اچھا نہ کہیگا تجھے کوئی اچھا

ہین صحبت ناقص سے نفور اہل کمال / رہتا ہے کہین بوم کے سائے مین ہما

ناکون

ناکسوں سے اہلِ عزت کو ہے لازم احتراز
غضب ہے جاہلوں سے ہوں جو اہلِ علم یگانہ
فیض کی صحبت ناقص سے نہیں ہے امید
صحبت ناجنس سے ہوتے ہیں دوں اہلِ صفا
اسیرِ خاک نہیں صحبتِ لطیف و کثیف
صحبت ناجنس کرتی ہے جگر کو چاک چاک

سیل تانبے کا ہوا جس سیم و زر میں داغ ہے
بنانا مسجدوں سے دور لازم ہے شوالوں کا
کسلئے کیجیے شاخ ثمر خام کو خم
کاسہ سائل ہے دیکھو آئینہ حجام کا
شمول سیل کرے بحر موجزن میلا
شیر پھٹ جائے اگر شامل نمک ہو شیر میں

عین وقت ہے صحبت ناجنس
آب و روغن میں امتزاج نہیں

اتفاق اُس سے ہے کہ جسکی روش ہو برخلاف
صحبت کمینے سے جو بڑھائی شریف نے
صحبتِ مردم بیحس میں کہاں وا شد دل
ظاہر ہے یہ کہ کرتی ہے صحبت اثر ضرور
اعلیٰ کو کیوں نہ صحبت ادنیٰ سے ہو حذر
نکالے رنگ گو جاہل نہیں پر قابلِ صحبت
پیر جو جاہل کرے گمراہ وہ انسان ہو
کو بلوں کی ہے صفت صحبت بد میں واللہ
ناجنس سے زیادہ بلا کوئی شے نہیں
اتحاد پست فطرت باعث راحت نہیں
سخت طینت کا شریک حال ہونا قہر ہے
صحبت جاہل سے اہل علم کو گر فیض ہو

کیا نبھیگی برہمن کی دوستی قصاب سے
گویا زمیں پہ کود پڑا پشت فیل سے
لاکھ تصویریں ہوں پر عالم تنہائی ہے
ہے بیقرار عکس قمر درمیان موج
دیکھا کبھی نہ پرتوِ خورشید چاہ میں
طلب ہوتا ہے کب طاؤس کا پر رقص محفل میں
رہروی میں کور کی تقلید سے نقصان ہو
گرم سے جسم جلے سرد سے کیڑے ہوں سیاہ
کسطرح آگ پانی سے صحبت برآر ہو
پانی پانی دل ہے ربط چاہ سے دولاب کا
بنگئی تیشے سے آخر جان پر فرہاد کی
بلبل شیریں بیان گھبرائے کیوں صیاد سے

ثاقب — عاقل کو نہین صحبت جاہل مین کبھی چین ۔ عینک کو بلا جانتے ہین اہل بصیرت
فضل — مزاج کرتی ہے تبدیل صحبت ناجنس ۔ نمک کے میل سے کرتی ہی انقلاب شراب
ظفر — جسمین ہو جہل مرکب اُس سے کوسون دور بھاگ ۔ ای ظفر اچھا نہین ہی ایسے جاہل سی ملاپ
" — محال ہی کہ موافق ہو صحبت ناجنس ۔ لگا نہین کبھی بازو کلنگ کا جوڑا
" — ہزار طرح کا با تو نہین جسکی شر نکلے ۔ بشر کو چاہئے بیٹھے نہ اُس بشر کے پاس
فیاض — پہونچے ہوا پرست کی صحبت سے نفع کیا ۔ کسکو ملی ہے امن حصار حباب مین
منت — باز رکھتی ہے خدا کے قرب سے ۔ صحبتِ جاہل نکمی چیز ہے
" — ہو گے ہی رہتا ہے صحبت کا اثر ۔ جاہلون سے میل جول اچھا نہین
ناسخ — قابل قرب نہین ہی جہلا کی قربت ۔ دور رہ اُنسے دلا جنکو ترا پاس نہین
" — صحبت کج طینتان ہی راستبازونکو مُضر ۔ ہی کمانکا ربط خاک آغشتہ ہونا تیر کا
نفیس — مُعرّا علم سے جو ہین نہ اُنمین بیٹھ ای غافل ۔ کہ گمراہی کے رستے صحبت جاہل سی ملتے ہین
خواجہ وزیر — دلا ناجنس کی صحبت بھی طرفہ گل کھلاتی ہی ۔ گرے نیرنگیان ڈالین اگر پانی یہ روغن کو
یکتا — صحبت جاہل سے ہی دانا کو یون لازم گریز ۔ جسطرح نفرت ہوا ہی یکتا کمان کو تیر سے

فصل ۱۱ جواب جاہلان

رباعی ثاقب

جاہل جو برا کہے تو اچھا کہہ لے ۔ باتونکو کبھی اُسکی جگہہ دلمین نہ دے
بہتر تو یہہ ہے کہ ٹالدے ہنس ہنسکر ۔ یہہ ہو نہ سکے تو خیر چپ ہو بیٹھے

اسیر — جواب جاہلان بعد فنا بھی ننگ ہے مجھکو ۔ کوئی بولے نہ دے آواز گنبد میرے مدفن کا

منھ ناقصونکو تم جو لگاتے ہو کیا ضرور
اثمار خام ہوتے ہین اکثر جناب تلخ

معترض ہو کوئی نافہم تو لازم ہی سکوت
بیخبر ہے وہ اسیر اُسکو خبردار نہ کر

جاہل سے مین کبھی نہ کرون بحث علم کی
بیدرد سے کبھی نہ کہون ماجراے دل

ایدل تجھے بیش جہلا بات سے حاصل
خالی ہے مکان حرف و حکایات سے حاصل

نہ جاہل کو عالم کبھی دے جواب
نہ اُس سے کرے بھولکر بھی خطاب

یہ بلبل ہے وہ رشک زاغ و زغن
ملاقات انکی ہے رنج و محن

سوال لاکھہ کرے جو کہ مرد دانا ہین
نہین وہ دیتے ہین ہرگز جواب جاہل کا

مثل ہے پارسی گو یہ نکی اچھی
جواب جاہلان باشد خموشی

خدا نے جنکو عطا کی ہے فہم و عقل سلیم
وہ جاہلونسے کبھی گفتگو نہین کرتے

اے تحمل کسقدر ہوتے ہین ہمسے لاجواب
دیتے ہین جب جاہلونکو ہم خموشی کا جواب

جو اکثر جاہلانِ بیخرد سے بات کرتے ہین
غضب کرتے ہین ضایع اپنی وہ اوقات کرتے ہین

جاہل بحیس کی باتونکا نہ دے ثاقب جواب
شیر نر کب منھ لگاتا ہے شکار مردہ کو

بکنے دے جاہلون کو کام اپنا تو کیے جا
کُتونکے بھونکنے سے ہاتھی کہین رُکے ہین

نادان بکتے بکتے آخر کو ہو گئے چپ
گنبد سے آسمان کے کسنے جواب پایا

جاہل جو نکتہ چین ہون تو ثاقب نہ دے جواب
ہوتے ہین معترض یہہ خدا و رسولؐ پر

تہی مغزونکی باتونپر بھی جا ناہے تہی مغزی
صدا دیتا نہین وہ ظرف جو لبریز ہوتا ہے

معترض تجھپر اگر ہو کوئی جاہل نافہم
نہ برا مان نہ دے اُسکا جواب اے جاود

معترض تجھپر اگر جاہل ہو اندیشہ نہ کر
بات اُسکی لا نہ خاطر مین نہ دے خاطر جواب

جو نہ سمجھے تو کیا اوسے سمجھائین
جاہلون کا جواب مشکل ہے

منت کھوئیں کیوں ایسونکے آگے بات بھی — مہر خاموشی ہے جاہل کا جواب
بلی گو کوئی پیدا کرے مشکل سے مشکل کا جواب — دے نہیں سکتا مگر نافہم جاہل کا جواب

فصل ۱۲ - نصیحت با جاہلان

رباعی ثاقب

جاہل پہ نصیحت کا اثر کیونکر ہو — ظلمات میں نور کا گذر کیونکر ہو
وہ نخل کہ جسکی اصل در اصل ہو خشک — پانی دینے سے بارور کیونکر ہو

امیر کیا جاہلوں کو معنیٔ روشن سناویں — کیا فائدہ چراغ سے جیسا ہوں کور جمع
؍؍ پیدا ایسی جو عیب ہو جاتا نہیں کبھی — اینٹھن نہ جائے کوئی جلائے رسن ہزار
؍؍ ہزاروں ہوں اگر رہبر رہے گمراہ بدباطن — نہ آیا غول صحرا قافلے کے ساتھ منزل پر
؍؍ فہم معنی کیلئے ہی شرط استعداد علم — ہو جو زائل زور بازو تیغ ہی کس کام کی
ثاقب نصیحت جاہل بیشرم پہ ہو کارگر توبہ — کہیں چکنے گھڑے پہ بوند پانی کی ٹھہرتی ہے
؍؍ راستی پر آئے جاہل خاک پند و وعظ سے — بیل کا کندھا جوئے کی بوجھ سے سیدھا نہو
خلیل تاثیر سعیٔ نیک کی بد کو محال ہے — پانی سے نخل موم کا کسدن ہرا ہوا
ظفر کیا ہے بے ادب خالق نے پیدا ای ظفر جنکو — کرے کیا فائدہ اونکو ادب دینا ادیبونکا
؍؍ دنیا میں ظرف جو ہے گرانبار جہالت — کب ہوتا ہے وہ آدم معقول سے ہلکا
ظہیر جاہل مغرور بار پند سے کیونکر جھکے — اونٹ کا کوہان محمل سے کبھی دبتا نہیں
؍؍ جاہل کو کی نصیحت تو حل ہوا یہ عقدہ — اندھے کے آگے رونا اپنے دیدے کی کھونا
منت نصیحت کارگر ہو جاہلونکو غیر ممکن ہے — ٹھہرتا ہی کہیں پانی بھلا چکنے گھڑونپر بھی

نصیحت کرنیوالے جاہلونکے سخت نادان ہین
نتیجہ کچھ نہین بنجر زمین مین بیج بونے سے　منت

نصیحتونکا اثر جاہلونپہ ہو کیا خاک
نہال خشک مین ہوتے نہین ثمر پیدا　ناصر

جاہل کا نہ دل صاف نصیحت سے ہو ہرگز
خرمُہرہ جِلا دینے سے گوہر نہین ہوتا　نظامی

کسی تدبیر سے لگتی نہین ہی جونک پتھر پر
نصیحت جاہلونکے حق مین ٹہیرے کیون نہ لاحاصل　،،

کبھی پند و نصیحت سے نہ جاہل راہ پر آئے
کہ طاہر ہو نہین سکتا سگِ ناپاک دھونے سے　،،

دل سنگین جاہل پر نصیحت کا اثر کیا ہو
نہین کٹتے سنا ہی پشت کشف کو تیغ آہن سے　،،

نصیحت راستی پر لائے کیا کج فہم جاہل کو
کسی صورت بھی دُمِ کُتّے کی سیدھی ہو نہین سکتی　نیرؔ

نصیحت کارگر ہوتی نہین جاہل بہ اختر کو
نہین جاتی سیاہی لاکھہ کاٹو شمع کی سر کو　تسلیم

جاہلونکے سامنے بحثِ فروغ علم کیا
دیکھہ سکتا ہی نہین زنہار اندھا آفتاب　،،

نصیحت جاہل کج فہم کو بے سود ہی یکتاؔ
ارے نادان کہین بھی گیند گنبد پر ٹھہرتا ہی　،،

بارور ہو خاک نخل جہل آب پند سے
لاکھہ سینچو سرو کو ہرگز ثمر لاتا نہین　نسیم

فصل ۱۳ - مذمت عالم بے عمل

رباعی ثاقب

لکھہ پڑھکے اگر کیا نہ انسان نے عمل
میرے نزدیک اُس سے جاہل افضل
جو سینہ کہ علمِ بے عمل کا ہے محیط
غافل وہ فقط کتاب کی ہی جدول

ہمکو کہتا ہی فقط خود نہین کرتا ہی عمل
پوچ ہیہ تیری نصیحت ہے سراسر واعظ　ادیب

ہو بے عمل کے علم کا کیا فائدہ عیان
شکرؔ کا نام لینے سے میٹھا ہو مُنھہ کہان　رفسون بارسی

کشتی بھی دی خدا نے تو سوتے نہین سوار
ایسونکا حشر تک نہین ہونے کا بیڑا پار　،،

ناثر — جو ہے بے عمل پڑھکے علمِ صفا ۔ کہا اُسکو قرآن مین حق نے گدھا

،، — کتابین گدھے پر اگر لاد دو ۔ خبر دہ حقیقت سے اصلا نہ ہو

تجمل — تن پروری مین رہتی ہین عالم جو ہر گھڑی ۔ گمراہ خود ہین خاک کرینگے وہ رہبری

،، — جب نہین اوسپر عمل کامل تجھے ۔ علم پڑھکر کیا ہوا حاصل تجھے

،، — ترک دنیا کی ہدایت تو کرین عالم کو ۔ اور خود اُسکے دل و جانسے طلبگار رہین

،، — کیسے ہو تابعِ فرمان دلِ مومن اُنکا ۔ ایکسان جبکہ نہو ظاہر و باطن اُنکا

ناقب — عالم بے عمل نہین شاخ خزان رسیدہ ہے ۔ سائے سے جسکے راہرو مثل صبا رمیدہ ہے

،، — جو عالم بے عمل ہے اُسکی باتو نین اثر کیا ہو ۔ وہ چشمہ ہو تو کھاری ہو وہ گوہر ہو تو جھوٹا ہو

،، — بے عمل عالم سے جاہل ہی بھلا ۔ پھول وہ کیا جسمین رنگ و بو نہین

،، — علم پر جبکہ عمل ہی نہین پھر کیا حاصل ۔ یون تو شیطان سے بڑھکر نہین عالم کوئی

جاه — علم پر جب عمل نہین ای جاہ ۔ لقمۂ تر ملا تو کیا حاصل

خاطر — ایسے عالم سچ ہے اپنے وقت کے بوجہل ہین ۔ علم دین پڑھتے ہین جو عالم فریبی کیلیئے

رمز — عالم بے عمل ہے ہیزم خشک ۔ فیض جس سے نہین ہے انسانکو

ظفر — عالم وہ کیا عمل نہو جسکو کتاب پر ۔ بیفائدہ ورق یونہین جاہل اُلٹ گیا

،، — عمل جسکو نہو اور ہو کتابونسے لدا پھرتا ۔ ظفر عالم کو ایسے ہم تصور بیل کرتے ہین

ناظیر — عالم جو بے عمل ہین نہ کہنے مین اُنکے آ ۔ ہاتھی کے دانت ہین وہ دکھانیکے واسطے

مرزا مہر — ای مہر سچ مثل ہے جو عالم ہے بےعمل ۔ گویا وہ اک گدھا ہے کتب سے لدا ہوا

یکتا — کرے عمل جو نہ پڑھکر ہمیشہ اُس سے بچو ۔ کہ بند پانی مین بو ہوکے فساد آتی ہے

،، یم — اثر کیا خاک ہو باتو نین اُسکی ۔ وہ جاہل ہے جو عالم بےعمل ہے

فصل ۱۴ - بیان عبادت

رباعی میر انیس

دل بت سے اُٹھا کے حق پرستی کیجے
بے تیغ انیس قطع ہستی کیجے
آخر اک دن یہہ ہاتھ پانؤن ہونگے بیکار
بہتر ہی یہی کہ پیشدستی کیجے

جبتک رہا مین شوقِ عبادت رہا اسیر
کب مثل کلک سجدۂ طاعت سے سر اُٹھا

وقت سجدے کے جھکے اعضا جو اپنے خاک پر
سبعۂ سیارہ حیران ہو گئے افلاک پر

سرسبز کیون نہو چمنستان بندگی
پائے یہہ پانچ وقت جو آبِ وضو سے فیض

یادِ خدا ہے باعث تسخیر چار حد
یکسو ہو دل ترا نکو ملے چار سو سے فیض

ہے یہہ ادنیٰ اشرفِ ماہِ صیام اے صایم
تیس دن خلق ہی مہمان خدا کے گھر مین

سجادۂ نماز بنے کشتیٔ نجات
اتنا تو روئے دیدۂ پُرنم نماز مین

طالب جو تو خدا کا ہے زاہد نہ چاہیے
اندیشۂ بہشت و جہنم نماز مین

کیا بھروسا ہستیٔ موہوم کا ہی اے اسیر
دم وہ دم ہی جو گذر جائے خدا کی یاد مین

طاعت حق مین شباب و شیب گذرے اے اسیر
ہو جو طاقت صبح تک پڑھیے نماز شام کو

طاعتِ حق مین گھلا جسم کہ ہو قوتِ روح
روح گھٹتی ہی جو آرایش تن بڑھتی ہی

سجود آدم اُدھر ترک ادھر سجود خدا
جو بے نماز ہین بدتر کہین ہین شیطان سے

کثرتِ مشق ریاضت سی کرو صاف جو دل
مثل خورشید لُٹے قصر زبرجد ملجائے

راتدن مین نے تری نام کی تسبیح پڑھی
خوب اوقات مرے حسن عمل مین گذرے

جا مینگے باغ خلد کو سید سے
راہ صوم و صلوٰۃ ہے اپنی

تجلی — معلوم جنھین وصف و تعریف عبادت ہے / راحت سے انھین بڑھکر تکلیف عبادت ہے

ثاقب — دل سے جو عبادت ہو تو معبود ہی راضی / اخلاص سے سجدہ ہو تو مسجود ہی راضی

" — حقیقت سے رکوع و سجدہ کی واقف نہین غافل / یہی زینہ تو ہے معبود تک تیری رسائی کا

" — مَا خَلَقْنَا الْجِنَّ وَالْاِنْس سے ہے صاف آشکار / جو یہان آیا وہ آیا ہے عبادت کیلئے

" — صدا سائین کی اے ثاقب مجھے دلسے پسند آئی / غنیمت جان لے بابا جو دم اللہ ہی اللہ ہے

سرور — بندگی مین گردن گردون دون جب جھکگئی / ہو گیا نور خدا سے مطلع الانوار چرخ

" — ورد کر نام خدا لیل و نہار / مغفرت کا ہے اگر امیدوار

" — کرو حسن عمل کی شمع روشن گور کی خاطر / رکھو اُجلا چراغ بندگی سے دایمی گھر کو

" — خلوص دلسے کرے بندگی اگر بندہ / خدا کے بندونمین ہو جائے نامور بندہ

" — مرگ کا اندیشہ پھر کیا رہگیا باقی اُسے / جسکی گذری طاعت مولیٰ مین ساری زندگی

غنی — لطف دارین بہت کچھ اُسے حاصل ہوتا / رہتا گر یاد الٰہی مین سکندر مصروف

ضمیر — بندگی کی جسنے اُسکی ملگیا اسکو خدا / بے عبادت بے ریاضت کب کسی کو وہ ملا

فدا — فریکے پھل وہی پائیگا روز حشر جنت مین / یہان جو محو گلگشت گلستان عبادت ہے

میر — اخلاص دلسے چاہئے سجدہ نماز مین / بیفایدہ ہے ورنہ جو یون وقت کھوئے

ناسخ — کرے یاد خدا جو اک ہفتہ / بادشا ہو وہ ہفت کشور کا

نصرت — چاہئے ہر سانس مین یاد خدا / آئے ہین بندے عبادت کے لئے

شیخ وزیر — جھکا یا جسنے اطاعت مین سر ہوا ممتاز / پھرا جو اُس سے زمانے مین وہ خراب ہوا

یکتا — سر اٹھا سجدہ طاعت سے نہ ہرگز یکتا / سچ کہا ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

فصل ۱۵ - مذمت زہد ریائی

رباعی ثاقب

یہہ سمجہہ یہہ جامۂ ریائی زاہد
پھر او سپہ یہہ زعم پارسائی زاہد
دنیا کی ہوا سر سے جدا کر ورنہ
بیکار ہی تیری جبہہ سائی زاہد

شراب خلد کی خاطر دہن ہی رکھتا صاف
وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا

زاہد و زہد ریائی سی ملیگا کیا بہشت
ہو جبث نازان تم اپنی سعئ نامشکور پر

بیجا ہے زاہدانِ ریائی کا ادعا
کب بے حضور قلب عبادت پسند ہے

زاہد تجھے ہی وقت عبادت جہانکی فکر
ایسی نماز کو تو ہمارا سلام ہے

اہلِ ریا کا ظاہر و باطن کہان ہی ایک
دلمین صنم بغل مین کلام مجید ہے

سانپ ہین موذی کرین ہرچند کعبہ کا طواف
کیچلی ہے جسم پر جامہ نہین احرام کا

زاہد ریا سے حاصل کر شغل میکشی کا
خشکی سے سہل ہوگا تجھکو سفر تری کا

کس درجہ زاہدان ریائی کا ہی سلوک
مین رند مستحق ہزار آفرین ہوا

خدا خدا بھی کری اور خودی کا دم بھی بھری
بڑا فریبی ہی جھوٹا ہے وہ خدائی کا

ندامت سی عبث یہہ زاہدانِ خشک روتی ہین
چھٹیگی روسیاہی خاک اس پانی کی جا در سے

زاہد لحاظ رکھہ کہ نہ گل ہو چراغ زہد
جھونکا نہ آنے پائے ہوائے غرور کا

ذکر گنجینہ سے ہوتا نہین کوئی منعم
ذوق جبتک ہنوای شیخ عبث ہو حق ہی

ریا کو کور باطن طاعت خاص خدا سمجھے
سہارا ملگیا دیوار کا اندھے عصا سمجھے

واقف ہین زاہدانِ ریائی سی خوب ہم
کلمہ تو بکا پڑھتے ہین قرآن بغلمین ہے

ہے نمازان زاہدونکی ضعف ایمانکی دلیل
سامنے اللہ کے جاتے ہین اٹھتے بیٹھتے

سگ ہو البعم باعور سمجھہ دلمین امیر
نہ مٹے پیرہن زاہد سالوس کے داغ

تائب	گنہگاروں سے بدتر ہیں ریاکار	نہ دنیا کے نہ دین کے ہیں یہہ مُردار
״	گنہ کرتے تو لذت کچھ اُٹھاتے	ریاکاری میں ہیں اس سے بھی جاتے
تسلیم	لوٹتا ہے بیٹھکر مسجد میں زاہد خلق کو	دست و زوان حرم پائے توکل ہوگیا
ثاقب	ریاکاریاں کام دینگی نہ زاہد	وہ عقبیٰ ہو عقبیٰ ہو دنیا نہیں ہے
	ہلکر میں تیرے نہ آئیگا خدا	خود کہا ہو اُسنے خیرُ الماکِرین
״	وہ رند پاک طینت ان زاہدوں سے اچھا	جامِ مئے محبت تو نے جسے پلایا
״	پیر یکہ خود گم است کرا رہبری کند	ثاقب نہ کھا فریب کسی حیلہ ساز کا
حالی	یاں تو بدولت زہد و ورع کی نبھگئی خاصی عزت سے	بن نہ پڑا پر کل کیلئے جو کرنا تھا ساماں ہیں
״	عیب یہہ ہو کہ کرو عیب ہنر دکھلاؤ	ورنہ یاں عیب ہر اک فرد بشر کرتا ہے
ذوق	لکھتا ہے شیخ مسئلہ وحدتُ الوجود	لیکن دوئی عیاں ہو قلم کی شگاف سے
״	ریش سفید شیخ میں ہو ظلمت فریب	اس مکر چاندنی پہ نکرنا گمان صبح
״	مسواک نے بڑھایا یہہ زاہد کا اعتبار	ہو یہہ بھی اسکے اک شجرِ مکر و فن کی شاخ
״	خدا کا بندہ ہو زاہد خدا کو دیکھہ ذرا	کہ زر کے بندے زمانے میں زر کو دیکھتے ہیں
داغ	کی ریا سے نہ شیخ نے توبہ	مرگیا وہ گناہگار افسوس
سودا	سر کو نہڑا کے مصلّے پہ جو بیٹھا ہے شیخ	کچھ مراقب نہیں پینک میں یہہ تریاکی ہے
صبا	اے زاہد ریائی دیکھی نماز تیری	نیّت اگر یہی ہو تو کیا ثواب ہو گا
״	طائر عقل کو معذور کیا زاہد نے	پر پرواز میں تسبیح کا ڈورا باندھا
״	بندگی کرنے پہ اے زاہد نہ یوں مغرور رہو	یہہ بت پندار تو پندار دل سے دور رہو
ظفر	کیوں ہوا بوریا نشین زاہد	اسمیں حرف ریا نکلتا ہے

نہ جا ظاہر پہ زاہد کے کہ باطن کچھ نہیں اسکا — مثل مشہور ہندی ہے کہ منھ چکنا شکم خالی — بحر
مری نزدیک زاہد کم نہیں زنار گردن سے — یہ تسبیح ریائی جھوٹے مکاروں کی باتیں ہیں — ،،
شیطانکو سونپے اپنی اگر خدمت وضو — دھو دھو پیے وہ زاہد پر مکر وفن کی پانوں — ،،
ایسی جنت سے تو دوزخ ہی گوارا ہمکو — گروہ اس زہد ریائی کی جزا ہے واعظ — وحید
تقوی اگر نہیں ہے تو اظہار بھی نہیں — زاہد تری طرح میں ریاکار بھی نہیں — ،،
دل آزاری کہیں ای شیخ دیندار ونکی باتیں ہیں — تری باتیں ہیں جتنی یا رعیارونکی باتیں ہیں — ،،
نگارِ عفو پہ بھولے ہوئے ہیں زہد پرست — لبسان نامۂ اعمال روسیاہ رہے — ،،
صلے میں زہد کی خواہان وصل حور ہوتا ہے — یہہ زاہد بھی مگر اک محنتی مزدور ہوتا ہے — ،،
گر یہی گرمی بازار ریا ہے زاہد — داغ دل جبہۂ طاعت سے نمایان ہوگا — فیاض
لیجئے زہد ریائی ہم تو عبرت نے کہا — کیا یہی تحفہ ہے درگاہ الٰہی کے لئے — ،،

نہ پوچھ تو دین زاہدون کے سمجھ لے خود کسکے ہین یہ بندے
کئے ہین از بسکہ زر کو سجدے بنا ہے درہم نشان جبین کا — ماہر مرحوم

جامۂ احرام زاہد پر نہ جا — تھا حرم مین لیک نامحرم رہا — میر
گو چشم بندی شیخ کی ہو آخرت کیواسطے — لیکن نظر اعمیٰ نمط پڑے مین دنیا پر بھی ہے — ،،
کوزہ پشتی پہ شیخ کی مت جاؤ — اسپہ بھی احتمال ہے کچھ اور — ،،

کیا زاہدونکے ظاہر و باطن مین فرق ہے — دالان خانہ پست ہے اور آستان بلند — ناسخ
ہوا راہ طلب مین سست زہد خشک سے زاہد — روانی کب ہو دریا کیطرح ریگِ بیابانمین — ،،
حجاب روئے مطلب زاہد زہد ریائی ہے — اگر طالب ہے حق کا چھوڑ دے دعوائے باطل کو — واصل
سچ تو یہہ ہے کوئی زاہد سا بھی خود مطلب نہین — کی عبادت بھی تو حور و لقا کے واسطے — خواجہ وزیر

فصل ۱۶ - بیان فقر

رباعی میر انیس

یہہ اوج یہہ مرتبے ہما کو نہ ملے
یہہ دلق و مرقع امرا کو نہ ملے
بخشی ہے خدا نے ہمکو یہہ دولت فقر
برسون ڈھونڈی تو بادشا کو نہ ملے

فقر کے کوچے مین قدرِ دولت دنیا نہین	ٹھوکرین کھاتی ہین یان پارس کے پتھر سیکڑون	آتش
بادشاہی سے فقیری کا ہے بالا رتبہ	بوریا چھوڑ کے کیا تختِ سلیمان مانگون	״
فقیری جسنے کی گویا کہ اُسنے بادشاہی کی	جسے ظلِّ ہما کہتے ہین درویشونکا کمّل ہے	״
ہے سزا وار اہلِ دولت سے فقیرونکا غرور	ہاتھ کو جو کھینچ لیگا پانؤ کو پھیلائیگا	״
مسندِ شاہی کی حسرت ہم فقیرونکو نہین	فرش ہے گھر مین ہمارے چادرِ مہتاب کا	״
مردِ درویش ہون تکیہ ہے توکل میرا	خرچ ہر روز ہے یان آمدِ بالائی کا	״
فرش قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہین	آتشِ درویش کو ہے اپنے بستر سے غرض	
کافی ہین مجھہ فقیر کو دونانِ مہر و ماہ	اک صبح کیلیے ہے تو اک شام کیلیے	امیر
فقر کی دولت ہے دولت سے سوا	خاکساری کم نہین اکسیر سے	״
غنی ہین فقر مین دولت ہے ترکِ آرزو ہمکو	کیا کشتہ اگر سیماب دل کو کیمیا سمجھے	״
نہین درکار ہرگز فرشِ شاہی ہم فقیرونکو	زمین قالین ہے ہر نقشِ قدم تصویرِ قالین ہے	״
شاہِ ملکِ فقر ہون تخت زمین ہے زیر پا	پھر رہا ہے چتر سر پر گردشِ ایام کا	״
نام باقی ہے فقط گم ہے نشانِ درویش	لامکان تک نہین ملتا ہے مکانِ درویش	״
صاف کہتا ہے وہی یہہ جو خدا کہتا ہے	ترجمہ مصحفِ رب کا ہے بیانِ درویش	״

کہو دولت سے نہ آئے فقرا کے گھر مین
ہی سگ و خوک کا کیا کام خدا کے گھر مین

طبل کاسہ بوریا اورنگ پَرا آگی عَلَم
بادشاہی ہو ترے درویش کی تقدیر مین

کشور فقر وہ کشور ہی کہ جس کشور مین
مانگتے پھرتے ہین دارا و سکندر ٹکڑے

واہ کیا کاسۂ درویش کا رتبہ ہو اسیر
جس سے ہمچشم کبھی تاج سر شاہ نہو

سلطنت کو دل درویش سمجھتا ہو وبال
سایۂ بالِ ہما ابر بلا ہے سر پر

فقیرون کی مجلس ہی سب سے جدا
امیرونکا یان تک گذارا نہین

ق

سکندر کی خاطر بھی ہے سدِ باب
جو دارا بھی ہے تو مدارا نہین

بہتر از مخمل فقیری مین فراش خاک ہو
پاؤن پھیلا کر جو لیٹے ہاتھ تکیہ ہو گیا

اورکو شاہی ہین اَلفقر فخری ہو بہت
کوئی اپنی شال مین ہم اپنی کملی مین ہین مست

نہین ہو دولت دنیا تو کچھ ہراس نہین
ہمارے پاس وہ ہو جو خدا کے پاس نہین

جچتا نہین نظرونمین یان خلعتِ سلطانی
کملی مین مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا

اہلِ طریق جسکو سمجھتے ہین زاد راہ
وان دخل دست برد کا ای راہزن نہین

شہ و درویش خوئی لطف پایا دین و دنیا کا
یہہ دولت لی گدائی سے وہ دولت بادشاہی سے

زیبا ہو ذوق خرقۂ درویش مرد کو
برقع کبھی نہ پائیگا نامرد شیر کا

دل فقر کی دولت سے مرا آشنا غنی ہے
دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

درویش زمانے سے نہ کیون جائین سُبکدوش
قارون کیطرح سر پہ خزینہ نہین رکھتے

فقیرانہ معبود کی ہے عبادت
یہی بوریا ہے مصلا ہمارا

شامیانہ منعمون کو چاہیے
ہم بسر کرلینگے کملی تانکر

حلاوت جام جم کی ہی فقیرونکے پیالے مین
کہ نوش و نیش زہر وانگبین ہی ہر نوالے مین

ظہیر	ایک ہی زمزمۂ فقر مین سب بھول گئے	شاد و خرم ہین بہت رنج و مصیبت والے
〃	دولت فقر کم نہین ہی ظہیر	چھوڑ دو عرف میرزائی کا
عزیز لکھنوی	پہن لی کسوت الفقر فخری جسم خاکی پر	ارے او محو آرائش یہی ہی زینت عقبیٰ
غالب	بنا کر فقیرون کا ہم بھیس غالب	تماشائے اہل کرم دیکھتے ہین
قبول	فقیری مین سطیع اپنا کیا ہی دوست دشمن کو	قوی انکی زبردستی پہ اپنی زیردستی ہے
میر	بند مین ناز و نعم ہی کی رہے کیونکر فقیر	یہہ فضولی ہی فقیری مین بسیر ہو سو ہو
〃	مر گئے پر بھی ہے صولت فقر کی	چشم شیر اپنا چراغ گور ہے
〃	کیا فقر مین گذر ہو چشم طمع سئیے بن	ہر راہ تنگ ایسی جیسے سوئی کا ناکا
ناسخ	جنگ مین غالب امیر و پیر نہون کیونکر فقیر	زور چل سکتا نہین کمل کی آگ شال کا
خواجہ وزیر	شاہ کہلائے ہر طرح سے وزیر	بادشاہی نہ کی گدائی کی
〃	فقیری مین وزیر آگی پریان پانون پڑتی ہین	یہ نقش بوریا اپنے لئے ہی نقش عامل کا
〃	گنج ہوتا ہی وہان اکثر جہان ویرانہ ہے	خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہے
یکتا	ایکسان رہتی ہی عالم پہ فقیرون کی نظر	نیک یا بد ہو کوئی سبکو دعا دیتے ہین

فصلؔ بیانِ عزلت

رباعی ثاقب

	کیا ملک و زر و مال کی حاجت مجھکو	کافی ہی یہی گوشۂ عزلت مجھکو
	للہ مرے حال پر اب رحم کرین	کیون چھیڑتی ہین صاحب دولت مجھکو
اثر	گنج عزلت مین قناعت کی جو نان خشک پر	نعمتین دنیا کی جو کچھ تھین مہیا ہو گئین

عزلت گزینی کا جو مین نے کیا ارادہ — کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ پایا — سرتنش
گوشہ گیری سے ہے معدوم ہی مجھو مقصود دل — ٹوٹ جاتا ہے نگین کھدتے ہی میرے نام کا — ،،
اس قلزم ہستی مین وہ ہین گوشہ نشین ہم — دن رات رہا مثل حباب اپنا مکان بند — ،،
بیٹھ رہتے ہین زمانے سے الگ مسجد مین — سب سے اوقات بسر کرتے ہین دیندار جدا — امیر
عزلت کر اختیار کہ حاصل ہو آبرو — ٹھہرا صدف مین قطرۂ نیسان گہر ہوا — ،،
عزلت گزین وہ ہون کہ نرکھون کبھی قدم — جبتک خدا نہ دے مجھے سب سے الگ بہشت — ،،
سارے جہان سے گوشہ نشینی مین امن ہے — مصرع یہی کھدے مری لوح مزار پر — ،،
کنج عزلت مجھے کافی ہے بسر کرنے کو — طاق کسریٰ کی نہ ہے تخت سلیمانکی ہوس — ،،
عزلت گزین ہون مجھکو کسی کی خبر نہین — گھر مین مرے حباب کی مانند در نہین — ،،
مقیم کنج عزلت ہو نہین جیسا نام کی خاطر — نہ بیٹھا اسطرح کوئی نگینہ جم کے خاتم مین — ،،
ڈرتا ہون کہ مین قید زلیخائے دہر سے — یوسف کو آپ گوشۂ عزلت پسند ہے — ،،
ہو اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علحدہ — بستر تمام شہر سے باہر لگائیے — ،،
اسیر گھر مین مرے رات دن برابر ہین — نہ آفتاب سے واقف نہ ماہ سے واقف — ،،

مرحلے طے کنج عزلت مین گئے — بیٹھے بیٹھے سیکڑون منزل گیا — امیر

نام چاہے تو نہان ہو نظر عالم سے — گوشہ گیری سے ہوا شہرۂ عنقا کیسا — ،،
ہمیشہ گوشہ نشین ہون وہ خاکسار ہو نہین — ہوا اڑا نہ سکے جسکو وہ غبار ہو نہین — ،،
فقیر گوشہ نشین ہین خدا کے درباری — کسی امیر کا مجرا انہین سلام نہین — ،،
نہ طالب نام کا ہو اور نہ خواہان اپنی شہرت کا — اگر معلوم ہو انسانکو رتبہ کنج عزلت کا — تجمل
مزہ جب ہی اگر گوشہ نشینی ہو تو ایسی ہو — بنے آزاد مشرب اور اداسا کھینچکر بیٹھے — نثنی

کہاں جاؤن نہین ملتا کسی جا گوشۂ عزلت　　زمین کو خضر نے گھیرا فلک چھپایا ہے عیسی نے　　ثاقب
خدا کو خود بھی عزلت ہی پسند آئی خدا والو　　کہ گھر اپنا بنایا مومنون کے خانۂ دل مین　　ر

کی ہے خلوت پسند حالی نے　　اب نہ دیکھو گے اسکو محفل مین　　حالی

ترک عزلت سبب رنج والم ہوتا ہے　　طفل جبتک کہ رہا بطن مین گریان نہوا　　خلیل
عہد کا اپنے فلاطون اسے ہمنے سمجھا　　کنج عزلت مین جو تنہا کوئی انسان بیٹھا　　ر
عنقا کیطرح خلق سے عزلت گزین ہون مین　　ہون اسطرح جہانمین کہ گویا نہین ہون مین　　ذوق
باغ جہانمین بلبل عزلت نشین ہون مین　　کنج قفس سے بڑھکے نہین باغبان پسند　　صبا
منزلت چاہیے عنقا کی طرح عزلت کی　　ایک ہے ایک کا دنیا مین مکان دور رہے　　ر
آؤ ظہیر بیٹھ کے یاد خدا کرین　　تھوڑے سے پھرے صنمکدۂ روزگار مین　　ظہیر
ہین گرفتار وہمین جسکے کچھ اسکو فکر ہے　　ہم ہوئے ہین معتکف کچھ کنج زندان دیکھکر　　ر
قدر اوقات کی اپنے اگر انسان جانے　　کنج خلوت کو وہ اقلیم سلیمان جانے　　مصحفی
وسعت جہانکی چھوڑ جو آرام چاہیے میر　　آسودگی رکھے ہی بہت گوشۂ مزار　　میر
پہونچے کیا گوشہ نشینونکو ضرر دشمن سے　　آتش سنگ کو کچھ خوف نہین پانی کا　　ناسخ
گوشہ گیری سے بچے انسان ذریب ہر سے　　خوف عنقا کو نہین ہوتا کبھی صیاد کا　　نساخ
جو گوشہ گیر ہو لسانی سے اسے کیا کام　　ہوئی ہی قابل گفتار کب زبان صدف　　ر

فصل ۱۸ بیان توکل

رباعی ثاقب

ارباب دول کا ہے غنا پر تکیہ　　زاہد کا ہے زہد واتقا پر تکیہ
آزاد نہ کیونکر غم دارین سے ہون　　ہے اہل توکل کا خدا پر تکیہ

پہونچتی ہی مجھے ہر صبح کی کوشش مری روزی	توکل آدمی کیواسطے گویا موکل ہے
خدا پر رکھہ نظر طالب اگر ہو دین و دنیا کا	یقین ہو دولت کونین حاصل ہو توکل سے
بنیتِ اہلِ توکل ہے کرم نے بھر دی	سیر نعمت سے دو عالم کی ہے مہمان تیرا
تماشا نخل ہے نخلِ توکل	ہر اک میوہ ہے رکھتی اسکی ہر شاخ
ملا جو اُسکو سمجھے منّ و سلویٰ	توکل پہ رہا شام و سحر خرچ
چکھا کے خوان کا اپنے نمک توکل نے	زبان کو مزۂ لقمۂ حلال دیا
دانۂ دُر سے بھرا بطنِ صدف نیسان نے	رزق گردون سے پہونچتا جو توکل کرتے
کیا ہے آنسوؤن نے نعمتِ دنیا سے مُستغنی	سمجھا ہو نہین ان دانونکو سرمایہ توکل کا
دنیا کی فکر گوشہ نشینون کو عیب ہے	باقی اگر ہے حرص توکل سے کیا غرض
وہ جانتے ہین جنکو توکل کا ہے مزہ	بیشک ہے نانِ نعمتِ پروردگار داغ
فقیر اللہ کے ہین بوریائے فقر ہے بستر	توکل پر نظر تکیہ ہے اپنا فضل باری پر
عبث ہے فکرِ مدفن کیا تجھے تدبیر سے حاصل	نہین ہے کوئی تکیہ خلق مین بہتر توکل سے
اک در پہ بیٹھہ گر ہے توکل کریم پر	اللہ کے فقیر کو پھیرا نہ چاہیے
کر توکل جو تجھہ مین طاقت ہو	تاکہ پوری خدا کی طاعت ہو
تجمل ہین غنی ہم دولتِ خوانِ توکل سے	دل اپنا آشنا ہے نعمت خوان توکل سے
ہوا کرتی ہے زینت غیب سے اہلِ توکل کی	سدا شبنم دکھلا دیتی ہے منھہ گلہائے خندانکا
سچ تو کہتے ہین کہ اک در بند ہو سو در کھلین	گر توکل ہو تو دیتا ہے وہ چھپر پھاڑ کر
مہوِس آ بتا دین تجھکو اک لٹکا فقیرونکا	نہین اکسیر کا نسخہ کوئی بڑھکر توکل سے
لوگ سمجھے ہین کہ مین عامل ہون دستِ غیب کا	مجھکو جسدن سے توکل کا خزانہ ملگیا

ثاقب — توکل کی مصیبت بھی توراحت سے نہین خالی ۔ سمندر آگ مین رہتا ہے لیکن رزق پاتا ہے

ذوق — زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہین روزہ ۔ کہ اسمین آیا تو روزی ہو اور نہین روزہ

قلق — اگر ہو جائے واقف ذائقے سے تو توکل کے ۔ مزہ ہو سو کہے ٹکڑو نہین بھی پیدا نان نعمت کا

گویا — مین توکل سے شکیبائی اگر پیدا کرون ۔ مثل گل بے منت مخلوق زر پیدا کرون

ماہر — فقر مین بھی دل ہو دولت سے توکل کی غنی ۔ گنج ہون باطن مین گو ظاہر مین مین ویرانہ ہون

مصحفی — ہاتھ خالی مرا دنیا مین جو بالکل ہوتا ۔ یہی زاد سفر راہ توکل ہوتا

میر — کرتا ہون اللہ اللہ درویش ہون سدا کا ۔ سرمایہ توکل یان نام ہے خدا کا

ناسخ — ہین جو ارباب توکل وہ ہون کسکے محتاج ۔ کشتی نوح کو کچھ حاجت ملاح نہین

ترنم — جم تو جائے کوئی توکل پر ۔ پھر کسیکی اڑی نہین رہتی

" — اپنے نزدیک یہہ توکل ہے ۔ جسنے پیدا کیا وہی دیگا

فصل ۱۹ - بیان قناعت

رباعی ثاقب

انسان نہ انسان سے حاجت رکھے ۔ بے غم رہے آزاد طبیعت رکھے

کل کیلئے کیون آج کی نعمت رکھے ۔ اللہ قناعت کو سلامت رکھے

آتش — جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائیگا ۔ بھیک کا کاسہ اسے دست دعا ہو جائیگا

" — تمنا دولت دنیا کی ای آتش نہین رہتی ۔ قناعت سے غنی کر دیتا ہے اللہ مسکین کو

اسیر — قانع وہ ہون کہ میری دعا ہی یہہ ہر سحر ۔ دشمن کو بھی خدا نہ کرے مبتلائے حرص

" — کیا تکلف ہے اگر سرمہ لگایا آنکھ مین ۔ ای قناعت عینک قطع نظر ملتی نہین

قناعت جسکو کہتے ہیں عجب جائے فراغت ہے
اِسی سرکار مین ہو اک رتبہ بندۂ و حُر کا — رہبر

مرد قانع کو قناعت مین سخاوت چاہیئے
بانٹ دے آدھی جو اک روٹی میسر خشک ہو — ״

قانع ہوئے تو خواہش اسباب کیا ضرور
مسجد مین بیٹھیے تو مصلّے اُٹھائیے — ״

ایسی راحت ملی قناعت مین
سو گئے پانون کنج عزلت مین — رہبر

ملک دنیا تھا فلک جاگیر مین ہمکو مگر
مختصر سا ایک تختہ بہر مدفن لے لیا — ״

گر قناعت سے آشنا ہوتا
جام جم کاسۂ گدا ہوتا — بیتی

عین دنیا مین مُلوّث نہین ہوتے قانع
خشک لب رہتے ہین ساحل لب دریا ہوکر — ״

جانور ہو کے قناعت سے ہما سعد ہوا
اُستخوانون کیلئے کیون سگ دنیا ہون مین — ״

آزاد مثل سرو قناعت نے کر دیا
مین وہ نہال ہون کہ امید ثمر نہین — ״

قانع بلند رتبہ ہین اہل ہوس ذلیل
زر کا نہین نشان گل آفتاب مین — ״

قانع کو نہین برق کدورت سے تعلق
دریا سے زیادہ ہی کہین آب گہر صاف — ״

فکر دنیا سے قناعت کی بدولت چھٹ گئے
ہوتے اہل صاحب زر ہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا — تجمل

جو لکھا کاتب تقدیر نے قسمت ہے وہی
جسقدر رزق ہی حصے مین قناعت ہو وہی — ثاقب

عزیز خلق ہے گندم سے پھل ہے اُس قناعت کا
ازل سے اک دانے کے کئی ہین اسکے حصے دو — ״

خشک و تر پر عالم فانی کے جو قانع ہوا
مثل اسکندر وہ شاہ بحر و بر ہو جائیگا — خلیل

گر خدا دیوے قناعت ماہ یکہفتہ کی طرح
دوڑے سے ساری کو کبھی آدھی نہ انسان چھوڑ کر — ذوق

جو کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر
ہے ذوق برابر انہین کم اور زیادہ — ״

نہین ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہے تونگر
جہانمین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج و دل غنی ہے — ״

ذوق	نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش	ہم بھی دنیا مین ہین کیا صبر و قناعت والے
رند	گلشنِ دہر مین شبنم کیطرح قانع ہون	قطرۂ آب ملا تو اُسے دریا سمجھا
ر	دولت دنیا سے مُستغنی قناعت نے کیا	جانتے ہین خاکِ کوئے فقر کو اکسیر ہم
صبا	ہم وہ قانع ہین زمانے مین کہ اپنے آگے	ایک نعمت نہین افلاک کے لنو خوانو مین
ر	اگر جمعیتِ دل ہی تجھے منظور قانع ہو	کہ اہلِ حرص کے کب کام خاطر خواہ ہوتے ہین
ظفر	ہم قناعت کو بڑی دولت سمجھتے ہین ظفر	ڈھونڈتے جو زر کو ہین وہ طالبِ ادبار ہین
ر	وسعتِ ملکِ سلیمان کو سمجھتے کیا ہین	سامنے کُنجِ قناعت کے قناعت والے
ظہیر	ہو قناعت تجھکو تو بس ہے ظہیر	خانہ آرائی کو دمڑی کا چراغ
قبول	ہمائے حرص کو دامِ قناعت مین پھنسایا ہی	جو ہی اقبالِ شاہی وہ مری طالع کی پستی ہے
قلق	ملا ہے بطنِ مادر مین بھی مجھکو رزق بے مانگے	ازل سے ناز پروردہ ہون دامانِ قناعت کا
ماہر	بعد مرنیکے نظر چشمِ قناعت سے جو کی	خاک کے ذرّونسے تربت پہ چراغان دیکھا
مظہر	گر قناعت ہو تو انسان ہی فرشتے سے سوا	اِسکو رہتی ہے ضرورت اور وہ بے احتیاج
ناسخ	گر قناعت ہو تو نانِ خشک ہی نعمت دلا	دیکھلے پانی چراغِ گل مین روغن ہوگیا
ر	فاقے سے اپنے شکم پر سنگ باندھا جسنے وہ	بس سُلیمانِ زمانہ صاحبِ خاتم ہوا
نظر	دامنِ صبر و قناعت کو نہ چھوڑے انسان	اتنا ملجائے کسیطرح گذر ہو جائے
خواجہ وزیر	جو کہ قانع ہو وہ بچ جائے فریبِ نفس سے	دام کب صیاد پھیلائے ہُما کے واسطے
شیخ وزیر	لین وہ نہ آئین شاہ جو نعمت لیے ہوئے	نانِ جوین یہ ہین جو قناعت کیے ہوئے
یکتا	ہوگیا کوہ کی ثابت قدمی سے معلوم	چین سے رہتے ہین دنیا مین قناعت والے

فصل ۲۰ - بیان صبر

رباعی ثاقب

بے لطف ہوائے گلشن دنیا ہے — پیتا ہے یہان کا زہر تلا ہے
میوے میوے مین تلخکامی کا مزہ — میٹھا ہے تو اک صبر کا پھل میٹھا ہے

ہوتی ہو دلکی ضیا صبر خداداد کے بعد — ضاد اسواسطے کرتے ہین رقم صاد کے بعد

بہت بخشی مجھے دنیا کی دولت — الٰہی صبر بھی تھوڑا عطا کر

دہشت ہمین تلاطم دریائے غم سے کیا — دل ہو جہاز صبر ہے لنگر جہاز کا
دریا جہان ہو ترنہ کرین خشک لب کبھی — ہم آشنائے صبر ہین ناآشنائے حرص
آشنا داغ الم سے دل خرسند نہین — جامۂ صبر مین اپنے کوئی پیوند نہین
وہ صابر ہین کہ تلخی باغ عالم کی گوارا ہے — مزہ ملتا ہی ہمکو میوۂ شیرین کا حنظل مین
نالہ کش اہل دول صاحب تمکین صابر — شور دریا مین ہی خاموش لب ساحل ہے

نہ دینے پر بھی صبر اللہ دیتا — برابر تھا نہ دیتا خواہ دیتا
جو مقدر مین ہے ملتا ہے ضرور — چاہیے انسان نہووے ناصبور
صبر جسکے دلمین کرتا راج ہے — دو جہان مین اسکے سر پر تاج ہے

کلید در حل مشکل ہے صبر — جہان ایک مزرع ہے حاصل ہے صبر
دولت دنیا نہین ہی یہ کہ ضایع جائیگی — جمع کرلے صبر کی دولت جہانتک ہو سکے
مارنا دم نہ تہ تیغ الم اے ثاقب — کہتے ہین اہل رضا صبر کا پھل میٹھا ہے
نہو کیون ابتدائے صبر حرف صاد سے ثاقب — کہ اچھی چیز پر اہل البصیرت صاد کرتے ہین

گنج قارون نہ عمر نوح سی کام — صبر ایوب دے خدا مجھکو
جو شی دنیا مین ہی سب سے ضروری — صبوری ہی صبوری ہی صبوری

رائم — صبر ہو تو دلپہ ہو سکتا ہے جبر — ورنہ تھوڑیسی مصیبت ہے بہت

صادر — صبر ہر امر مین لازم ہے بنی آدم کو — ہے یہی بگڑی ہوئی بات بنانے والا

ظفر — ظفر مطلب فقیر ونکو کسیکی کیا شکایت ہے — کہ یان تو صبر و تسلیم و رضا کا کارخانہ ہو

״ — یہ کہنا ہی غلط چپکے رہے سے کچھ نہین ہوتا — دلا ہو صبر ہی بہتر کہے سی کچھ نہین ہوتا

״ — صبر کا کرنا دلا بیجا نہین — دیکھ تو ہوتا ہے کیا گھبرا نہین

خواجہ وزیر — مجھکو موسیٰ کیا فرعون بنایا اُسکو — زر تونگر کو دیا صبر مجھے زر کے عوض

دکن — صبر سے انسان پاتا ہے فروغ — صبر ہے شیر اور بے صبری ہے دوغ

فصل ۲۱ بیانُ شکر

رباعی رند

گو مالک ملک و مسند و تاج نہین — پر مجھسا غنی جہان مین آج نہین

صد شکر ای رند اپنے خالق کے سوا — دنیا مین کسی غیر کا محتاج نہین

آتش — کرون مین شکرِ الٰہی کہان تلک آتش — درونِ صاف دیا پاک اعتقاد کیا

״ — چشمِ بینا بھی عطا کی دل آگہہ بھی دیا — میرے اللہ نے مجھپر کئے احسان کیا کیا

״ — کم ہے جتنا کہ ہون ممنون ترا بندہ نواز — صورت انسانکی دی جوہر انسان مجھکو

״ — ادا ہو شکر ترے فیض عام کا کس سے — ہر ایک ذرے کو خورشید لازوال کیا

״ — کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے — مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے

ابر — شوق ادائے شکر مین یہہ چاہتا ہے جی — لب ہون کرورلاکھہ زبانین دہن ہزار

״ — کیسا کیا خدا نے عناصر سے تندرست — کیا باغ ہے کہ جسمین ہین چارون چمن درست

شمع کیطرح نہو شکر سے اکدم غافل	سر جو کٹجائے تو گردن سے زبان پیدا کر	رسید
ہر چند بال بال ہے شکل زبان مگر	جس سے ادائے شکر کرون وہ زبان کہان	،،
دی جو نعمت ہمین خالق نے کیا شکر ادا	لقمۂ زہر بھی کھایا تو کہا بسم اللہ	،،
ہے لاکھ لاکھ شکر خدا کی جناب مین	دس سے بری تو بیس سے اچھی گذر گئی	،،
لب آشنائے شکر خدا ہین یہان اسیر	اپنی زبان ہے نا بلد داستان خلق	،،
کیا کیا ہے کرم مجھپہ خدائے دو جہان کا	شکر اسکا ادا کرسکے کیا منھہ ہے زبان کا	رہائت
کیا شکر جسنے ہوا فتحیاب	کھلا اسکے منھہ پر ترقی کا باب	بیتاب
خدا نے کہا ہے یہہ قرآن مین	فزون شکر سے مال ہو آن مین	،،
شکر سے میٹھی کوئی نعمت نہین	رسم خط مین شکر و شکر ایک ہین	نایاب
ہے فرض ادائے شکر لیکن کیونکر	شکر نعمت بقدر نعمت ہو ادا	،،
یہان افلاس مین بھی شکر سے دم بھر نہین غافل	وہ ناشکرے ہین جو بھولے ہوئے بیٹھے ہین دولت پر	،،
بندہ نوازیان تو یہ دیکھو کہ آدمی	جز و ضعیف محرم اسرار کل ہوا	جرأت
کس زبانسے شکر لطف عام ہو یارب ادا	ہے فقیر و نکو لقب تیرے کرم سے شاہ کا	جوہر
نشے مین وہ احسان کے سرشار ہین اور بیخود	جو شکر نہین کرتے نعمت پہ ادا تیرا	حالی
کس زبانسے مین کرون شکر ترا اے رزاق	دانت نکلے نتھے جب منھہ مین غذائین آئین	خلیل
بندہ تیرے شکر مین ہے قاصر	اللہ بڑی عنایتین ہین	صبا
کر نہ شکوہ کہ مجھے یہہ نہ دیا وہ نہ دیا	شکر کر تو کہ دیا ہے تجھے انسان بنا	ظفر
ادا ہو تیرے احسان و کرم سے غیر ممکن ہے	کرے شکر اکدن کی نعمتونکا گر زبان برسون	معلق
ہوا مجھسا ذلیل ایسا عزیز خاطر عالم	کرون کس منھہ سے شکرانہ تری بندہ نوازی کا	،،

کیا کیا کرون مین شکر خدائے قدیر کا — بخشا ہے مجھ فقیر کو رتبہ امیر کا

عنایت ازلی سے وہ دل ملا مجھکو — ہزار شکر کہ آتا نہین گلا مجھکو

راتدن سجدۂ شکرانہ ہے لازم مُنعم — کہ خدا دیتا ہے اور نام ترا ہوتا ہے

زر گل پا کے باغ مین گل بھی — شکر کرتا ہے سو زبانو نسے

فصل ۲۲ بیانِ آزادی

رباعی ثاقب

یہہ جھوٹ کہ جان بیوفا ہوتی ہے — قیدِ ہستی بری بلا ہوتی ہے

پابندِ الم خاک ہون آزاد منش — مٹھی مین کہین بند ہوا ہوتی ہے

مثل نسیم ہون چمنِ روزگار مین — گل سے بناؤ ہی نہ مجھے خار سے بگاڑ

آزاد ہین اِس باغ مین ہم سرو کی مانند — کہتے ہین جسے بے ثمری اپنا ثمر ہے

روح کی طرح سے کر سیرِ گلستانِ جہان — چار دیوارِ عناصر مین گرفتار نہ ہو

کو سون ہوا کیطرح سے اڑ بھاگتا ہون مین — سایہ بھی دیکھتا ہون جو مردم گیاہ کا

مین جہانمین ہون مگر قیدِ جہانسے آزاد — جیسے دریا سے جدا گوہرِ شہوار کی آب

یہہ ملک سب خدا کا مین ہون بندۂ خدا — رہنے سے کام خواہ بیابان ہو خواہ باغ

کسی سے کام نہین ہے مجھے زمانے مین — فقیر سے ہون نہ مین بادشاہ سے واقف

گلشنِ ایجاد مین ہم سبزۂ تصویر ہین — چشمِ افزایش نہین ہے بیم پامالی نہین

عریان تنی مین خانہ بدوشی پسند ہے — قیدِ لباس کیا مجھے قیدِ مکان نہین

ہے اکل بہرِ زیست غذا خشک ہو یا تر — سونے سے ہین کام زمین گرم ہو یا سرد

ہم راہرو ہیں ملکِ تجرد کے اے اسیر
خلعت تو کیا کفن بھی نہیں بار دوش پر (اسیر)

جسے کہتے ہیں آزادی وہ اُٹھنا ہے تعیّن کا
وہ ہے قیدی کہ ہو وابستگی جس شخص کو گھر سے (افسوں بنارسی)

معشوقۂ دنیا نے بہت زلف سنواری
پھندے میں مری خاطر آزادہ نہ آئی (اسیر)

دکھائی ترکِ تعلّق نے شانِ بیرنگی
بڑھے مکان سے آگے تو لامکان دیکھا (،،)

مثلِ بوئے گل سفر ہوگا مرا
وہ نہیں ہیں جو کسی پر بار ہوں (انیس)

جو کہ ہو آزاد اُسے قیدِ تعلّق زہر ہے
جمعہ کے دن کام لڑکوں سے نہیں استاد کو (تجمل)

کاملِ راہِ طلب قید سے دیکھے آزاد
موج سے سلسلہ برپا کبھی دریا نہوا (تسلیم)

بے تعلّق ستمِ دہر سے آزاد آیا
سنگِ طفلاں نہ کبھی تا سرِ شمشاد آیا (،،)

سب سے ہے کثرت و وحدت مری اے یار جدا
جسطرح بانگِ درا ساتھ نہ زنہار جدا (،،)

بحرِ ہستی میں گہر کیطرح وہ بےلوث ہوں
عین طوفاں میں سرِ رشتہ بھی دامن تر نہو (،،)

قید سے آزاد ہیں رنگین مزاجانِ چمن
خار سے اُلجھا نہ دامن نکہتِ برباد کا (،،)

رسمِ خط میں بھی ہیں آزاد حروفِ آزاد
ہم پھنسیں قیدِ علائق میں یہ ممکن ہی نہیں (ثاقب)

آزادگی پسند سبک روح ہیں مدام
کیوں مثلِ بوئے گل نہوں جولانیوں میں ہم (،،)

بندِ گراں تھی مال و متاعِ جہاں کی حرص
چھوڑا جو نامِ آز تو آزاد ہو گئے (،،)

پیرویِ خضر بھی اک قید ہے
ہم سے آزادہ روؤں کو کیا غرض (،،)

عالمِ آزادگاں ہے اک جہاں سب سے الگ
ہے زمیں انکی اور انکا آسماں سب سے الگ (حالی)

خوب آتا ہے لطفِ آزادی
جب یہہ قیدِ حیات جاتی ہے (داغ)

مزہ تو یہہ ہے کہ آزاد ہو کے سیر کرے
خضر کو رشتۂ عمرِ ابد کمند ہوا (،،)

آزاد ہوں آگاہ ہیں سب میری لقب سے
کچھہ کام نہیں مجھکو حسب اور نسب سے (رند)

رند	وارستہ ہین اسباب رعونت سے ہم آزاد	تسبیح نہین پاس مصلا نہین رکھتے
ظفر	جھکاتے سر نہین آزاد راستی پیشہ	چمن مین سرو جو ہو سرفرو تو کیونکر ہو
ظہیر	رند ہون قید مذاہب سے ہون آزاد ظہیر	مجھکو ہرگز طرف کافر و دیندار نہ کھینچ
”	ہین مشرب ریا سے بہت دور ہون ظہیر	تسبیح گر نہین ہے تو زنار بھی نہین
غالب	غم نہین ہوتا ہے آزادونکو بیش از یکنفس	برق سے کرتے ہین روشن شمع ماتمخانہ ہم
”	یہہ لاش بیکفن اسد خستہ جانکی ہے	حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا
”	بندگی مین بھی وہ آزادہ و خود بین ہین کہ ہم	اُلٹے پھر آئے در کعبہ اگر وا نہ ہوا
میر	فقیرانہ آئے صدا کر چلے	میان خوش رہو ہم دعا کر چلے
”	گر ذوق سیر ہے تو آوارہ اس چمن مین	مانند عندلیب گم کردہ آشیان ہو
ناسخ	بار احسان فلک سے تو ملی آزادی	یہہ بھی حاصل ہے اگر کچھ مجھے حاصل نہوا
”	مین وہ بلبل ہون کہ یکسان ہے مجھے	باغ گیا اور خانۂ صیاد گیا
خواجہ وزیر	جو خاص بندے ہین وہ بندہ عوام نہین	ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین
یکتا	بندر ہتے ہین کہین آزادہ بھی	کب ہوا کو ہے مکانکی احتیاج

فصل ۲۳ - بیان خوشحالی

رباعی ثاقب

سو بات کی اکبات ہے یاد رہے	انسان ہمیشہ غم سے آزاد رہے
فاقو نمین بسر کرے اگھانو نکیطرح	آنکھو نمین بھی دم آئے تو دلشاد رہے

آتش	غنیمت ہے سمجھے حلقہ احباب گرد اپنے	یہ دورہ پھر نہوگا گردش افلاک سے پیدا

قوی دماغ رہے بلبلِ خوش الحانکا	قفس مین بھی ہو وہی چہچہا گلستانکا
عین آفت مین شگفتہ رہے دل صورتِ گل	جا کے دوزخ مین نیا باغ جنان کر پیدا
غم نہین مجھکو اگر حاصل خوش اقبالی نہین	مصلحت سے کوئی کام اللہ کا خالی نہین
سعادتمند سختی مین بھی خوش ہین	ہما کو صبح دولت استخوان ہے
گل و بلبل کیطرح زیست کو ہنس بولکر کاٹ	ہو جہان مجمع احباب گلستان ہے وہی
اور کرتا ہون خوشی جب مجھے غم ہوتا ہے	اس طبیعت کا بھی انسان کوئی کم ہوتا ہے
آئی بہار چلکے رفوگر کو چھیڑئیے	ہنس ہنسکے زخم سینہ کے ٹانکے ادھیڑئیے
انشا کہان گردش فلک کی چین دیتی ہے کبھی	غنیمت ہے جو ہمصحبت یہان دو چار بیٹھے ہین
تو لطف خدا سے جو خوشحال ہو	تو دل مائل حسنِ اعمال ہو
تردد ہر گھڑی اچھا نہین اس دارِ فانی مین	بسر کر دو تجمل زندگانی شادمانی مین
جہانتک ہو سکے ایحضرتِ دل غم غلط کیجے	غنیمت جانیے موقع جو ملجائے مسرت کا
خوشحالیوں سے اپنی موجِ نسیمِ گل ہون	رہتا ہون ذکر بنکر یارانِ ہموطن مین
جو صحبتِ یارانِ طریقت مین بسر ہون	بڑھکر ہین وہ دن عمرِ عیسیٰ[۱۴] و خضر[۱۴] سے
جو مصیبت مین رہا کرتے ہین خوش	جائینگے دنیا سے ہنستے بولتے
بزمِ ماتم ہو کہ بزمِ عیش اس سے کیا غرض	شمع کی صورت ہمین ہنسنا جہان مل بیٹھنا
موافق گردشِ گردون سے اپنی بزمِ عشرت ہے	سحر سے شام تک چلتا ہے دورہ ساغرِ مل کا
دل دے تو اس مزاج کا پروردگار دے	جو رنج کی گھڑی بھی خوشی مین گذار دے
چپ گھڑی روتی ہے کیون اے شمعِ محفل رات بھر	کاش مشکل ہو تری آسان ہنستے بولتے
دن گذارے عمر کے انسان ہنستے بولتے	جان بھی نکلے تو میری جان ہنستے بولتے

ذوق	اے ذوق کسی ہمدمِ دیرینہ کا ملنا	بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے
"	زندگی زندہ دلی کا ہے نام	مُردہ دل خاک جیا کرتے ہین
ظفر	چرخ ہے تفرقہ پرداز غنیمت ہے ظفر	کہین دو یار وہین نبھ جاے جو دم بھر صحبت
"	کرلو خوشی سے حرف و حکایات چند روز	اے یار و پھر کہان کہ یہ بات چند روز
ظہیر	وہی تو آدمی ہے آدمی مین	جو کاٹے دن مصیبت کی خوشی مین
قلق	جسطرح آج گذرتی ہے غنیمت اُسے جان	بھولکر رنج گذشتہ کو قلق یاد نہ کر
میر	خوش رہا جب تلک رہا جیتا	میر معلوم ہے قلندر تھا
نظیر اکبرآبادی	جتنے سخن ہین اُنمین یہی ہے سخن درست	اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست
نور	نور دلکو ہوئی خوشی پیدا	جب کوئی غم نیا نظر آیا
یکتا	ہم رہا کرتے ہین ہر حال مین خوش اے یکتا	رنج کہتے ہین کسے اور مصیبت کیسی

فصل ۲۴ - علامت بزرگان

رباعی بیدل شاہجہانپوری

جو لوگ خدائی مین خدا والے ہین	وہ لاکھ چھپین مگر کہان چھپتے ہین
خود گم ہین نظر سے حضرتِ خضرؑ مگر	گم کردۂ راہ شوق کی آگے ہین

امیر	فیضِ کامل کو نہین اسفل و اعلیٰ کی تمیز	چاندنی ایک سی ہے شاہ و گدا کے گھر مین
"	بلند رتبہ جو ہین کچھ اُنھین ملال نہین	چمن مین سبزۂ دیوار پائمال نہین
"	یکسان نگاہِ اہلِ صفا مین ہین خوب و زشت	جاتا ہے بزمِ عالم و جاہل مین آئینہ
امیر	عجز کرتے ہین عدوئے جانسے بھی خاصانِ حق	جھک گیا سر آگے آئے دار پر منصور کا

کچھ تعلق نہ کسی سے نہ کسی کی پروا	دہر مین رہتے ہین اِس طرح سے مردانِ خدا
اور کچھ کام نہین سالکِ راہِ حق کا	ہر نفس یادِ الٰہی مین رہا کرتا ہے
پھیرتے ہین کسے محروم بزرگ	دولتِ فیض عطا کرتے ہین
دل مین نہین سمجھتے حقیر انکو بھی حقیر	سبکو وہ دیکھتے ہین عنایت کی آنکھ سے
نیک و بد کی قید اربابِ صفا رکھتے نہین	خار و گل دونون سے ملتی ہے برابر چاندنی
جو اہلِ حق ہین اُنکو حق سے ہے کام	نہین پھنستے کبھی نیکی بدی مین
نہین کچھ منحصر اچھے بُرون پر فیض اچھونکا	برستا ایک سا ہی ابرِ رحمت باغ و صحرا مین
درختِ پُرثمر سے نیک و بد کھاتے ہین سب میوہ	نہین رہتا کوئی محرومِ فیضِ اہلِ باطن سے
سمجھتے ہین بڑا ہر ایک کو بندہ ہو یا حُر ہو	خدا والے خودی سے دور رہتے ہین خدائی مین
ہین جو مشہورِ روزگار بزرگ	اُنکو اچھے بُرے سے کیا مطلب
خورشید وار دیکھتے ہین سبکو ایک آنکھ	روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک و بد سے ہین
بزرگونکی آنکھون سے دیکھو اگر	بد و نیک آئے نہ کوئی نظر
گورے کالے ہر ایک کے سر پر	سایۂ آفتاب یکسان ہے
ہے یہ دنیا مین بزرگونکی شناخت	چلتے ہین نیکی کی لاٹھی ٹیک کر
سب سے الفت سب سے ملت سب سے راضی سب سے میل	حق سے یون پیوستہ جیسے عشق پیچانکی ہو بیل
کیا کام اِس سے کوئی مسافر ہو یا مقیم	سایۂ شجر کا ایک ہے آرام کے لئے
ہو کوئی بادشاہ خواہ گدا	سب کے سر پر فلک کا سایہ ہے
خاص بندے جو ہین مقصود نہین نام اُنھین	کچھ نہین یادِ الٰہی کے سوا کام اُنھین
دولت سے اِس جہانکی غنی دل ہین جو بزرگ	اُنکی نظر مین فرقِ غریب و امیر کیا

فصل ۲۵ - بیانِ روشندلان

رباعی ثاقب

ہر چند کہ ذاکر ہین نہ وہ شاغل ہین	تزکیۂ نفس جنمین ہی کامل ہین	
آئینۂ جلوۂ خدا ہین ثاقب	وہ لوگ جو آفاق مین روشندل ہین	
دل کے آئینے مین کر جوہرِ پنہان پیدا	در و دیوار سے ہو صورتِ جانان پیدا	آتش
زبانِ حرب کیا درکار ہی اربابِ باطن کو	چراغِ معنیٔ روشن نہین محتاجِ روغن کا	امیر
ہون زمانیکے حال سے واقف	دل ہی جامِ جہان نما میرا	رر
حالِ انسان نہ کھلے اہلِ نظر پر کیونکر	استخوان قرعۂ رمّال ہی پیشانی کا	رر
روشندلونکو کیا کوئی دھبّا لگا سکے	پڑتا نہین غبارِ رخِ ماہتاب پر	رر
بزمِ آفاق مین ہین گوشہ نشین روشندل	کب قدم شمع کا بڑھتا ہی لگن سے باہر	رر
ضیائے دلسے ہی معلوم مجھکو حالِ جہان	لکھا ہے قصۂ روم و فرنگ ناخن پر	رر
داغِ احسان سی ہین دنیا مین بری روشندل	چاکِ دامانِ سحر قابلِ پیوند نہین	رر
غیرتِ ساغرِ جمشید ہے دل پہلو مین	گھر مین ہم سارے زمانیکی خبر رکھتے ہین	رر
جو روشندل ہین انکا اک جہان ہی تابعِ فرمان	روان ہی سکۂ خورشیدِ روشن ہفت کشور مین	رر
شمع سان وہ نور پیدا کر کہ وقتِ زیبِ بزم	ایک گوشہ مین جو بیٹھے تجھسے گھر معمور ہو	رر
خوفِ آفاتِ جہانکا دلِ روشن مین نہین	دخلِ سیلاب کبھی ہالہ کے خرمن مین نہین	امیر
غبارِ زنگِ آلایش سی روشندل مبرّا ہین	کفِ آئینہ پر ممکن نہین رنگِ حنا ٹھہرے	رر
نورِ عرفان کیلئے آنکھونمین آنسو ہین ضرور	نور تب دیتا ہی جب روغن سی ہو مملو چراغ	رر

پیش روشن طبع سائل کیوں نہ بالا مال ہو	مہر تاباں رفع کرتا ہی قمر کی احتیاج
طبع روشن کو ضرر خلق میں کیا ظالم سے	شمع کا سر نہیں کرتی کبھی تلوار جدا
زینت پوشاک سے روشن دلونکو عار ہے	جز نمد رکھتا نہیں پروائے خلعت آئینہ
قلب تاریک تجلی گہ محبوب غلط	عشق میں شوق مقدم ہی خود آرائی کا
نور عرفاں سے دلکو روشن کر	گھر میں اللہ کے چراغ جلا
فیض سے روشن دلونکو ہیں سیہ دل بہرہ یاب	تیرگی شب کی مٹانیکو جلاتے ہیں چراغ
ہمارے کعبۂ دلمیں ہمیشہ روشن ہے	کسیکے باب ظہور کمال کی قندیل
اگر نور صفا ہو تو ابھی آئینۂ دلمیں	تماشائے جمال ناظر و منظور ہوتا ہی
نظر میں ہی سب جہان فانی کھلے ہیں اسرار نکتہ دانی	یہ دل ہی گنجینۂ معانی کتاب ہم لیکے کیا کرینگے
بہرہ ور روشن دلونسے ہوتے ہیں سب نیک و بد	فیض عالم میں ہی جاری مہر عالمتاب کا
دیکھتا ہوں سارے عالم کا تماشا آپ میں	جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ
انسے محروم نہیں کوئی جو ہیں روشندل	ذرے بھی مہر کے پرتو سے چمک جاتے ہیں
زمیں کیا آسماں سے بھی نہیں چھپتے ہیں روشندل	چہارم چرخ پر ہی مہر پرتو اسکا عالم میں

فصل ۲۶ - صفائے قلب

رباعی ثاقب

ہیں اور نفاق و حسد و بغض کی راہ	لاحول ولا قوۃ الا باللہ
آئینۂ دل زنگ کدورت سے ہی صاف	آگاہ خدائی ہے خدا میرا گواہ
ریب کو دل اہل صفا میں راہ نہیں	وہ دشت ہی یہ جہاں آب زیر کاہ نہیں

دل صاف ہو تو خلق میں ہیں قدرداں بہت — جامِ جہاں نما کو نہیں جم کی احتیاج — امیر

صفائے دل نے کھویا یہ نشان گرد کدورت کا — کہ ہر آنسو مرا تارا ہی چشمِ روزنِ در کا — 〃

اسیر آئینہ قلبِ صاف نے ہمکو بنایا ہے — نظر آنے لگا ہی ایک عالم دوست دشمن کا — 〃

صاف طینت ہیں زمانے میں کثافت سے بری — آگ ہو جاتی ہی جب روشن دھواں رہتا نہیں — 〃

بسان مہر کرو صاف دل تو ہم جانیں — ہوا ہے چاند سا چہرہ تو کچھ کمال نہیں — 〃

رتبہ عینک کو ہوا اُسکی صفا سے حاصل — اپنی آنکھوں پر اُسے اہلِ نظر رکھتے ہیں — 〃

جو دلکو صاف کرے آدمی تونگر ہو — یہ آئینہ جسے ہاتھ آئے وہ سکندر ہو — 〃

آئینے کی طرح دلکو کرکے صاف — صحبتِ شاہ و گدا میں بیٹھیے — 〃

حسابِ معصیت سے پاک ہیں دل صاف ہی جنکا — عذابِ سرکشی ہوتا نہیں شیشی کی گردن پر — میر

صفائے قلب سے حاصل ہے ہمکو سلطنت جم کی — کہ گھر بیٹھے ہے آئینہ حقیقت سارے عالم کی — بشیر

بشر کا بغض و حسد سے جو پاک سینہ ہو — تو نورِ معرفتِ حق کا وہ خزینہ ہو — تجلی

صاف طینت ہیں مگر زنگ کدورت سے بری — دوست دشمن سے رہا کرتا ہی یکدل آئینہ — ثاقب

صاف باطن کی ضرورت کوئی رُک سکتی نہیں — قطرہ پانی کا صدف میں آتی ہی گوہر بنا — 〃

تیرہ دل فانی ہیں باقی ہیں مگر اہلِ صفا — آئینہ عالم میں روشن ہی سکندر خاک میں — 〃

کبھی دشمن سے بھی نہ کھٹکے ہم — صاف تھے آپ سبکو پایا صاف — حالی

آئینہ منھ پہ بھلا اور برا کہتا ہے — سچ یہ ہے صاف جو ہوتا ہی صفا کہتا ہے — داغ

خاک آئینے سے ہے نام سکندر روشن — روشنی دیکھتا گر دل کی صفائی کرتا — ذوق

اہلِ صفا کا دیکھا نہ دامن کسینے تر — گوہر ہے اپنی آب میں غرق اور نم نہیں — 〃

برنگِ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوئے — جو اپنے دل پہ کسی شکل سے غبار آیا — سودا

کدورت نہین اپنی طبعِ روان مین ہی تو کچھ رونق صفائی دلمین ہو ورنہ یہان
بہت صاف بہتا ہے دریا ہمارا خاک ہی دیکھی کدورت مین ظفر اڑتی ہوئی

جب کدورت سے صفا آئینہ دلکا ہو گیا آپ ہی اپنا مجھے ذوق تماشا ہو گیا

پہلے کچھ شغل صفائے دلِ حیران کیجیے پھر جہان چاہیے نظارۂ جانان کیجیے

نہو جو حاصل صفائی باطن لباس ظاہر ہے سب ریائی
یہی ہو گر زہد و پارسائی ثواب ہم لیکے کیا کرینگے

مری صفائی باطن کا ہو جواب کہین خبر مجھے ہو جو ٹوٹے دلِ حباب کہین

ہو صفائی دلکے آگے خاک آئینہ کی قدر میری محفل سے مکدر ہو کے اسکندر اٹھا

مین خوبروئی مین گو مثل مہر و ماہ نہین ہزار شکر کہ قالب مرا سیاہ نہین

کبھی صدمہ نہ پہونچے صاف دلسے اہل عالم کو کہ اٹھنا غیر ممکن آب گوہر سے ہی نیسان کا

ظاہر و باطن ہے اپنا صاف مثل آئینہ کیون میسر ہو نہ جلوہ یار کے دیدار کا

اگر خواہش ہو شہرت کی صفائے قلب حاصل کر ہوا ہے جام کی باعث سے شہرہ دہر مین جم کا

دل صاف کر کہ جلوۂ باطن نظر پڑے آئی ہے دید حسن دکھانے بدن مین روح

عدو سے بھی ملو تو بے کدورت ہم ملے یکتا کسی صورت نہ میل آنے دیا آئینۂ دل پر

بری ہین صاف باطن صاف دنیا کی صعوبت سے ضرر پہونچا نہین سکتی کبھی شمشیر پانی پر

فصل ۲۷ - بیان نفس کشی

رباعی ثاقب

جو لوگ یہان نفس کشی کرتے ہین بیخوف بسر وہ زندگی کرتے ہین
سیماب کی کشتنے کو نہ دیکھا بیتاب غافل پھر اسمین کوتہی کرتے ہین

آتش	مرکر ملائی سرکشیٔ نفس خاک مین	کی جان کھو کے ہمنے فراغت جہاد سے
〃	ثابت قدم فقر کو ہی نفس کُشی شرط	ہے دیو کی مارے ہوئے رستم نہین ہوتا
〃	مطیع نفس نہ اللہ نے کیا مجھکو	زمین نے پیروی غول کی نہ مین بھٹکا
〃	یا علیؑ کہکر بتِ پندار توڑا چاہیے	نفسِ امّارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے
امیر	دے خدا اختیارِ نفس کُشی	ہے ارادہ جہادِ اکبر کا
〃	دلکو مرے بچائے خدا نفس شوم سے	یوسف کے ساتھ گرگ بھی ہے اس مکان مین بند
〃	جبتک رہا جہان مین اُٹھایا کیا مین جبر	جو وضع ناگوار ہوئی اختیار کی
امیر	بے سبب نفس کشی کیا فُقَرا کرتے ہین	ترکِ لذّت مین بھی اُنکو کوئی لذت ہوگی
ثاقب	خدارا نفس کا بندہ نہ بن جا	نہ کر یہہ شرک او بندے خدا کے
〃	تو جو دانا ہے تو دانستہ نہ پھنس اس دام مین تو	نفسِ امّارہ کی ڈوری دستِ شیطان مین دی
حالی	بادشاہی ہے نفس کی تسخیر	ظلِّ بالِ ہُما سے کیا مطلب
ذوق	نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا	اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا
سرور	ہمیشہ نفس امارہ کو مارو	کرو قتل اسکو یارو بنکے جلاد
〃	نفسِ سرکش کی جو گردن توڑ دے	ہے وہی مردِ بہادر اور شجاع
〃	خدا کی بندگی کا اپنے نفسِ سرکش سے	اگر تو بندۂ حق ہے تو لے برابر کام
شاکر	مار کر نفس ستمگر کو مین اعلیٰ ہوگیا	روئے شیطانِ قدیمی آج کالا ہوگیا
شمشاد	نفس سرکش نے ہزارونکو ہزیمت دی ہے	زیر اس دیو کو مردانِ خدا کرتے ہین
صبا	ہے مزہ نفس کُشی کا جنھین ای بیخبرو	مرچین آنکھونمین وہ بھرتے ہین ہو غفلتِ شب
〃	ہم فقیرونکے لئے نفس کُشی ہے اکسیر	آرزوؤنکا کیا کرتے ہین کشتہ دلمین

ہم

ہم دلکو اپنے مارتے ہین اسلئے ظفر
دیتا ہمین مزہ ہی شکار اپنے ہاتھہ کا — ظفر

شکست دیجے کسیطرح نفسِ سرکش کو
نہین ہی اسکے سوا اور کچھہ ظفر کی طمع — رر

دل مرا نفسِ کُشتی کرکے ہوا یون بشاش
قتل دارا سے ہو جسطرح سکندر محظوظ — قلق

زور سے زیر کیا چاہئے نفسِ بد کو
آپ سے خر تو کبھی مائلِ پالان نہ ہوا — گویا

آرزوئین ہزار رکھتے ہین
تو بھی ہم دلکو مار رکھتے ہین — میر

بدل دیتا نکوئی سے تو ہی اے داورِ محشر
ہمارا نفسِ امّارہ اگر صرفِ نکوہی تھا — کیفیا

فصل ۲۸ - بیان رحمدلی

رباعی تیغ

گر جامِ سفال مین بھی بال آتا ہے
سر پر مرے اک تازہ وبال آتا ہے
اپنے مرنے سے بیخطر ہون لیکن
احباب کے رونیکا خیال آتا ہے

دل ایک کا بھی ہمسے نہ ٹوٹے کسی طرح
رکھے اگر درست خدائے احد مزاج — اسیر

عالی وقار ہوتے ہین سبکے شریکِ درد
کرتا ہی کوہ سنکے فغان کو فغان بلند — رر

گوارا ہی اذیت کب کسی کی طبع نازک کو
تڑپ جاتا ہون آوازِ گلوئی مرغِ بسمل پر — رر

اٹھیگا داغ دلسے کسطرح مرگِ احبا کا
گیا دشمن جو دنیا سی بڑا صدمہ ہوا دلپر — رر

قید ہونیکا نہین غم ہے فقط اتنا الم
جی نہ گھبرائے اندھیرے مین مری ہمزاد کا — رر

دامن سی پونچھہ اشک یتیمونکے اے کریم
جنت مین اپنے واسطے قصرِ گہر بنا — رر

ملالِ خاطرِ صیاد کا خیال آیا
قفس مین ہمنے اگر خوابِ آشیان دیکھا — رر

پہونچا کسی کو رنج اذیت ہوئی ہمین
ٹوٹا جو کوئی شیشہ کہا ہمنے ہی دل — رر

امیر	لازم ہے دلمین درد بھی اے قاطع الشجر	انگلی تراش اپنی تو شاخ شجر تراش
"	خبر جب فاقۂ احباب کی سنتا ہون روتا ہون	جہانمین قحط باران ایک بارش ہی مری گھر مین
"	وہ رحمدل ہون مین نہ پسے ایک کا بھی دل	چکلی بنے اگر مرے سنگ مزار کی
امیر	اپنے مرنے کا نہین غم مگر اتنا غم ہے	اے عزیزو ملک الموت نے گھر دیکھ لیا
"	خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہین ہم امیر	سارے جہانکا درد ہمارے جگر مین ہی
انیس	کسی کا دل نہ کیا ہمنے پائمال کبھی	چلے جو راہ تو چیونٹی کو بھی بچا کے چلے
"	خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم	انیس ٹھیس نہ لگجاے آبگینون کو
ثاقب	لگی ٹھوکر کسی دشمن کو میرے دل پہ چوٹ آئی	کسیکا پانو پھسلا مین زمین پر سر کے بل آیا
"	سنی جب داستان قیس چین آیا نہ گھر بیٹھے	پڑھا جب قصۂ فرہاد سر دیوار سے پٹکا
حالی	دلکو وہ تونے دکھایا ہی کہ دکھ جاتا ہے	چیونٹی کا بھی اگر دل ہی دکھایا جاتا
ظہیر	مرتے ہین اہل سوز کو مرنے پہ اہل سوز	پروانہ سوز و ساز مین ہی ہمنوائے دل
"	واعظ ہی کس کتاب مین دل توڑنا روا	حضرت یہی ہی زہد تو اپنا سلام ہے
فیاض	رحمدل وہ ہون نہ باندھا فکر نے مضمون کبھی	رنگینی دلمین گرہ بنکر سخن کی آرزو
"	دریا کی سیر اہل نظر کچھ ہنسی نہین	مین رو رہا ہون دیکھکے ہستی حباب کی
ماہر	طلسم رحمدلی کا بھی کارخانہ ہوا	کسی کے تیر لگا دل مرا نشانہ ہوا
"	وہ رحمدل ہون کہ تا حشر غمگسار رہا	کوئی گھڑی جو لحد کا جگر فگار رہا
میر	میرے حضور شمع نے گریہ جو سر کیا	رویا مین اسقدر کہ مجھے آب لیگیا
"	نہ دیکھا غم دوستان شکر ہے	ہمین داغ اپنا دکھا کر چلے
ثاقب	کہ میر کے حال پر ترحم	وہ شہر غریب و بے وطن ہی

تڑپنا دیکھکر میرا نہ روئین کسطرح مردم
دلونکو رنج و غم نظارۂ بسمل سے ملتے ہین

جل مرا جب غریب پروانہ
لگ گئی میرے تن بدن مین آگ

رقیق القلب ہون ایسا تڑپ جاتا ہون اے کیتا
فلک سے گر کبھی برق ستم گرتی ہے دشمن پر

کسیکی بھی اذیت آنکھ سے دیکھی نہین جاتی
کہ رو دیتا ہون مین گلزار مین شبنم کے رونے پر

فصل ۲۹ - عوض بدی نیکی

رباعی ثاقب

اے مرد خدا خدا تجھے نیکی دے
دنیا مین عوض بدی کے نیکی کر لے
دشنام جو دے تو کہہ بھلا ہو بابا
دے اسکو دعا جو کوئی تجھکو کوسے

پیش آتے ہین بد سے بھی کرم کے ساتھ نیک
رزق زنبور عسل ہے ریزۂ خوان بہار

منزل ہستی مین دشمنکو بھی اپنا دوست کر
رات ہو جائے تو دکھلادے تجھے رہزن چراغ

دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم
بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج

نیکی سے ہم نہ گذرے کیسا عوض بدی کا
ہندو کے مردے پر بھی کلمہ پڑھا نبی کا

دشمنکو بھی گلے مین لگاتا ہون اسطرح
جسطرح کوئی دوست سے ہو ہمکنار دوست

وہ دشمنی کرین تو کرین اختیار ہے
ہمتو عدو کے دوست ہین دشمن کے یار ہین

عدو پر بھی جو اچھے لوگ ہین احسان کرتے ہین
نوازش خاک پر بھی قطرۂ بارانکی ہوتی ہے

دیکر سخی اٹھاتے ہین دنیا کی سختیان
پتھر عوض ثمر کے ثمر ہے نہال کا

بدی کا عوض بد اگر تو کرے
تو انصاف سے کچھ نہ بیجا رہے

مگر بد کا بدلا اگر نیک ہو
تو مشہور عالم مین تو ایک ہو

[illegible]	فلک پر زمین سے ہے جاتا غبار	برستا فلک سے ہے ابرِ بہار
تجلی	بدی کی بدلی ہم نیکی تحمل کرتے رہتے ہین	دکھاتی ہین عدو کو اسطرح جوہر شرافت کا
״	نیکی کا بدلا نیک تو کرنا ہی چاہئے	کرتے ہین نیک لوگ بدونسے بھی نیکیان
״	نہین باز آنیکے ہم نیکیون سے	بدی کرتے جائین بدی کرنے والے
ثاقب	دشمنو نکے ساتھ کر شانِ کریمی اختیار	رزق دیتا ہی خدا مومن سے کافر کو سوا
״	گلی کوچے یہی دولت لٹائی عمر بھر ہمنے	غنی دل ہین ہمین جو کوسنے دینگے دعا لینگے
״	علیؑ نے آپ ہی شربت پلایا قاتل کو	سزا بھی دی تو یہ دی جُرمِ ناسزا کی عوض
״	سائل وہ ہین ہمین جو کوئی گالیان بھی دے	دلسے یہی کہین ترا داتا بھلا کرے
داغ	داغ تو دیکھہ تو کیا ہوتا ہے	جبر پر صبر کیا کرتے ہین
رند	دشمن سے بھی نہین ہی عداوت فقیر کو	اے دوست یان بدی کا عوض بھی نکوئی ہی
سرور	با وصاف خدا موصوف انسان ہین وہی سرور	برائی جو کوئی اُنسے کری اُسکا بھلا کر دین
صبا	کام آتے ہین بدونکے نیک بعدِ مرگ بھی	طعمۂ زاغ و زغن ہین استخوانِ عندلیب
نظیر	دینگے بدلے جفا جفا کے دعا	کوئی ہمکو ستائیگا کب تک
غالب	جو دعی بنے اُسکے نہ مدعی بنئے	جو ناسزا کہے اسکو نہ ناسزا کہئے
״	رہے نہ جان تو قاتل کو خون بہا دیجے	کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہئے
خواجہ وزیر	ہین یہہ سمجھا دعا دیتا ہی مجھکو	لگا جب کوسنے وہ ہاتھ اٹھا کر
یکتا	اُحد مین جب شہادت پائی دندانِ محمدﷺ نے	عوض سنگِ جفا کے یکبیک دستِ دعا اُٹھی

فصل ۳۰ - حسن اخلاق

رباعی ثاقب

مخلوق میں ہیں جو صاحبِ خُلقِ عظیم
خالق کو بھی منظور ہو اُنکی تعظیم
جھکتا نہ بلند ہو کے گر طاقِ حرم
سجدے کی نہ حاصل اُسے ہوتی تحریم

تعلیم حسنِ خلق کرو نہیں تو ہے یقین	بے بازِ طائرونکو گرے باز دار صید	سید
سر جھکائے بے تامّل سرکشانِ دہر کے	جو تواضع سے خمیدہ صورتِ محراب ہو	״
سب سے جھککر ملتے ہیں اہلِ کمال	ہوتی ہے ہر شاخِ پُر اثمار کج	״
جب تواضع ہمنے کی تسخیر عالم ہو گیا	خاتمِ دستِ سلیمان قدِ پُر خم ہو گیا	״ مراد آبادی
جو اچھے ہیں وہ اچھا جانتے ہیں ساری خلقت کو	ہر خوبی جنہیں وہ ہر دم بڑھاتے ہیں مروّت کو	افسون
رنگِ اوصاف نہ نکھرے کیوں کر	حسنِ اخلاق عجب غازہ ہے	مبل
حسنِ اخلاق کو بنا زیور	تاکہ اقبال سے ہو نیک اختر	ثاقب
سب تجھے آنکھ کا کہیں تارا	گُل کے نزدیک دلسے ہو پیارا	״
ہاتھ میں اپنے دلِ خلق کو لینے کیلئے	حسنِ اخلاق سے بڑھکر کوئی تدبیر نہیں	تجمل
اے تجمل ہیں جہانمیں اہلِ جوہر حسبقدر	قتل کرتے ہیں عدو کو خنجرِ اخلاق سے	״
جب ملی جھککر گلے شمشیرِ قاتل رو دیا	آنکھ میں طرز تپاکِ اہلِ جوہر بھر گیا	تسلیم
جو بو نہیں تو نہیں خلق کی گلِ دستار	گلاب سی کہیں خوش رنگ ہیں انار کے پھول	ثاقب
خُلق سے پیش آ تو سب پر فتح پائے	یوں ہے املا ایک خَلق وخُلق کا	״
وہ خُلق سے پیش آتے ہیں جو فیض رساں ہیں	ہے شاخِ ثمردار میں گل پہلے ثمر سے	ذوق
بشر کو چاہیے پاسِ دلِ بشر رکھے	کسیکا ہو کے رہے یا کسی کو کر رکھے	راسخ
گلرخونکا ہے حسنِ خُلق سے اوج	قدر پھولوں کی رنگ و بو سے ہے	نجما

سرور	اس سے کیا بہتر ہے دنیا مین جو حاصل ہو تجھے	اچھا خلق اچھی طبیعت اچھی خو اچھا مزاج
″	ہمیشہ ہے رضامند اُس سے خالق	جو رکھے خلق سے نیک اپنے اخلاق
″	گذار اپنے دن عمر کے چند روز	باخلاق و آداب و لطف و کرم
سوز	خاکساری عاجزی غربت محبت دوستی	جنکے یہہ افعال ہین وہ ہی سعادتمند ہین
نیر	حلم و تواضع دہنر و داد و یاد خُلق	جس شخص مین یہہ وصف نہین وہ بشر نہین
ظفر	ظفر کسی سے بگڑ کر نہین وہ کرتے بات	کہ جنکے واسطے خُلق پیمبریؐ ہے بنا
فدا	ہے اوسکا اے فلک مہ ایمان کمال پر	جو نور مہر خُلق نبیؐ مین سما گیا
″	عروس حسین ہے وہ خُلق حسن	فدا جسپہ اک خَلق کا دل ہوا
فیاض	اعلی نہین ہے حسن تواضع سے کوئی شے	یہہ وہ زمین ہے جسپہ کوئی آسمان نہین
قاسم	دشمن جان کو جو ہو دوست بنانا منظور	حسن اخلاق سے بڑھکر نہین کوئی تسخیر
میر	سب سے مل چل کہ حادثات سے میر	کہین ڈھونڈا ابھی تو نہ پائیگا
	آدمیت کا ہے جوہر حسن خُلق	جھکے چل سب سے جہانتک ہو سکے
ناصر بڑودوی / نفیس	تواضع کر نہال پر ثمر کی طرح دنیا مین	جو منعم ہین فروتن جھکے وہ سائل سے ملتے ہین
یکتا	حسن اخلاق سے چلتا ہوا جادو یکتا	غیر ممکن ہے نہو اُسکا اثر دشمن پر
یوسف بڑودوی	حسن یوسف سے سوا ہے حسن خُلق	اک جہان اسکے خریداروں مین ہے

فصل ۳۲ - خوشنودی از عیبگو

رباعی ثاقب

ہوتے ہین نکات نکتہ چین سے حاصل — تمیز عیوب عیب بین سے حاصل
روشن ہو آئینے سے ہمیں ثاقب — ہوتی ہے صفائی اہل کین سے حاصل

اہل اسلام ہون شیوہ نہین رنجش میرا
میرے دشمن کو مرے عیب بیان کرنے دو

آئینہ بینی کا اِسواسطے ہے شوق مجھے
روبرو میرے مرے عیب بیان کرتا ہے

اے عدو شوق سے سنا مجھکو
عیب گوئی سے تیری شاد ہون مین

کہدو یارو نسے چھپانا عیب کا اچھا نہین
دشمنی لازم ہے جنکو دوستی منظور ہے

چھپے عیب گیری سے سب عیب میرے
ہوئی پردہ ہر بات مین تہ نکل کر

حذر کیا عیب جوئی سے مُبصّرِ جان جاتی ہین
مشاطی سے نکل آتا ہے جوہر اہل جوہر کا

کہے عیب جو اُس سے خوشنود ہو
کہ راضی ترا تجھسے معبود ہو

تری راہ مین جو بتاتا ہے خار
ہے آفت سے رکھتا تجھے برکنار

مرا دشمن بڑا مجھپر کرم واللہ کرتا ہے
مری معیوب باتو نسے مجھے آگاہ کرتا ہے

نقص کر کر کے یاد اپنے ہم
عیب گویو نسے شاد ہوتے ہین

ہر گام عیب میرے کرتا ہے مجھپہ روشن
خضرِ رہِ حقیقت رہزن کو جانتا ہون

اپنے عیبو نپر ہوئی اُسکی بدولت دسترس
کیون نہ دھو دھو کر پیوئین عمر بھر دشمنکے پانو

خوش ہین یون آئینے سے اہلِ صفا
یہہ کسی کی لگی نہین رکھتا

خطا ہے گر خطا پر اپنی نادم ہو نہ دنیا مین
برا ہے گر بُرا کہنے سے بدبین کے بُرا مانے

نکتہ چینون سے کیون نہ خوش ہون جاہ
نکتہ دانی انھین سے آتی ہے

نکتہ چینی کو عداوت نہ سمجھ اے خاطر
ہین وہی دوست جو لغزش سے بچا لیتے ہین

تاکہ عیبو نسے اپنے ہون آگاہ
ہمکو خاطر ہے عیب جو کی تلاش

عیب سے مجھکو بچایا اے رمز
عیب گویونکو دعا دیتا ہون

گر کہے کوئی برا اُنکو کہین وہ نہ بُرا
جو ہین اچھے ظفر اُنکے لئے یہہ اچھا ہے

ظفر	سمجھکر جو برا مجھکو برا کہتے ہیں کہنے دو	کہ سچ ہی میں براہوں وہ بجا کہتے ہیں کہنے دو
منت	کیوں نہ اُس عیب بین کا ہوں ممنون	جو بتائے رہِ صواب مجھے
ناز	دوستوں میں وہ دوست سچا ہے	جو مرے عیب منہ پہ کہتا ہے
یکتا	جو نہیں دوست میرے عیبوں کا	ایسے دشمن پہ جان دیتا ہوں

فصل ۳۴ - رازداری

رباعی ثاقب

ہر چند اُدھر اِدھر کی دنیا ہو جائے	ظاہر نہ مگر حرفِ تمنا ہو جائے
وہ بات نہیں بات جو آئے لب تک	وہ راز نہیں راز جو افشا ہو جائے

امیر	کسی سے رازِ دل اپنا نہ کہئے	کہے قلقل اگر مینا نہ کہئے
״	دیکھنا سبکو نہ کہنا غمِ پنہاں کوئی	مردمِ چشم سا دیکھا نہیں انساں کوئی
״	برنگِ غنچہ پوشیدہ مرا رازِ نہانی ہے	دہن میں سو زبانیں ہیں ولیکن بےزبانی ہے
״	یوں روئیے کہ چشم کبھی اپنی تر نہو	یوں نالہ کیجیے کہ زباں کو خبر نہو
״	درد کو دل میں چھپا لذّتِ جاں کر پیدا	ضبط نالے کو کرے جو وہ زباں کر پیدا
انیس	مرا رازِ دل آشکارا نہیں	وہ دریا ہوں جسکا کنارا نہیں
ثاقب	بات جو حلق سے نکلی وہ ہوئی خلق پہ فاش	دے کبھی بھید نہ انسان کو انسان اپنا
״	آدمی بھید دیکے روتا ہے	راز کا عکس زار ہوتا ہے
״	چھپا تو راز اپنا آپ سے بھی ہم تو پھر کیونکر	گواہی حشر میں دیتا ہر اک عضوِ بدن اپنا
״	ہے زرگل کی قدر غنچے میں	راز وہ راز ہے جو دل میں رہے

گر خاک بھی ہوئیں تو ہوں مٹھی بندھی ہوئی — پردہ ڈھکا ہی رہنے دو مشتِ غبار کا (ثاقب)

جہاں میں حالی کسی پر اپنے سوا بھروسا نہ کیجیئگا
یہ بھید ہے اپنی زندگی کا بس اسکا چرچا نہ کیجیئگا (حالی)

جب سے سُنا ہے راز کھُلینگے جہان کے — لرزاں ہیں دلمیں نام سے روزِ جزا کے ہم (ناظم)

انسان سے جب راز چھپایا نہیں جاتا — دیکھا ہے کہ ہو جاتے ہیں اپنے بھی پرائے (رمز)

اچھا نہیں ہو فاش ہو گر مُدّعائے دل — ایکاش دل ہی دلمیں رہے ماجرائے دل (بیخبر)

جب آپ اپنے راز کو افشا کرے کوئی — کیوں دوسرے کو خلق میں رسوا کرے کوئی (،،)

کھُلتے ہیں کہیں محوِ تماشائے حقیقت — کہتے ہیں کہیں محرم اسرار کسی کی (،،)

مستانِ مئے عشق کسیکی نہیں سنتے — سُنتے ہیں تو کہتے نہیں زنہار کسی کی (،،)

کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو — نہ لائے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو (غالب)

ہوئی رسوا جو لب پر آگیا رازِ نہاں اپنا — شکایت کیجیے کسکی زباں اپنی زباں اپنا (فیاض)

آگے کسی کے راز نہ کہئیے کہ ہے مثل — ہو جاتی ہے زباں سے نکل کر پرائی بات (مصحفی)

رازداری عاشق و معشوق کی آساں نہیں — طرزِ بلبل گوشِ گل بادِ صبا پیدا کرے (منت)

تُربت سے عاشقوں کی نہ اُٹھا کبھی غبار — جی سے گئے مگر نہ گئیں رازداریاں (میر)

جو آنسو آئیں تو پی جا کہ تا رہے پردہ — ملی ہے چشم ترا افشائے راز کرنے کو (،،)

یہ رازِ عشق و محبت کو ہے چھپائے ہوئے — ہم اپنے دل کو کلیجے سے ہیں لگائے ہوئے (یکتا)

رازِ دل کہکر کسی سے تو نہ کھو اپنا بھرم — بند مٹھی لاکھ کی ہو کھل گئی تو خاک کی (یوسف)

فصل ۳۵ - فوائد صحبت نیکان

رباعی ثاقب

روشن ہی کہ جرمِ ماہ تابان ہی سیاہ	چمکاتی ہی اُسکو مہر کی ایک نگاہ
ناقص پہ یہ ہی صحبتِ کامل کا اثر	ہو جاتی ہی قلبِ ماہیت تک واللہ

شاعر	مصرع اول	مصرع ثانی
آتش	اگر نام آوری مقصود ہی نیکو نسی صحبت رکھہ	ہوا ہی شہرۂ آفاق لفظِ طیب سنبل سے
؍؍	چندی مین پاک صحبتِ طاہر سے ہو نجس	سِرکہ نمک سے چار گھڑی مین شراب ہو
امیر	دہر مین نیکو نکی صحبت سی بدونکو ہی گریز	عدل ہو جس ملک مین فتنہ وہان رہتا نہین
؍؍	بدلجاتی ہی طینت اتحادِ اہلِ رفعت سے	ہوا ہی آبِ آتش چشمۂ خورشید روشن مین
؍؍	ای مسیحا تیری صحبت مین اگر دو دن رہے	طوطیو نکو بند کر دے آئینہ تقریر مین
امیر	سن جو آمیر ایدل کہی تا پھر نہ تو صدمہ سہی	ناقص نہ پھر ناقص رہی بیٹھو اگر کامل کی پاس
؍؍	غبارِ جہل اُڑا دیتا ہی فیضِ صحبتِ کامل	شعاعِ مہرِ تابان کم نہین سائی کو شہپر سے
؍؍	سگِ اصحابِ کہف انسانکی زمری مین شامل ہی	بُرا بھی ہی تو اچھا ہی اگر اچھو نمین داخل ہی
افسون (بنارسی)	بے مُربّی کے مربّا نہین ممکن افسون	پنجۂ مہر سے ہو چرخ نشین شبنم
برق	یہ سچ ہی ملکی نیکو نسی بُرا بھی نیک ہوتا ہے	ہما ہو جای جو پہنچے ہما تک استخوان ہو کر
؍؍	خُرد کو ربط بزرگو نکا بڑھا دیتا ہے	قطرہ دریا سی جو ملجای تو دریا ہو جائے
تسلیم	سخت دلکو نور کر دیتے ہین اربابِ ضیا	مہر کے فیضِ نظر سے لعل پتھر ہو گیا
ثاقب	مصفا دلکو کر دیتی ہی صحبت پاکبازونکی	سیاہی نامۂ عصیانکی دہلجاتی ہی اشکونسے
؍؍	صحبتِ اہلِ ضیا مین عیب بنتا ہی ہنر	دہر مین داغِ کفِ موسیٰ ید بیضا ہوا
خاطر	اُسکے جویا مین وہی جنکو خدا دی توفیق	کب ہی فردوس سی کم صحبتِ نیکان خاطر
ذوق	صحبتِ اہلِ صفا دیتی ہی سرکش کو اُلٹ	نخل پانی مین نگونسار نظر آتا ہے

فیض کامل سی پہونچتا ہی یونہین ناقص کو / جسطرح عکس سے خورشید کے ہو بدر ہلال
مس عیب بشر کیواسطے اکسیر ہے گویا / بنا دیتی ہی کندن واقعی صحبت بزرگونکی
خراب و خوار ہین سلطان شکستہ حال امیر / کسی فقیر سے شاید کہ صحبت انکو نہین
آدمیت سے تمھین میسر ہو کیونکر بہرہ / تمنے صحبت نہین رکھی کسی انسانکے ساتھ
صحبت نیکان بدونکو دیتی ہی غمسے نجات / تیرتا ہی چوب کے ہمراہ آہن آب مین
بدکو بھی اپنے رنگ پہ لاتے ہین پاکباز / ہوتے ہین پڑکے آگ مین میلے ظروف سرخ

فصل ۳۶ بی بہرہ از صحبت نیکان

رباعی ثاقب

صحبت مین ہی نیکونکی بلاشک تاثیر / ساتھ اسکے مگر لگی ہوئی ہی تقدیر
اک عمر ابو جہل ابو جہل رہا / لائی رہ راست پہ نہ کوئی تدبیر

صفا ہوا نہ ریاضت سے نفس امارہ / کوئی نجاست سگ کا ازالہ کیا کرتا
فیض نیکو نسے نہو انکو وہ جو ہین بد سرشت / کیا کرے باران زمین شور مین اشجار سبز
تیرہ روزان ازل کو نور سی بہرہ نہین / شور اکثر کرتے ہین کوے شب مہتاب مین
بد سرشتونکو نہ نیکونکا اثر ہو ہرگز / صحبت گل سی نہو وین کبھی خوشبو کانٹے
کمظرف کو نہین کچھ اہل دول سی حاصل / دریا سے جام خالی لے کر حباب نکلا
فیض کامل سی نہین ہوتی ہین ناقص بہرہ مند / جان ڈالی کب مسیحا نے کسی تصویر مین
عین دریا مین نہین برگشتہ قسمت کامیاب / کیا ہی گردش کی سوا گرداب کی تقدیر مین

اسیر	جہانمین بہر کسبِ فیض استعداد لازم ہے	ہنوز زندہ کبھی بابلی کی مچھلی آبِ حیوانمین
״	عیبِ اصلی صحبتِ کامل مین بھی جاتا نہین	کب مٹی ظلمت حروفِ سورۂ والنور سے
״	ہین فیضِ اہلِ فیض سے محروم بد زبان	دُردی کی عین آب مین مٹی خراب ہے
انیس	شست و شو سے گو ہوا اُجلا رذیل	جامۂ اصلی مین دھبّا رہ گیا
برق	ملایم سخت طینت برق کب صحبت سے ہوتی ہین	زبانکے وصف پیدا ہو نہین سکتے ہین دندانمین
تسلیم	فیضِ صحبت سے کوئی ادنیٰ ہو اعلیٰ کیا مجال	آدمی ہوتا نہین ممکن کبھی ہمزاد کا
״	کامل سے ہو مریضِ ازل کی دوا محال	رعشہ مسیح سے نہ گیا آفتاب کا
	کجی کافر کی اے تسلیم کیا کوئی مٹائیگا	نکل سکتا نہین شانے سے بل گیسوئے پرخم کا
״	روک دستِ تربیت کو قابلیت گر نہو	حشر تک صیقل سے بینا دیدۂ جوہر نہو
ناسخ	پاک طینت گر بدل دین اصلِ غیر	کیون حرم مین آبِ زمزم شور ہو
״	غیر ممکن ہے نظر آئے اوسے کچھ نیک و بد	مہر و مہ گر کورِ مادرزاد کی عینک بنین
״	بچیون پر صحبتِ عیسیٰ نفس گر کام دے	جان ڈالے موسمِ گل بلبلِ تصویر مین
	لگا کر آنکھ سے رکھین اگر یعقوب بھی برسون	سیاہی سورۂ یوسف کی ہو نہین سکتی
ذوق	صحبتِ عیسیٰ بنائے خر کو انسان کسطرح	تربیت سے واقعی نااہل دانا کب بنے
״	صحبتِ اہلِ صفا سے تیرہ دل کیا صاف ہون	زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہے آہن آب مین
״	ناقص کا صفا کیش سے مطلب نہ بر آئے	جو کور ہو عینک سے اُسے کیا نظر آئے
ظہیر	نہو غولِ بیابان تربیت سے خضر کی انسان	ہوئی ناقص بھی ہین کامل کہین صحبت سے کاملکی
ماہر	ہین جو آہن دل اثر صحبت اُنھین کرتی نہین	آگئی کسدن گدازی شمع کی گلگیر مین
مخمور	کرے کیا صحبتِ نیک اُنپہ تاثیر	ازل سے جنکی طینت مین بدی ہے

ہجو

صحبتِ پاکدلان اصل کو کھوئی کیونکر ۔۔۔ داغ لالہ کبھی شبنم سے مٹا ہے نہ مٹے

فصل ۳۷ - بیان ادب

رباعی منت

زندیق نہو حفظ مراتب کو نہ چھوڑ ۔۔۔ ایسونسے نہ مل اپنے مراسم کو توڑ
ہے کفو سے باہر نہ ادب ہو جسمین ۔۔۔ ہڈی نہو اچھی تو ہی رشتہ بے جوڑ

بیٹھیگا جو آگر ترے درویش کے آگے ۔۔۔ زانوئے ادب سے سرِ خاقان نہ اُٹھیگا
بے ادب گورِ غریبان نہین ذرا دیکھکے چل ۔۔۔ ورنہ زیرِ قدم آجائیگا سر ایک نہ ایک
رہِ طلب مین ادب ہی سے سرفرازی ہے ۔۔۔ مزہ کلیمؑ سے پوچھو برہنہ پائی کا
ادب انسانکو وہ دولتِ لطفِ الٰہی ہے ۔۔۔ کہ جو خوگر ہے اسکا اُسکے سر پر تاجِ شاہی ہے

عقل کہتی ہے ادب ایمان ہے ۔۔۔ یہہ نہین جسمین ہو وہ بیجان ہے

جھک جھککے ملتے رہتے ہین دنیا مین سبسے ہم ۔۔۔ آگاہ جب سے ہو گئے شانِ ادب سے ہم
کب وہ انسان ہے نہو جسکے دلمین خو آداب کی ۔۔۔ ہوتی ہے والا گہر مین آبرو آداب کی
عزت جہان مین اُسکی بدولت جو پائین ہم ۔۔۔ ممکن نہین ادب سے کبھی منہ پھرائین ہم
یون رہا پاس ادب راہِ طلب مین مانع ۔۔۔ پانو تو پانو کبھی سر بھی اوٹھا کر نہ چلے
مسادی ہو کہ اعدادِ ادب سے یہہ ملا رتبہ ۔۔۔ کہ گھیرا سبعۂ سیارہ نے ساتون آسمانونکو
جھکا جو سر تو زمانے مین سرفراز ہوا ۔۔۔ ادب سے پائی فلک نے ترقیٔ معکوس

اگر پاس ادب رہتا تو شیطان ۔۔۔ پہنتا طوقِ لعنت کیون گلے مین
پانو کا کام یہان آنکھ سے لینا ہے ضرور ۔۔۔ بے ادب منزلِ تسلیم کو پہونچے کیونکر

ملک سجدہ کرین آدم کو کیا بندہ نوازی ہے — دیا بندیکو اپنے اُسنے خود آداب اپنا سا — ذوق

ہے ادب روح جسمِ خاکی مین — گر ادب ہی نہین تو جان نہین — رمز

تمیز نیک و بد ہوتا ہے ای شاد — جہانمین باادب و بے ادب سے — شاد

ادب ہے جامۂ انسانیت گر اسکو تمیز — وگرنہ خلقتِ انسان بھی ایک حیوان ہے — صادر

ظہیر راہِ فنا مین نہین مجالِ کلام — چلے چلو سرِ آداب کو جھکائے ہوئے — ظہیر

شمعِ محفل سے سیکھ لے آداب — گر ہے خواہان کہ نام روشن ہو — فدا

بے ادب چشمِ خلایق سے گر جاتے ہین — دیدۂ دل مین جگہہ اہلِ ادب پاتے ہین — ر

گر نہ آداب مین کمی قنبر — جسکو جو کچھ ملا ادب سے ملا — قنبر

عزت بھی بعدِ ذلتِ بسیار چھیڑ ہے — محفل مین جب خفیف کیا پھر ادب ہی کیا — میر

خمیدہ ہو کے ہر شاخِ ثمر بھی بیخ کی جانب — اشارہ کر رہی ہے یون جھکو اپنی بزرگون کو

فصل ۳۸ - مذمت معصیت

رباعی منت

جس قوم مین ہوتی ہے گنہ کی کثرت — فوراً ہی بدلجاتی ہے اُسکی حالت
لازم ہے ہر انسانکو اصلاحِ خیال — ہوجاتی ہے معصیت سے مسخ صورت

اعضا گواہی دینے کو حاضر ہین روزِ حشر — ڈرتا ہے کیا سمجھ کے یہ انسان گناہ پر — آتش

مرضیٔ خالقِ علّام معاصی مین کہان — تنگ بندے سے ہوا آقا جو کری کام خراب — امیر

انسانکو چاہیے کہ بری ہو گناہ سے — اندیشہ کیا بلالؓ کو روئے سیاہ سے

ایمان کہان جو تابعِ ابلیس دل ہوا — کیسی متاع دزد سے جب کاروان ملا — ر

کسر و ز دستِ کشِ عمل زشت سے ہوا	توبہ کو بھی خراب گنہگار نے کیا	رشید
کشتیٔ جسم گناہونسے بہت بھاری ہی	ڈوب کر بحرِ فنا مین یہ اُچھلینگی نہین	"
مین وہ سیاہکار ہون جب سے ہوا ہون دفن	چلاّتی ہو زمین مری مٹی خراب کی	رشید
خدا تو عفو کری بار بار دیکھکے جرم	غضب ہی باز نہ بندہ قصور سے آئے	"
ہو صغیرہ بھی سمجھکر تو کبیرہ ہے گناہ	ناسمجھ ہوتے ہین چھوٹی تو سمجھدار بڑے	ثاقب
شبستان کب بنا زندان مہِ کنعان کو جلوونسے	سیہ کارونکے دلمین کیا اثر ہو نور ایمانکا	"
جب گنہ لہرائے دلمین نور عرفان چھپگیا	سچ تو ہو کب سامنے کالی کے جلتا ہے چراغ	"
گناہ بولے مین گھبرا گیا جو روزِ حساب	ابھی تو پرسشِ اعمال تھی عذاب نہ تھا	جلال
فرطِ عصیان سے صفا کیون نہو دلکی زایل	چاند چُھپ جاتا ہی جو وقت گھٹا آتی ہی	خلیل
میری گناہونسے مری تربت بھی تنگ ہے	تربت نہین ہی حلقۂ کامِ نہنگ ہے	راسخ
وہ سیہ کار ہون کہ کالا منھہ	تختۂ گور آبنوسی ہے	"
چھپکے اے عاصی کئی کسواسطے تو نے گناہ	جب خدا تیرے مقابل دیکھتا موجود تھا	سرور
تو بندہ ہوکے نہین حق کی بندگی کرتا	ذرا تو شرم کر اے مردِ بیحیا صورت	"
جانکر جو گناہ کرتے ہین	خود کو خود ہی تباہ کرتے ہین	شوق دہلوی
ہر بُنِ مو سے صدا آتی ہے توبہ توبہ	مین سیہ کار جو کرتا ہون قضا طاعتِ شب	صبا
وہان کی مخلصی ای والے قسمت ہو تو کیونکر ہو	کہ مین آلودۂ عصیان ہون حسرت ہو تو کیونکر ہو	ظفر
نہوتی سر پہ یہ گٹھری ظفر گناہون کی	بلا سے اور اگر ہوتا لاکھہ من کا بوجھ	"
کچھہ دردِ معاصی کی دوا ہو نہین سکتی	ہمدرد سے یہہ درد اُٹھایا نہین جاتا	نسیم
یہہ ممکن ہی کہ زاہد ہم نہ پوچھے جائین محشر مین	ہمارا نام بھی ہوگا گنہگارونکے دفتر مین	"

پہلے جو ظہیر اپنی سیہ روزی اعمال — تاریک شب غم سے سوا روز جزا ہو — ظہیر

نہ چھوٹا ظہیر آہ داغ معاصی — تنگ آگئے ہم اسے دھوتے دھوتے — "

آکے دنیا سے یہ تحفہ لیچلے ہم روسیاہ — ہاتھ مین اعمالنامہ بار عصیاں پشت پر — عشقی

جانتا ہون ثواب طاعت و زہد — پر طبیعت ادھر نہین آتی — غالب

داغ عصیانسے تو بچا دامن — دے نہ تکلیف آب رحمت کو — فدا

بے گنہ مستحق جنت ہے — ترک عصیان بڑی عبادت ہے — "

ہم عاصیونکو بعد فنا بھی یہ خوف ہے — تختہ الٹ نہ جائے زمین مزار کا — قلق

حساب کا ہیکا روز شمار مین مجھ سے — شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گناہونکا — میر

بہت ہرزہ گوئی کی یان میر صاحب — کرو اُسکے کچھ منھ دکھانیکی باتین — "

کرتی ہی ضایع عبادت کو سیہ کاری مری — سجدہ مین حاصل نہین جز داغ پیشانی مجھے — ناسخ

کسیکی خانہ ویرانی نہین کرتا وہ عادل ہے — جو عابد کیلئے جنت تو عاصی کیلئے دوزخ — نامی

روز و شب کر گناہ اے یکتا — گر جہنم کی ہے ہوس دلمین — یکتا

فصل ۳۹ بیان عذر گناہ

رباعی ثاقب

مین ہون وہ گناہگار توبہ توبہ — عصیانکو ہے مجھسے عار توبہ توبہ

توبھی مری حقمین اب کمی کرتا ہے — اے دیدۂ اشکبار توبہ توبہ

توبہ کرنی ہی گناہونسے تو کرلے غافل — ورنہ فرصت ہی دم باز پسین تھوڑی سی — تعشق

روسیاہی کی خجالت ہمین کر دیگی سفید — شب تاریک مین امید سحر رکھتے ہین — امیر

روئے اب یہ گناہوں سے پشیمان ہوکر
غرق بحرِ عرقِ شرم ہیں ہو ہر واعظ — رحمہ

شرمِ عصیاں نے کیا خاک کو پانی پانی
ہم تیمم نہیں کرتے ہیں وضو کرتے ہیں — رر

خود وہ مجرم ہیں جو مجرم مجھے کہتے ہیں اسیر
کس گنہ پر ہیں گنہگار پشیمان نہ ہوا — رر

گناہوں کو کیا یوں دور میری آہ حسرت نے
ہوائے تند ہیں برگِ خزاں جسطرح جھڑتی ہیں — رر

شرمِ گناہ سے جو ہوئے ہم عرق عرق
پنکھا نسیمِ گلشنِ فردوس جھل گئی — رر

اے چشمِ تر ابھی سے مناسب نہیں کمی
اتنا تو رو کہ نامۂ اعمال سادہ ہو — رر

پھر اوسکی شانِ کریمی کے حوصلے دیکھے
گناہگار یہ کہدے گناہگار ہوں میں — رمیہ

قابلِ عفو ہیں آلودۂ عصیاں ہو لوں
اے اجل صبر کر اتنا کہ پشیماں ہو لوں — رر

دل میں جو داغ ہیں ندامت کے
پھول ہیں سب یہ باغِ جنت کے — رر

نادم جو ہوا جرم پہ رحمت کا ہوا جوش
کی میری شفاعت مرے اقرارِ خطا نے — رر

سب عیب ایک اشکِ ندامت سے مٹ گئے
ساری سیاہی دھل گئی روئے سیاہ سے — رر

ہے بخشنے نہ بخشنے میں اسکو اختیار
تو ہے گناہگار کہے جا خطا ہوئی — رر

گنہ کا بوجھ جو گردن پہ ہم اٹھا کے چلے
خدا کے آگے ندامت سے سر جھکا کے چلے — رنمیں

قلب میں داغوں کے گل دامن میں اشکوں کے گہر
ہم یہ ہدیہ لیکے جائینگے خدا کے سامنے — رر

اُسکی بخشش کا سبب اشکِ ندامت ہیں مجھے
آبِ باراں سے نجس جامۂ تن پاک ہوا — برق

خدا کا بحرِ کرم جوش زن ہوا کیا کیا
بہا یا آنکھوں سے جب اشکِ انفعال کبھی — تجمل

فضل مولیٰ اُسکا طالب ہو گیا
جو گنہ سے اپنے تائب ہو گیا — رر

خرمنِ جرمِ فراواں کو جلانے کیلئے
برقِ سوزاں سے نہیں کم ہی شرارِ توبہ — رر

سیاہ نامۂ اعمال ہو سفید ترا
جو اپنے اشکِ ندامت سے شست و شو کر لے — رر

ثاقب	کلیدِ دوزخ و جنت اُنھین کی ہاتھ مین ہے	گناہ کرکے جو عذرِ گناہ کرتے ہین
〃	خدا سے بھی خطائین بخشواہی لین مری آخر	یہہ طفلِ اشک پھر سُنتا ہی کسکی جب مچلتا ہے
〃	عرقِ موت کے قطرونکی گنہ سے یہہ ہٹ	ق　کہ یونہین ہم ترے بیمار کو لے ڈوبینگے
〃	اور رو رو کے مچلنا یہہ ہمارا پیہم	ہمتو ڈوبے ہین مگر یار کو لے ڈوبینگے
〃	اُٹھا لینگے مرے اشکِ ندامت	سیہ نامے کے دھبے آستین سے
جلال	اک اک عملِ زشت کی گھڑیون ہے ندامت	یہہ شغل جلال آٹھ پہر خوب ہے میرا
حمید	روکے دنیا مین مٹا فردِ گنہ دنیا کی	آج کا کام عبث کل پہ اُٹھا رکھا ہے
خلیل	ہو دل سے عذرخواہ جو انسان قصور کا	بخشے حضورِ قلب تقرب حضور کا
داغ	نویدِ بخششِ عصیان اُسے سُنا دینا	جو شرمسار کہین داغِ روسیاہ ملے
〃	دمِ اخیر ہے اے داغ توبہ کر توبہ	کہ روسیاہ ابھی اختیار باقی ہے
راسخ	گرے جب اشکِ ندامت تو غیب سے راسخ	صدا یہہ آئی کہ عذرِ گنہ پسند ہوا
سرور	گنہ آجائین اپنے جب تجھے یاد	بہت افسوس کر اے مردِ دانا
〃	عفوِ گناہ کے لئے حق کی جناب مین	منت بہت سی چاہئے اور بیشمار عرض
شوق دہلوی	گنہ سے کرلے توبہ جلد اے شوق	وگرنہ دیکھ پچھتانا پڑیگا
صابر	ونہین کرتے ہین جو اے صابر گناہ	راتکو رو رو کے دھو لیتے ہین ہم
ظفر	بجز شرمندگی چشمِ عنایت ہو تو کیونکر ہو	کہ دی اشکِ ندامت جوشِ رحمت ہو تو کیونکر ہو
〃	روسیاہی کو جو دھوئے نامۂ اعمال کی	اے ظفر اپنے وفورِ اشکِ چشمِ تر سے دھو
بیخود	تردامنی نے نامۂ عصیان ڈبو دیا	فردِ گناہ مٹکے سیاہی مین رہگئی
〃	زاہد کو طاعتو نسے ہے جس شے کی جستجو	رندِ سیاہکار کی وہ التجا مین ہے

دکھادی اے گریۂ ندامت کہ پانی پانی ہوا بر رحمت ۔ وگرنہ یہ جوشِ اشکِ چشم پر آب ہم لیکے کیا کرینگے

عجب کیا بدرِ کامل شرمِ عصیاں سے خدا کردی ۔ ہلال آسا ہوا فیاض میرا منھ گریبانمیں

بخشا خدا نے خجلتِ تقصیر پر مجھے ۔ میرا گناہ آج بڑھا ہے ثواب سے

نہ کیوں ہو سکتہ سا مجھپہ طاری گنہ سے ہے وہ شرمساری ۔ مثالِ فوارہ ہے جاری گیا قدم تک عرق جبیں کا

یہ منفعل میں گناہوں سے تھا دمِ گریہ ۔ کہ تر عرق میں مری آنسوؤں کا تار رہا

شرمِ گناہ کم نہیں بارِ گناہ سے ۔ اٹھتی نہیں زمیں سے گنہگار کی نظر

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ۔ سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

پاک کر آپ کو ناصح عرقِ خجلت سے ۔ انفعال اپنا شفاعت ہے گنہگاروں کو

اسکے باعث سے وہ ہو جاتے ہیں بجرم و خطا ۔ قدر توبہ کی نہ کیونکر ہو گنہگاروں کو

نہو ہمکو امیدِ بخشش کی کیونکر ۔ گنہ کرکے اک عمر نادم رہے ہیں

محشر میں مغفرت ہوئی عذرِ گناہ پر ۔ رحمت نے خاک ڈالدی فردِ سیاہ پر

فصل۴۰ بیان امید رحمت

رباعی انیس

دولت کی نہ خواہش ہے نہ زر چاہتے ہیں ۔ نے مال نہ اسباب نہ گھر چاہتے ہیں

جو مزرعۂ آخرت ہے وہ خشک نہو ۔ ہاں اک تری رحمت کی نظر چاہتے ہیں

کبھی ہمیں بھی امیدِ نجات ہوتی ہے ۔ سنا ہے ہمنے کہ اللہ ہے رحیم بہت

دنیا میں وہ اسیر ڈرے کیا گناہ سے ۔ جسکی نظر ہو رحمتِ ربِّ غفور پر

جب سے سنا ہے اسکا غفور الرحیم نام ۔ کافر ہو جسکو شبہ ہو اپنی نجات میں

ریہ	دھو جائینگے یہ قلزمِ رحمت مین اے اسیر	دھبے کہین کہین ہین کفن مین تو کیا ہوا
//	قبر دیگا فنا کے بعد وسیع	مالکُ الملک ہے خدا میرا
//	گدا کو دم مین ملجاتا ہے رتبہ بادشاہی کا	رہے انسان ہر دم منتظر فضلِ الٰہی کا
//	بلبل خدا رحیم ہے صیاد سے نہ ڈر	یہ تیری گھات مین ہو اجل اِسکی گھات مین
//	امید وارِ چشمِ عنایت ہین دیر سے	ہوجاے صاد فرد ہمارے گناہ کی
امیر	کُھلا ہے بابِ اجابت دعا تو کر غافل	درِ کریم سُنا ہے کبھی کہ بند ہوا
انیس	کہہ دونگا صاف حشر مین پوچھیگا گر خدا	لاکھون گنہ کیے تیری رحمت کے زور پر
//	نشیمن بھی دیگا وہ فردوس مین	ترا جسنے ویران مکان کردیا
تسلیم	کسکی آمرزش نے بخشے بیگناہی کے مزے	بڑھ گیا کچھ اور دل کو حوصلہ تقصیر کا
ثاقب	عصیان کے ولولے کچھ گھٹتے چلے تھے لیکن	لاتقنطوا سنا کر پھر حوصلہ بڑھایا
//	کریم تیرے کرم پر غرور مین نے کیا	کیا قصور تو کیا کچھ قصور مین نے کیا
//	آغوشِ کرم دیکھکے خالی سرِ محشر	مچلا ہے بُری طرح گنہگار کسی کا
//	کریم اپنے کرم کا شمار کرلے آپ	حساب پوچھ نہ مجھسے مرے گناہونکا
داغ	کیون نا امیدِ عفو ہون کیا یہ سُنیگا وہ	اِسکا نہ بخشنا تری رحمت سے دور تھا
نسیم	اُسکے دینے کے ہین ہزار طریق	رحمتِ حق سے نا اُمید نہو
نظیر	اک اک خطا شعار سے رحمت کو ہے لگاؤ	اُلجھا ہے خار خار سے دامن نسیم کا
//	کیا کیا ہے آسرا ترے عفوِ عمیم کا	ارمان حشر تک ہے گناہِ عظیم کا
//	ہمسے سیاہکار بھی امیدوار ہین	وسعت بہت ہے رحمتِ پروردگار مین
//	خطا پر لطف کی امید کیا سادی ہین دیکھو تو	خدا کو بھی پسند اپنی گنہگارونکی باتین ہین

مزہ تو جب ہی بروزِ محشر یہ جوش رحمت پکار اُٹھے	کہ جاؤ لیجاؤ عاصیونکو حساب ہم انکا کیا کرینگے	ظہیر
اک خدائی کہا کرے قہّار	ہمتو اسکو غفور کہتے ہین	〃
روپوش ہم بھی حشر مین ہو جائینگے کہین	دامن بڑا ہے رحمتِ پروردگار کا	فیاض
یارب ترے سوا مجھے بخشیگا کون آج	میدانِ حشر مین یہ کہونگا پکار کے	〃
زاہد تو بخشے جائین گنہگار منھہ تکین	اے رحمتِ خدا تجھے ایسا نہ چاہیے	مضطر
تمھین تو زہد و ورع پر بہت ہے اپنے غرور	خدا ہے شیخ جی ہم بھی گناہگارون کا	میر
حق کے دینے کو چاہیے ہے کیا	یان نہ اسباب نے ہنر ہے شرط	〃
اک رحم پر اُسیکے موقوف ہے کہ یان تو	نے اشک مین سرایت نے آہ مین اثر ہے	〃
خیال چھوڑ دے واعظ تو بیگناہی کا	رکھے ہے شوق اگر رحمتِ الٰہی کا	〃
یہان نہ زہد نہ تقویٰ نہ بندگی	امیدِ مغفرت ہے فقط اُسکی ذات سے	بیکل

فصل ۴۱ - بیان قضا و قدر

رباعی ثاقب

ممکن ہے کہ منھہ مانگی قضا ملجائے	ممکن ہے کہ قسمت سے سوا ملجائے
تدبیر سے انسانکو انسان نہ ملے	تقدیر مین گر ہو تو خدا ملجائے

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھہ نہین سکتا	وہ نادان ہے جسے خوفِ کراما کاتبین آیا	رتن
پاس اپنے وعدے کا اوپر سمجھتا ہون اُسے	دور ہو ہر چند مجھسے سیکڑون منزل قضا	〃
تدبیر ایک کام مین ہمنے نہ کی کبھی	جو کچھہ ہوا وہ خواہشِ تقدیر سے ہوا	اسیر
اُسکو منظورِ نظر ہے اور کچھہ ہوتا ہے کچھہ	ہنستی ہے تقدیر کیا کیا صاحبِ تدبیر پر	〃

امیر　ضربِ شمشیر قضا کی اس سے رُکینگی نہین	غافلو کچھ جوشنِ تدبیر کی حاجت نہین
،،　دشمن جو ہو قوی تو مددگار کیا کرین	لشکر سے کیا رکیگی قضا بادشاہ کی
،،　جو قسمت مین نہو ہرگز نہین ملتا ہی انسانکو	سکندر نے بہت ڈھونڈا نہ پایا آبِ حیوانکو
،،　نہ علم ہو نہ ہنر ہو نہ فضل ہو نہ کمال	یہ ایک بات بشر مین نہو مقدّر ہو
،،　دست و پا ہم کیا ہلائین جو رضا اللہ کی	وہ کرین تدبیر جو قائل نہین تقدیر کے
امیر　کیا جانئے آجائیگا کس روز وہ جلّاد	انسان کو معلوم نہین وقت قضا کا
،،　کب خزانہ غیب کا ملتا ہے بے قسمت امیر	چھانتا ہے خاک ناحق خواہشِ اکسیر مین
برق　مقدر مین جو ہے وہ ہوگا ضرور	کہ آئی ہوئی موت ٹلتی نہین
تابؔ　قضائے الٰہی مین جو لکھ گیا	نہین کوی ہرگز اُسے جھیلتا
،،　قلم سے جو تقدیر کے ہے رقم	نہین ہونیکا اُسمین کچھ بیش و کم
تسلیم　ہر عقدہ کشا عقدۂ قسمت سے ہی ناچار	یہہ بات مرے ہاتھ انااِہل سی گی ہے
ثاقب　زور قسمت پہ چل نہین سکتا	موت کا وقت ٹل نہین سکتا
،،　عجب پیچ ہی کچھ منشیِ تقدیر کا خط بھی	نہ کھلتا ہی نہ مٹتا ہی نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی
،،　مردِ دانا نہین ہی لیتے شہِ خاور کا تاج	بس اگر چلتا کسی تدبیر سے تقدیر پر
،،　کلیدِ قفل مرگ و زیست یا گنجینۂ قسمت	اگر قبضے مین آجاتے تو ہر بندہ خدا ہوتا
داغ　تدبیر سے قسمت کی بُرائی نہین جاتی	بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہین جاتی
امیر　کعبے کی ہی ہوس کبھی کوئے بتان کی ہے	مجھکو خبر نہین مری مٹی کہان کی ہی
ذوق　لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے	اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے
،،　تدبیر نہ کر فائدہ تدبیر مین کیا ہے	کچھ یہہ بھی خبر ہے نری تقدیر مین کیا ہی

غافلو

غافلو تقدیر کا رونا عبث ۔ سب گلہ بیجا ہی سب شکوہ عبث صبا
کام اپنے چھوڑ دے تقدیر پر ۔ عقل آرائی نہ ای نادان کر ،،

خود غلط انسان رہتا ہی عبث تدبیر مین ۔ غیر ممکن ہے تصرّف ہو خط تقدیر مین ،،
حقیقت مین کسی تدبیر کے قابل نہین ہوتے ۔ یہہ کیا ممکن کہ فرق ایدل خطِ تقدیر مین آئی ،،
اس سرای ظاؔفر کہان جائیگا کوئی بھاگ کر ۔ ہے قضا فرمان گویا کاتبِ تقدیر کا بکاؤ
تدبیر کو سَو طرح کی تدبیر سے بدلون ۔ تقدیر کو کسطرح سے تقدیر سے بدلون ظفر
جو کہ ہی قسمت مین ہونا ہوگا آخر کو وہی ۔ ای ظفر کیا اِسکا شکوہ یون ہوا یا یون ہوا ،،
پابندئی ہستی ہو ظہیر آہ عجب قید ۔ جا سکتے نہین گنبدِ بیدر سے نکلکر ظہیر
بے جوہری کو نا زہین جوہر کی سامنے ۔ چلتا نہین کمال مقدر کے سامنے ،،
بنائے سی کہین تقدیر بنتی اور بگڑتی ہو ۔ مگر تقدیر سے تدبیر بنتی اور بگڑتی ہے ،،
تقدیر کے بگاڑ سنوارے نہ جائینگے ۔ تدبیر جھینکتی ہے مقدر کے سامنے ،،
ہمنے افلاک کو سَو رنگ بدلتے دیکھا ۔ پر مقدّر کے نوشتے کو نہ ٹلتے دیکھا فقیہ
آگاہ نہین انسان ای میر نوشتے سے ۔ کیا چاہئی ہو پھر جو قسمت کا لکھا جانے سہ
جینے مین اختیار نہین ورنہ ہمنشین ۔ ہم چاہتے ہین موت تو اپنی خدا سے آج ،،

فصل ۴۲ - بیان سعی و تدبیر

رباعی حالی

کوشش مین ہی شرط ابتدا انسانسے ۔ پھر چاہیے مانگنی مدد یزدانسے
جبتک کہ نہ کام دست و بازو سے لیا ۔ پائی نہ نجات نوحؑ نے طوفانسے

امیر	عدم سے آکے دنیا میں بجا فکرِ معیشت ہے	مسافر کو تلاشِ آب و نان ہوتی ہے منزل پر
"	راحت کی ہے جہان میں طمع عمر بھر عبث	مزدور کو ضرور ہے محنت تمام روز
"	آسمان کرتا ہے گردش تب عیان ہوتا ہے صبح	خشک روٹی شام تک بے دردِ سر ملتی نہیں
"	فروغ جان کبھی بے محنت وملال نہیں	وہ آفتاب نہیں ہے جسے زوال نہیں
"	بے مشقت نہیں ہوتی کبھی راحت حاصل	غرقِ دریا ہوا غوّاص تو گوہر پایا
امیر	وصلِ بت ہوتا نہیں ہے یا خدا ملتا نہیں	ڈھونڈنے پر آدمی آئے تو کیا ملتا نہیں
"	ملتا ہے مشقت سے ترا دامنِ دولت	بے توڑے ہوئے پاؤن یہ آتا ہے کہان ہاتھ
ثاقب	آہی جاتی ہے نظر صورتِ امید و یاس کی	جلوہ گر تقدیر ہے آئینۂ تدبیر مین
"	نہ دے ہاتھ سے دامنِ سعی انسان	اسی مین خدائی اسی مین خدا ہے
"	کیون شکارِ غیر کا ہے منتظر	شیر ہو کر تو سگِ منزل نہ بن
حالی	بن آئیگی ہرگز نہ یان کچھ کئے بن	جو کچھ کاٹنا ہے تو بونا پڑیگا
"	بشر سے کچھ ہو سکے نہ حالی تو ایسے جینے سے فائدہ کیا	ہمیشہ بیکار تجھکو پایا کبھی نہ سرگرمِ کار دیکھا
"	جب دیکھئے حالی کو پڑا پائیے بیکار	کرنا اسے باقی یہی اک کام ہے گویا
حسرت موہانی	غیر کی جدّ وجہد پر تکیہ نہ کر کہ ہے گناہ	کوششِ ذاتِ خاص پر ناز کر اعتماد کر
سرور	ہر ایک کام مین کر ایسی پہلے سے کوشش	کہ پائے خوبی سے انجام انتہا ہر کام
صادر	اک نہ اکدن اُسے ہاتھ آئیگا وہ کام ضرور	سعی کرتا رہے جس کام مین انسان دلسے
"	اصل مین تقدیر ہی سب کچھ بناتی ہے مگر	سعی وکوشش ساتھ اُسکے لازم وملزوم ہے
ناظر	مستور کب حجاب مین حسنِ ظہور تھا	ہمکو مگر تلاش مین آنا ضرور تھا
"	حصرِ منزل حرم و دیر یہ ہے عجزِ تلاش	جستجو سے نہ رہے پائے طلبگار کہین

غالب کا قطعہ

چھیڑ خوبو نسے چلی جاے اسد
گر نہین وصل تو حسرت ہی سہی

لاکھہ ناکامی ہو بدبختی سی ای فرخ نصیب
پر جو باہمت ہین وہ کوشش سی باز آتی نہین

کامیابی سی ہو کیون پہلے ہی غافل نا اُمید
گوکہ بدقسمت ہی ہو لیکن ذرا کوشش تو کر

جو نہووے نماز کر لے نیاز
آدمی چاہیے کرے کچھہ تو

مرنے پر اپنے مت جا سالک طلب مین اُسکی
گو سر کو کھو رہیگا پر اسکو پا رہیگا

میر نہین پیر تم کاہلی اللہ رے
نام خدا ہو جوان کچھہ تو کیا چاہیے

کوشش کبھی بیکار نجائیگی جہانمین
مَن جَدَّ وجَدَ قولِ رسولِ عربی ہی

بے ہاتھہ ہلے مُنھہ مین گیا کب ہے نوالا
کوشش ہی سی ملتا ہی جو ملتا ہی جہانمین

فصل ۴۳ بیان انجام بینی

رباعی انیس

چل جلد اگر قصدِ سفر رکھتا ہے
تو کچھہ بھی مآل کی خبر رکھتا ہے

راحت دنیا مین کسنے پائی ہی انیس
جو سر رکھتا ہی دردِ سر رکھتا ہے

حالتِ غم کو نہ بھولا چاہیے شادی مین بھی
خندۂ گل دیکھکر یادِ اشکِ شبنم کیجیے

آغاز سے ہر امر کا انجام خوب ہو
انسانکو خیال رہے گر مآل کا

دلِ ناکام نے ہمین مارا
فکرِ انجام نے ہمین مارا

آیا کفن کا ذکر اگر رنگ اُڑ گیا
شق ہو گیا جگر جو سنی داستانِ گور

دیکھہ ای منعم ہے بیجا شوقِ ایوانِ بلند
خاک مین اک روز تیرا قصرِ تن ملجائیگا

ہرگز خلافِ اہلِ دل کے سخن نہ کر
عاقل ہی تو نہین مین نہین ہان مین ہان ملا

امیر	اگر جوانی کھو کے پیری مین خیال انجام کا	ہی غنیمت صبح تک آئے جو بھولا شام کا
،،	جانتا ہون راحتِ دنیا کو سر تا پا الم	فربہی پر مجھکو ہوتا ہے گمان آماس کا
،،	کیا جلد ہے روانہ ملکِ عدم حباب	ہے چشم دوربین کیلئے جامِ جم حباب
،،	فکر انجام مین حیران ہو نہین	غنچہ سان سر بگریبان ہو نہین
برق	انجام پہ لوحِ سرِ تربت سے نظر کر	ایسا تجھے آئینہ سکندر نہ ملیگا
،،	کھیل سمجھا کاروبارِ عالمِ ہستی کو برق	آنکھہ کو نظارۂ ہستی تماشا ہو گیا
تسلیم	وقتِ پیری روتے ہین رسوائی پیری کو ہم	شام سے ماتم ہی یہان صبح گریبان چاک کا
،،	کرو نہ دیر جہانمین جہانسے آے چلو	یہان گمانِ خطر ہی قدم بڑھاے چلو
،،	نوجوانی مین خیالِ عہدِ پیری خوب ہے	فکر کرنی چاہئے آغاز مین انجام کی
ثاقب	گر مآلِ کارِ دنیا تو نے سوچا بھی تو کیا	عاقبت کی فکر کر جب عاقبت اندیش ہو
،،	لگا کر اس سے دل نا عاقبت اندیش کیا لیگا	یہہ عالم کا مرقع ایک تمثالِ خیالی ہے
حالی	کل یہان کاروبار ہین سب بند	کرلو کرنی ہو جو کمائی آج
خلیل	فکرِ دنیا مین جو ہو عاقبت اندیشی کی	گور سے عشق محبت ہو کفن سے پیدا
داغ	ہستی سے ہوئی فکرِ عدم اور زیادہ	غم اور زیادہ ہے الم اور زیادہ
،،	لازم ہے یون مسافرِ راہِ عدم چلے	جیسے سُبک روان سُبک روشِ نقشِ پا
ظفر	ہر کام کے آخر پہ نظر پہلے ہی پہونچی	عقل اپنی جدھر پہونچی اُدھر پہلے ہی پہونچی
،،	نہین ہی بے تامل خوب کوئی کام دنیا مین	ظفر کیجے برائی یا بھلائی سوچکر کیجے
ظہیر	میری نمود و بود ہے تصویرِ نقشِ پا	نقشِ فنا ہون صورتِ تصویرِ نقشِ پا
،،	فنا ہے سب بہارِ باغِ ہستی	نسیمِ صبح جھونکا ہے خزان کا

اگر ہے عاقبت اندیش دیکھہ آئینۂ عبرت — کہ جسمین عکسِ ہستی ڈھونڈنے سے بھی نہین ملتا
مثالِ نیستی خود ہی ترے جسمِ مثالی مین — فنائے جسم ثابت کر رہے ہین خود ترے اعضا

قطرہ دریا مین جو ملجائے تو دریا ہو جاے — کام اچھا ہے وہ جسکا کہ مآل اچھا ہے

کوئی آگے کوئی پیچھے کوئی غمگین کوئی خوش — ایکدن سب یہ تہِ خاک ہین جانے والے

اندیشہ زادِ رہ کا رکھے تو ہی مناسب — چلنے کو یان سے اکثر تیار قافلے ہین

غنیمت جان فرصت آجکے دن — سحر کیا جانے کیا ہو شب ہے حائل

اِس مہلتِ دو روزہ مین خطرے ہزار ہین — اچھا ہے رہ سکے جو خبردار آج کل

سوال مین نے جو انجامِ زندگی کا کیا — قدِ خمیدہ نے سوئے زمین اشارت کی

گیا پتنگے کو شمع روئے میر — اسکی شب کو بھی ہے سحر درپیش

وہ مآل اندیش ہین آغوشِ مادر مین نمود — یادِ آغوشِ لحد مین کرتے ہین فریاد ہم

بادشاہی کی تمنا نہ رہی — جب سوئے گورِ غریبان دیکھا

مآل اندیش انکو دیکھکر ہنستے ہین اے یکتا — زمین جو گھر بنانیکو تونگر مول لیتے ہین

فصل ۴۴ - بیانِ احتیاج

رباعی ثاقب

کہتے ہین جسے غرض وہ رسوائی ہے — محتاج نے آبرو کہان پائی ہے
مشہور جہان مین الغرض اہلِ غرض — مجنون ہے دیوانہ ہے سودائی ہے

بدتر نہین ہے بات کوئی احتیاج سے — رو بہ مزاج ہو گئے اِس سے اسد مزاج
درپیش ہو غرض تو خوشامد ضرور ہے — لکھتے ہین پہلے مطلبِ خط سے سلامِ شوق

امیر	سائلِ محتاج ممسک کو سمجھتا ہے کریم	کم نہیں چشمے سے چشمِ تشنہ لب میں آئینہ
"	بُرے بھی خوب نظر آتے ہیں دمِ حاجت	سحر سے شام حسین چشمِ روزہ دار میں ہے
"	بعدِ مردن بھی ہی کافور و کفن کی حاجت	ہم یہ سمجھے تھے کہ دنیا سے فراغت ہوگی
امیر	بے احتیاج کوئی نہیں اِس جہاں میں	ناوک کو پر کی تیغ کو ہے دم کی احتیاج
"	روشن تھی جنکے قصر میں سو سو تبیونکے جھاڑ	محتاج آج ہیں وہ چراغِ مزار کے
برق	میری حاجت نے مجھے خلق میں بیقدر کیا	میں غنیمت اُسے سمجھا جو کچھ اے یار ملا
"	حاجت نہیں تو دولتِ دنیا سے کام کیا	پھنستا ہے تشنہ دامِ فریبِ سراب میں
تجمل	بس وہی سب سے ذلیل و خوار و رسوا آج ہے	اِس سرائے دہر میں انسان جو محتاج ہے
"	ذلیل رہتا ہے خلقِ خدا میں کیا محتاج	کرے کسیکو کسیکا نہ کبریا محتاج
ثاقب	نہ رہوں ہو کے میں عالم میں کسیکا محتاج	مجھکو اللہ کرے اپنی گلی کا محتاج
"	ہے عجب دور و تسلسل میں بشر کی احتیاج	آنکھ کو پتلی کی پتلی کو نظر کی احتیاج
"	گر سراپا فیض عالم میں غنی ہوتی تو پھر	اشرفی کی پھول کو ہوتی نہ زر کی احتیاج
"	دیکھکر ماہِ محرم دیکھتے ہیں زر کو یوں	سب سے پہلی ہے یہ دنیا میں بشر کی احتیاج
"	چڑھائیں ناک بھنو کیونکر نہ سب محتاج کی در پہ	نجاست کی جگہہ کو خلق حاجت خانہ کہتی ہے
راسخ	میں ہوں تم ہو کہ مدّعی ہو	محتاج نہ ہو کوئی کسیکا
سرور	حاجتیں محتاج بندونکو نہ کر دیتیں اگر	پھر کوئی بندہ کسی بندے کو کیا کہتا غرض
"	ہیں بہت محتاج اِس دنیا میں کم حاجت روا	لینے والے سیکڑوں ہیں دینے والے بعض بعض
ظفر	ہو جاتا ہے بُرا بھی بھلا وقتِ احتیاج	مُردار ہے حلال دلا تین دن کے بعد
ناظیر	ہیں فرشتے بھی جانکے خواہاں	کون ہے جسکو احتیاج نہیں

عدو کی التجا کرنی پڑیگی
بشر سے کام پڑتا ہے بشر کا

کون ہے جو نہین ہی حاجتمند
کسکی حاجت روا کرے کوئی

محتاج سے نہ پوچھ کہ کیا تجھکو چاہئے
مردِ فقیر آپ ہے صورت سوال کی

سراپا آرزو ہونے نے بندہ کردیا ہمکو
وگرنہ ہم خدا تھے گر دلِ بے آرزو ہوتا

فصل ۴۵ - بیانِ رزق

رباعی ثاقب

کھاتا ہی اُسی کے در سے جو کھاتا ہے
ٹکڑا وہ علی الحساب پہنچاتا ہے
عُسرت عشرت غنا غنا کچھ بھی ہو
ہر حال مین رزّاق وہی داتا ہے

آسیا کہتی ہی گھر گھر یہ باوازِ بلند
رزق سے بھرتا ہے رزّاق دہن پتھر کے

غیر خالق کون کرتا ہی کسیکی پرورش
دایہ پیدا ہو جو آتش شیر مادر خشک ہو

شکوۂ رزقِ کم اُمت سے بھلا ہو کیونکر
پیٹ پر بھوک مین باندھین جو پیمبر پتھر

تلاشِ رزق ہی ایسی کہ دونون پھرتے مین
اِسی عذاب مین سر ہی اِسی عذاب مین پانون

بطن مین کودک تو کیڑا سنگ مین پاتا ہی رزق
پرورش کرنا زمانے کا ہے کام اللہ کا

واہ کیا رحمتِ رزّاق ہی سُبحان اللہ
بخشئی جرم سے کم رزقِ مقدر نہ ہوا

بند کرلے دہنِ حرص صدف کی صورت
آپ پہنچائیگا رازق تجھے دانا پانی

خدا مومن کی صورت رزق کافر کو بھی دیتا ہی
کسیکو بھول جائی کیا وہ رب العالمین ہوکر

سیکڑون طرح کی خلقت کو نوالے رازقِ کل
بھیجتا نعمت الوان ہے بطشت و طبق

بھرتا ہی رزق خاک سے رازق وہان گور
واقف ہے اس مزے سے لبِ زبانِ گور

برق	اپنے رازق کی جو رزاقی کا آیا مجھکو دھیان	ذرہ ذرہ سامنے آنکھونکے دانہ ہو گیا
،،	رزق کی فکر عبث عالمِ ہستی مین ہی برق	دیگا صیادِ ازل دام مین دانہ مجھکو
تجمل	ویسے تو رکھہ توکّل روزی رسان خدا ہے	کچھہ غم نہ کر تجمل روزی رسان خدا ہے
،،	سخت نادان ہین جو گھبراتے ہین ہسم	ہر بشر کے رزق کا ضامن ہے وہ
،،	غمِ معاش مین ناحق مین دردمند ہوا	ہزار کھلگئے در ایک در جو بند ہوا
ثاقب	یا ہو وحشت کسکا اُسکی شانِ رزاقی ہی یہ	دیدیا لقمہ دہانِ حلقۂ زنجیر مین
،،	روٹی پانی گھر سبھی کچھہ آپنے کو مل گیا	بیٹھا خلوت مین جو زانوئے توکّل توڑکر
،،	رزق گھر بیٹھے وہی دیگا بقدر احتیاج	مردُمک کو آنکھہ کے پردے مین جسنے تل دیا
،،	وہ داتا ہی رزاق روزی رسان	اُٹھاتا ہی بھوکا سُلاتا نہین
خلیل	اُسنے ہر رنگ سے انسان کو پہنچایا رزق	بطنِ مادر مین لہو بنکے غذائین آئین
،،	خدا کو بھولگئے لوگ فکرِ روزی مین	خیالِ رزق ہی رزاق کا خیال نہین
،،	رزق کیواسطے نہ دوڑ خلیل	بیٹھہ رہنے سے کیا نہین ملتا
،،	دیتا ہے خدا خلیل سب کو	ہی عرش پہ رزق آدمی کا
رمز	رزق خود اُڑکے پہنچتا ہے جو تقدیر کا ہو	پروئے ہین مرے رزاق نے ہر دانے کو
سرور	رزق دیگا آدمی کو کیا نہ وہ روزی رسان	جسنے اپنے فضل سے بخشی ہی اُسکو زندگی
ظفر	ظفر ہے واسطے ہر طفل کے مہیا شیر	کہ رزق ساتھ ہے اپنے لئے بشر آیا
قلق	دیکھو رزاقی ہوئے پیدا جو ہم	رزق بے کوشش مہیا ہو گیا
ماہر	ٹپک کے رزق تا بہ پہنچنے کا مین ہوا قائل	نصیب سبزہ جو شبنم کا آب و دانہ ہوا
مصحفی	پتھر کے کیڑے کو بھی دیتا ہی رزق رازق	ہوتا ہی سبز پتا اُسکے بھی اک دہن مین

آسیا کیا رزق دے رزّاق مطلق اور ہے — اُسکے سو حیلے ہیں چرخ حیلہ جو سے کیا غرض

رزق کا کیا غم کہ ہوتا ہو تولّد بعد طفل — پہلے بھرتا ہے خدا پستانِ مادر شیر سے

جان دی ہو جسنے تجھکو نان بھی دیگا وہی — جو ترا خلّاق ہو ناسخ وہی رزّاق ہے

رزاقِ کریم ہے کیا جلّ شانہٗ — چودہ طباقِ رزق ہیں چودہ طبق نہیں

رزق چاہا چرخ سے نادان ہو نہیں — شیر مانگا دایۂ بے شیر سے

مُنھ جسنے دیا وہ رزق دیگا — گویا یہ دہانِ آسیا ہے

پہلے مُنھ کھُلنے سے پہنچاتا ہے رزق — وہ مرا مولیٰ بڑا رزّاق ہے

فصل ۴۶ - بیانِ احسان

رباعی حالی

احسان کی ہو گر صلے کی خواہش تمکو — تو اس سے یہ بہتر ہو کہ احسان نہ کرو

کرتے ہو گر احسان تو کردو اُسے عام — اِتنا کہ جہاں میں کوئی ممنون نہو

صرف لِلّٰہ مالِ دنیا کر — مرد ہے کچھ تو بہرِ عقبیٰ کر

باراں کیطرح لطف و کرم عام کئے جا — آیا ہے جو دنیا میں تو کچھ کام کئے جا

عجب دولت ہو یہ احسان اِس سے — بشر کو بھی ہے لے لیتا بشر مول

اربابِ فیض ہیں خلشِ دہر سے بری — کانٹوں کا خوف کیا رگِ ابرِ بہار کو

چاہے جو طولِ عمر تو کر فیض اختیار — کرتے نہیں قلم شجرِ میوہ دار کو

عریاں تو انکو ہمنے دئے جو یہاں لباس — مرنے کے بعد پیرہنِ آخرت بنے

احسان کر کسی پہ کہ انجام ہو بخیر — شدّاد کی طرح نہ بنا دلکشا بہشت

امیر	خوف اگر تجھکو کل کی پیاس کا ہو	کر یہان نہرِ فیض جاری آج
”	ترکِ احسان نکرا ے تاجرِ بازارِ جزا	ایک کے دس ہین ترا اسمین خسارہ کیا ہے
امیر	خدانے مرتبہ عالی دیا ہے محسن کو	بلند ماہ سے کیونکر نہ آفتاب رہے
برق	دے خدا ناخن تو عقدے کھول خلق اللہ کے	دستِ شفقت رکھ سرِ زیرزور اگر بازو مین ہے
تابؔ	جہانتک ہو احسان کر خلق پر	تمیز اسمین چھوٹی بڑے کا نہ کر
”	جزا تیری نیکی کی باطل نہین	یہ احسان مٹنے کے قابل نہین
تجمل	نیکنامی کا نہ یون ارمان کر	جسقدر ہو خلق پر احسان کر
”	جو صید کرنا ہے منظور قلبِ انسان کا	بچھاوے عرصۂ عالم مین دام احسان کا
ثاقب	دوست دشمن سے نہ رکھ احسان عزیز	نیکیان کر اور کنوئین مین جھونکدے
”	احسان گر کسی پہ کیا اور جتا دیا	اپنے کئے پہ آپ ہی پانی پھرا دیا
”	کیون خالق و مخلوق کا پیارا نہو محسن	خود حسن سے احسان مین دو مد مین زیادہ
داغ	گر ہو سلوک کرنا انسان کر کے بھولے	احسان کا مزہ ہے احسان کر کے بھولے
رند	ملیگی روزِ جزا بے طلب جزائے عمل	کریم دیگا اوسے وان جو کوئی یان دیگا
سرور	بھلائی کر لے کسی سے کہ آج کی تاریخ	بھلا زمانہ بھلے دن ہین اور بھلی تاریخ
شیدا	خدا کی راہ مین دے بھر لو دامن اپنا ثمر سے	شجر احسانکا رہتا نہین ہے بے ثمر ہرگز
صبا	کلمۂ حق ہے یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن	جس طرح سے ہو سکے احسان کر
غالب	ہان بھلا کر ترا بھلا ہو گا	اور درویش کی صدا کیا ہے
نفیس	فقیر و نیر کو بخشش جزا احسانکی احسان ہے	خزانے یان دعائے خیر کے سائل سے ملتے ہین
یکتا	یکتا یہ کسی شخص نے کیا خوب کہا ہے	بے فیض اگر یوسفِ ثانی ہو تو کیا ہے

فصل ۴۷ - بیانِ سخاوت

رباعی ثاقبؔ

اوصاحبِ زر کرم کی عادت کرلے	جبتک کہ چلے ہاتھ سخاوت کرلے
اللہ کی رحمت کا اگر خواہان ہے	بندے بندو نیہ کچھ عنایت کرلے
خدا دے دولتِ دنیا تو کیجے	نہ حاتم نے کیا ہو اسقدر خرچ
زندہ سخی ہے ہر دم آئے جو موت کیا غم	ہے ذکرِ خیرِ حاتم ہر ایک انجمن مین
سخاوت سے ملا ہی نامِ روشن صبحِ محشر تک	چراغ اس سی سوا کیا ہو گا روشن گورِ حاتم پر
اے فلک روز خزانے جو لُٹا دیتے ہین	ہاتھ کس بحرِ سخاوت کے یہ فوّارے ہین
وہ سخی ہون مین کہ مجھکو کفِ خالی سی ہی ننگ	بے گہر ایک صدف بھی مری دریا مین نہین
عیشِ دنیا سے جو مین محروم ہون ہی یہ سبب	کچھ نہین ملتا ہے اکثر صاحبِ تقسیم کو
جہانین جو دیا کرتی ہین نعمت اہلِ حاجت کو	انُھین ذکرِ ثوابِ سورۂ انعام ملتا ہے
سخاوت سے قیامِ دولت و نعمت سمجھ منعم	چمن ہی خُرّم و شاداب جبتک نہر جاری ہے،
گورِ حاتم پر ہو یہہ مصرع رقم	ناخدائے کشتیِ سائل گیا
سخی ساتھ دنیا سے کیا لیگیا	مگر جو کسیکو دیا لے گیا
سخی کا دل ہی ٹھنڈا گرمیِ روزِ قیامت مین	کہ سر پر چترِ رحمت سایۂ دامانِ سائل ہے
سخی کی پاس کچھ ہو اور نہ دے یہہ غیر ممکن ہے	نہین کرتا ہی مُٹھی بند جبتک ہاتھ چلتا ہے
سو حسن سی بہتر ہی زمانے مین سخاوت	وہ سرو سے بہتر ہی شجر جسمین ثمر ہو
مال بخشش سے کریمونکا نہین ہوتا ہی کم	صرف سے عالم مین کیا نقصانِ دریا ہو گیا

برق — لازمِ اہلِ شجاعت ہے سخاوت ای برق — اپنے جوہر سے نہین ہوتی ہے تلوار جدا

،، — بخشش سے مال کم نہ سخی کا ہوا کبھی — نقش ایک نگ سے لاکھ جگہہ نام ہوگیا

،، — بخشش سپر ہے تیغ زبانِ فقیر کی — مرہم کرم ہے زخمِ دہانِ سوال کا

،، — کیونکر نہ جود باعثِ رفعت بشر کو ہو — رتبہ ثمر سے باغ مین ہر ہر نہال کا

تجمل — نہال اللہ کردیگا تجمل اجر کے پھل سے — سخی کو یہہ ملیگا حشر مین ثمرہ سخاوت کا

،، — سائل ہمیشہ کرتے ہین روشن جہانمین — مانند آفتاب کے اہلِ سخا کا نام

ثاقب — یون کس وناکس سے جھکتے ہین سخی — جسطرح مرکز کرم کے کاف کا

،، — غربت مین دل جو سائلِ دام ودرم ہوا — خضرِ طریق شہرۂ اہلِ کرم ہوا

داغ — مثالِ گنجِ قارون اہلِ حاجت سے نہین چھپتا — جو ہوتا ہے سخی خود ڈھونڈکر سایل سے ملتا ہے

ذوق — لیتے ہین ثمر شاخ ثمرور کو جھکا کر — جھکتے ہین سخی وقتِ کرم اور زیادہ

رند — کرتے نہین دستِ کرم اصحابِ سخا بند — کیون رکھین درِ فیض کو اربابِ عطا بند

سرور — سخی بنکر خدا کے نام پر دے ڈال مال اپنا — نہ کر اسکی حفاظت کو مقرر پاسبان غافل

،، — جہانمین وقتِ سخاوت ہمیشہ رہتا ہے — سخی کا چہرۂ تابان مثالِ زر روشن

ظفر — مرتبہ ہووے سخاوت سے نہ کم — آجتک کب رتبۂ حاتم گھٹا

،، — اہلِ بخشش کی برابر ہون کہان سنجیدہ طبع — سرو موزون ہے تو کیا نخلِ ثمرور اور ہے

ظہیر — دستِ عطائے شاہ ہے طبعِ روان مری — رکتے نہین ظہیر سخی سے سخا کے ہاتھ

ناسخ — یہ نخل جود ہی رہتا ہے سب سے بالادست — وگرنہ پست ہے ہر نخلِ باردار کی شاخ

،، — دے لے کسی کو قابو جو انسان کا چلے — پانونکے بدلے ہاتھ سے راہِ خدا چلے

نیر — چلے جو کرم اور تلطف کی راہ — تو ملکِ سخاوت کا ہو بادشاہ

کریم زندہ جاوید ہوتے ہین منعم — رہیگی دولتِ دنیا نہین سدا محفوظ — نمود

فصل ۴۸ - نیکنامی

رباعی منت

ہو جاے اگر قوم کی خدمت کوئی — سُنو نیکیو نکی ایک یہی ہے نیکی
کام آتی ہے اولاد نہ دولت آخر — رہجاتی ہے صرف نیکنامی باقی

نیکنامی بہر انسان بعدِ مُردن چاہیے — شمعِ تربت ہو نہو پر نام روشن چاہیے — رسا
ہاتھ مین لا کسی کا دل منعم — جسم کا روشن نگین سے نام ہوا — رر
مُہر کاغذ پر کوئی دیکھی تو یہ ثابت ہوا — مردِ نام آور جہانمین بی نشان رہتا نہین — رر
امان ہے جبین ہے نیکی مین عیشِ جاودانی ہے — کرو نیکی کہ نیکو نپر خدا کی مہربانی ہے — وفور مرادآبادی
حاتم کا داستانو نمین ابتک ہے تذکرہ — وہ کام کر کہ نامورو نمین نشان رہے — امیر

فوائد بہت نیکنامی مین ہین — منافع بہت خوش کلامی مین ہین — ثاقب
جیا جو کہ دنیا مین نیکی کے ساتھ — لگی دولتِ آخرت اُسکے ہاتھ — رر

دلِ عالم کو رکھہ شاداب نہرِ مہربانی سے — تجمل ہے اگر خواہان جہانمین نیکنامی کا — تجمل
اگر پسند خلایق کو ہوگا کام ترا — جہانمین بعدِ فنا بھی رہیگا نام ترا — رر

زندگانی کا نہین کچھہ اعتبار — نام نیکون کا رہیگا یادگار — رر

نگین کیطرح راہِ نیکنامی سر کے بل طے کر — کہ صفحے پر زمانیکے رہے تیرا نشان باقی — ثاقب
اِس سے ہے زندہ جاوید جہانمین انسان — نیکنامی کو یونہین آب بقا کہتے ہین — رر
ہوس شہرت کی ہے ثاقب تو کر حسنِ سبان پیدا — جہانمین ناخلف اولاد سے کب نام چلتا ہے — رر

خلیل
بڑا حاصلِ زندگانی ہے یہہ
اگر نیکنامی بشر لے گیا

داغ
یہہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہین
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہین

ذوق
نام منظور ہی تو فیض کے اسباب بنا
پُل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

رمز
ایمان کی بات تو یہ ہے رمز
مرتے نہین نیکنام ہر گز

شیدا
ہو سکندر کہین نہ دارا ہے
نیکنامونکا نام ہے باقی

صبا سورتی
یون رہ جہان مین کہ پسِ مرگ ای صبا
رہجائے ذکر تیرا ہر اک کی زبان پر

ظفر
موجود ہین وہ چھوڑ گئے جو کہ نامِ نیک
باقی اگرچہ اُنکا نشان کوئی بھی نہین

ظہیر
زندہ ہین ہمسے آجتک اُن نامیونکے نام
دنیا مین ذوق و مومن و غالب کہان رہے

"
خیر سے رہتا ہے روشن نامِ نیک
حشر تک جلتا ہے نیکی کا چراغ

گویا
اُٹھ گیا صفحہ ہستی سے نگین کی صورت
نہ رہا مین تو مرا نام رہا میرے بعد

میر
بارے دنیا مین رہو غمزدہ یا شاد رہو
ایسا کچھ کرکے چلو یان کہ بہت یاد رہو

نظامی
چاہتا ہے نام تو کچھ یادگاری چھوڑ دیکھ
آئینہ محضر بنا قبرِ سکندر کے لئے

یکتا
نام باقی نیکنامونکا رہیگا بعدِ مرگ
آجتک حاتم کا شہرہ ہے مگر حاتم نہین

فصل ۴۹ - مذمتِ بخل و جمعِ زر

رباعی ظہیر

انسان بخیل کے نہ ہمسائے رہے
سائے سے جہانتک کہ بچا جائے بچے
اپنے پہ ہو نیشترن جو پا جائے رسوخ
سچ ہے کہ خدا گنجے کو ناخون نہ دے

آتش
اسقدر اہلِ جہانکو ہے محبت زر سے
پیٹ مین مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا

مکان

مکان ممسک کا ہی یا گورِ مُردہ — کہ جب دیکھو نظر آتا ہی دربند — رسپہ

دستِ بخیل الفلک فتنہ گر تراش — جو شاخ باغ دہر مین ہو بے ثمر تراش ،،

لیگیا قارون اگر زیرِ زمین چالیس گنج — ہی تقاضا بخل کا یہہ بھی وہان سایل نہین ،،

سنگین دلونکو لذتِ نعمت نہین نصیب — لقمہ ہے آسیا کے دہن مین تو کیا ہوا ،،

بادشاہی فقر سے بدتر ہے اہلِ بُخل کی — فقر مین ہی بادشاہی دل تونگر چاہیے ،،

ایذا مآل دولتِ دنیا کا ہے اسیر — حسرت ہے وقتِ نزع سوا بادشاہ کو ،،

افسون اُٹھا کے سر پہ نہ لیجائیگا کوئی — ہونا نہونا ایک ہے دنیا کے مال کا — افسون فارسی

اللہ رے بخل صاحبِ بخلِ شدید کا — گاڑے تو زر مزار بنائے شہید کا — رسپہ

اہلِ جہان بخیل ہین ممسک ہین نحس ہین — اللہ روئے زشت نہ اِنکا دکھائے صبح ،،

تعمیر مقبرے کی ہے لازم بجائے قصر — زرداروںسے کہو کہ کرین صرف زر بجا ،،

جمع زر ممسک جو کرتا ہی ہوا ثابت ہمین — اِسکی قسمت مین نہین۔ ہی غیر کی تقدیر مین ،،

مال رکھنے کو نہین کہد و غنی سی بانٹ دے — لفظ مین تقسیم کے داخل کیا ہے سیم کو ،،

ممسک کیلیئے بار ہے زر صورتِ قارون — سر پر جو اُٹھاتا ہی اُٹھانا نہین ملتا — برق

کون رکھتا ہے محبت اور اہلِ بُخل سے — قحبہ دُنیا سے ہی البتہ اِنکا ربط ضبط — نجم

کیا پسِ مرگ اِسے لاد کے لیجائینگے — سب نے دنیا مین جو اسباب بنا رکھا ہے ،،

کیا خوب قول ہی مری طبعِ عقیل کا — اللہ مُنھہ دکھائے نہ مردِ بخیل کا ،،

ٹھکانا ایسی خِسّت کا کہ تکیے مین فقیر و نکے — زمین دو گز بھی مرکر تونگر مول لیتے ہین — بناقب

ممسک کے مال و زر مین برابر کا ہی شریک — بیکار لفظِ نیم نہین ہے غنیم مین ،،

نشانی جمع دولت کی ہی باقی بعدِ مردن بھی — جہانمین قبر تک منعم کی صندوقی بناتے ہین ،،

ثاقب	زر کی تقلیب رز نہ اے ممسک	ہوش مین آکے جمع کر اِسکو
ذوق	دنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق	کچھ فائدہ بے دستِ کرم اُٹھ نہین سکتا
"	ہوتی ہی جمع زر سے پریشانی آخرش	درہم کی شکل صورتِ درہم سی کم نہین
رشک	یہ شمات عیب دولتِ یکہفتہ دیتی ہے	نخوت ۔ فساد ۔ کبر ۔ غضب ۔ شورِ شر دماغ
جبا	منزلِ گور مین منعم کے نہ زر کام آیا	لیگیا خاک نہ صندوق سی بھر کر توڑے
ظفر	لیکر نہین یہان سے گیا کوئی ملک و مال	رہتی ہے یا انکی دولت و حشمت یہین تلک
"	تو کرتا کس امید پہ غافل ہے جمع زر	قارون کی ساتھ دیکھ تو دولت نے کیا کیا
"	ہے بارِ گنج و مالِ سرِ دوش تا بہ حشر	کیا کہتی ہونگی بوجھ سے قارون کی پسلیان
ظہیر	مالِ بخیل سے ہے امید بھی عبث	کچھ کیسۂ فلک مین نہین ہی سوائے داغ
ماہر	ہوا یہ حضرت قارون کی بخل کا انجام	کہ نقد ذات تلک داخلِ خزانہ ہوا
"	ہین بخیلانِ جہان بھی کوئی غنچہ شاید	ٹکڑے دل ہوتے ہین مٹھی سی جو زر دیتے ہین
مہر	خاک پر بھی دوڑتی ہے چشمِ مہر و ماہِ چرخ	کس دنی الطبع کی گھر آکے مین مہمان ہوا
ناسخ	بخل جتنا ہے زیادہ جود اتنا کم ہوا	آجتک پیدا نہ کوئی دوسرا حاتم ہوا
"	بخل سے گر کرین نہ شاخین بلند	کھائین پتھر نہ میوہ دار درخت
"	آسمان نے بخل پر اس درجہ باندھی ہے کمر	چشمۂ خورشید تک محتاج شبنم ہو گیا
"	بخل سے زر کو سمجھتا ہے وہ اجزاے بدن	گل کی مانند جو زردار نظر آتا ہے
"	اسقدر مجھکو بخیلون سے پڑا دنیا مین کام	اِتنی شہرت پر یقین ہمتِ حاتم نہین
"	اِسی صندوق مین کل انکی لاشین بند ہوتی ہین	یہ غافل آج کیون بیفائدہ زر بند کرتی ہین
نسیم	لاکھون کا خون ہوتا ہے جو بھرِ سیم و زر	کم جوہرونسے تیغ کی نقشِ درم نہین

بنا ہے خواب اجل اُنکو نام سونے کا
ہمیشہ طالبِ زر جان دیتے ہین زر پر — نقوی (رحمہ)

فصل ۵ - بیانِ افلاس

رباعی ذوق

تھے گانٹھ مین احمقونکی جبتک پیسے
سب کہتے تھے اُنکو آپ ایسے ایسے
مفلس جو ہوئے تو پھر کسی نے ای ذوق
پوچھا نہ کہ تھے وہ کون ایسے تیسے

تنگدستی نے زمانے مین یہ پایا ہی عروج
یوسف اِس عہد مین بکتا ہی خریدار کی راہ — سرخوش

چھین لیگا کسطرح اِسکو زبردستی کوئی
مفلسی بھی کیا کوئی زردار کی دولت ہوئی — اسیر

دلکی گرمی رہے افلاس مین کیا خاک اسیر
گھر مین فاقہ ہو تو کیونکر نہو چولھا ٹھنڈا — ،،

مفلسی کہتے ہین جسکو ہے وہی دیوانگی
طوق گردن مین ہماری پیچ ہی تقدیر کا — ،،

مرد بے زر مرغ بے پر ہے اسیر
مفلسی مین زندگانی ہی عبث — ،،

پست رہنے دی در خانۂ افلاس ای چرخ
کہ نکلجائینگے ہم بیسر و سامان جھک کر — ،،

مرد بے توشہ جہانمین نام کیا پیدا کرے
مُنہ مین لقمہ ہو تو آواز آسیا پیدا کرے — ،،

شگفتگی نہ رہی دلکی مفلسی کی سبب
خزان نے رنگ اُڑایا رخِ گلستان کا — ،،

تنگدستی کے سبب عمرِ دو روزہ ہی خراب
کل جو ملنا ہو الٰہی وہ ملے آج مجھے — ،،

ہوتا ہے جب مفلسی کا عارضہ
آشنا بنجاتے ہین ناآشنا — بنارسی نوفون

وہ تہیدست ہون نہ کو رتمتع کا ہی کیا
صورت گل بھی نہ دیکھی کبھی زر کی صورت — اسیر

عالم افلاس مین کیا روشنی کی احتیاج
ہے چراغ خانہ اپنا ماہ تابان رات بھر — ،،

مرد مفلس ہن مرے اشک مسلسل ہون قبول
اور مین موتیونکے ہار کہانسے لاؤن

حوصلہ کوئی نہ ای تسلیم دل تک آسکا	پارسائی کا سبب احسانِ ناداری رہا	تسلیم
بی زری سے زرد رو ہوتا ہی انسان دہر مین	پوچھتا ہی کون ای تسلیم مفلس کا مزاج	رر
فلسِ ماہی بھی نہین دیکھا مگر	منھ پہ مفلس کے فلس کا نام ہے	ثاقب
نہین سُنتا خدا بھی میری فریاد	غنی کو قدر مفلس کی کہان ہے	رر
ہوئے دہریہ افلاس مین مخالف ہے	کہ مجھکو لوگ وطن مین غریب کہتے ہین	رر
ہون وہ مفلس جستجو مین گھس گئے ہین میرے پاؤن	چارہ گر میرے لئے خود درد صندل ہو گیا	راسخ
مفلسی مین کمال ہے راسخ	پارسائی زیادہ ہوتی ہے	رر
مفلسی مین جو دعا کی وہ ہوئی داغ بکف	مجھکو محنت نے دئے بھی ہین تو پیسے ایسے	رر
بیقدر ہے مفلس شجرِ خشک کی مانند	یان درہم و دینار مین برگ و ثمر آیا	شیفتہ
کون دیتا ہی ہمارے دلِ بیحال کا مول	سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے غرض مال کا مول	سرور
مفلس کے ہوش کیا رہین اُسکی تو عقل کو	ایچرخ تونے باعثِ افلاس کھو دیا	ظفر
بے زری نے مرے جوہر کو چھپا رکھا ہے	جسقدر خلق مین گمنام ہون مشہور نہین	ظہیر
عاجزونکی دستگیری سے جہان کو ننگ ہے	سب جھٹک دیتے ہین میری خاکِ دامنگیر کو	رر
درم و دام اپنے پاس کہان	چیل کے گھونسلے مین ماس کہان	غالب
شام سے کچھ بجھا سا جاتا ہے	دل ہوا ہے چراغ مفلس کا	میر
مجھکو دیتا ہی فلوس داغ حسرت آسمان	بیزری مین ہائے جب وہ سیمبر آتا ہے یاد	ناسخ
مفلسی پاس سے نہین جاتی	گھیرے رہتی ہے یہہ بلا مجھکو	شیخ وزیر
تابع ہین مفلسی کے ہزارون مصیبتین	لشکر بلاؤنکا ہے وزیر اس بلا کے ساتھ	رر

فصل ۵۱ - مذمتِ گدائی

رباعئ حالی

اِک مردِ توانا کو جو سایل پایا　　کی مین نے ملامت اور بہت سمجھایا
بولا کہ ہی اِسکا اُنکی گردن پہ وبال　　دے دیکے جنھون نے مانگنا سکھلایا

مقسوم کا جو ہی سو وہ پہنچیگا آپ سے　　پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پسارئیے　　آتش
رزق ملجائیگا اے سائل یہ بیجا ہی سوال　　دیکھلے بے شیر طفلِ بے زبان رہتا نہین　　رشید
ہو روا حاجت کب اُنکی جنکو گردش ہی مدام　　کب کوئی پیتا ہی پانی کاسۂ گرداب مین　　،،
چرخ دنی سی ہم نہین کرنے کے التجا　　مانگین وہ جنکو بھیک کی لذت پسند ہے　　،،
ملی تقدیر مجھکو کاسۂ سائل کی دنیا مین　　امانت دار ہو نین غیر کے مُنھہ کے نوالونکا　　،،
سوال سی ہی یہ نفرت نہ ہاتھ اُٹھاؤن اَمیر　　پڑھون جو فاتحہ مین تربتِ سکندر پر　　امیر
طلب سے عار ہی اللہ کے فقیرون کو　　کبھی جو ہو گیا پھیرا صدا سنا کے چلے　　نسیم
کفِ سائل نہین ہی کشتئ دریائے بے آبی　　اُسی دریا کی موجین ہین لکیرین دستِ سائل کی　　رشید
شرم کی جا ہی بشر ہو جو بشر سے سائل　　کسی گلشن مین نہین طالبِ زر پھول سے پھول　　،،

نہ اُٹھا مفلسی مین دستِ سوال　　ہے یہ احسان ناتوانی کا　　،،

نفرت ہی مانگنے سے یہانتک کہ بعدِ مرگ　　اِس خاک سے بنیگا نہ کاسہ سوال کا　　برق
شرمندہ ہو کے عیش بھی رنجو نسے کم نہین　　گوہر پھپولے ہین مجھے دستِ سوال کے　　،،
ہی تہیدستی مین تو یکسان گدا ہو یا سوال　　فرق اتنا ہی کہ اِسپر تین اوسپر چار حرف　　ثاقب
نہ جاؤن در پہ کسیکے نہ ہاتھ پھیلاؤن　　خدا نے اِسلیئے بیدست و پا کیا مجھکو　　،،
ستم ہی سامنے بندونکے پھر بھی ہاتھ پھیلاؤن　　مقدر مین جو ہی دیتا ہی بے مانگے خدا مجھکو　　،،
ہاتھہ مین رکھتے ہین کشتی کیون گدائے خشک مغز　　آجتک چلتے بھی دیکھی ہی کہین خشکی مین ناو　　،،

جوہر — کیا کاسۂ حباب سے ہاتھہ آیا موج کو / پھیلا کسی کے آگے نہ تو بار بار ہاتھہ

خلیل — ترکِ دنیا خوب ہے حرص و ہوا اچھی نہین / ہر کس و ناکس کے آگے التجا اچھی نہین

داغ — غربت کی رنج فاقہ کشی کے ملال کھینچ / اے داغ پر زمانی سے دستِ سوال کھینچ

ذوق — دستِ سوال لاکھون ہی عیبونکا عیب ہے / جس ہاتھہ مین یہ عیب نہین دستِ غیب ہے

سرور جہان آبادی — پھیلا بغیرِ حق کے نہ ہر اک کے روبرو / دستِ سوال سرورِ نادار بار بار

" — خدا کو چھوڑ کے بندونسے ہوتا ہی سائل / یہ کیسا عقل سے خالی ہے. بیخبر دیکھو

" — کسلئے اُس رازقِ روزی رسانکو بھولکر / رزق کی خاطر پھرا کرتا ہی در در آدمی

" — جائے دروازے پہ خلقت کی خدا کو چھوڑ کے / کب مناسب ہے بھلا یہہ بندونکیواسطے

سوز — رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہے / تسپر اپنی صورتونسے روز حاجتمند ہین

ظفر — لئے جو کاسۂ خورشید ہے سدا پھرتا / یہ دربدر ہے فلک بھیک مانگتا پھرتا

ظہیر — پیامِ موت ہے اظہارِ حالِ زار مردونکو / حصولِ آرزو بھی آبروریزی ہی سائل کی

" — گر مزدِ بندگی مین ملے حور بھی نہ لون / رحمت کی جوش جب مین کہ بے التجا ملے

غابر — بے طلب دین تو مزہ اُسمین سوا ملتا ہے / وہ گدا جسکو نہو خوئے سوال اچھا ہے

قلق — طمع بھی کیا بری شی ہی کہ شلِ ماہ چندی مین / گھٹا دیتا ہی عزت کو بڑھانا دستِ سائل کا

قبول — دنیا مین ہاتھہ پھیلتے ہین پیٹ کے لئے / سائل کو اور کر لئے کرتے ہین خوار ہاتھہ

مومن — کیا ملا عرضِ مدعا کر کے / بات بھی کھوئی التجا کر کے

ناسخ — حاصل نہین ہی دستِ تمنا کو غیر یاس / اس باغ مین چنار نے پایا ثمر کہان

" — گدائے کوچہ کیا درویشِ صحرا گرد کے آگے / کوئی کتا کبھی وحشت سی آہو ہو نہین سکتا

" — مجھکو لباسِ فقر سے ہی عار اِسلئے / ناسخ نہ تا بنے کہین صورت سوال کی

سبکی نظروں سے گراتا ہی دلا دستِ سوال
ہان نہین یان اثرِ لغزشِ پا ہوتا ہے

فصل ۵۲ - عار ازمنتِ مخلوق

رباعی قدر بلگرامی

الله پہ شاکر ہون خدا اسکا گواہ
دیتا ہی وہی رزق وہی عزت و جاہ
بندہ بندوں سے کیا توقع رکھے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

خاک مین بھی جو ملو نہین تو کسی صحرا مین
تمسے مٹی بھی نہ اے گبر و مسلمان مانگون

مرنیکے بعد خاک مین ہم آپ گڑ گئے
تابوت تاکسیکو نہو بار دوش پر

ہزار شکر کہ قالب کو روح نے چھوڑا
ہوا مین پیرہنِ مُستعار سے باہر

ہین جو روشن طبع کب لیتے ہین وہ احسانِ غیر
خنجرِ خورشید کو سنگِ فسان سے کیا غرض

گرد کلفت نے چھپایا غسل اشکون نے دیا
گورکن کا مین نہ احسانمند ہون غسّال کا

جو منّت کش مین ہوتا ہون نہایت رنج ہوتا ہی
سمجھتا ہون ہمیشہ چوبِ دربان مَدِ احسان کو

بارِ احسان سر سے اُٹھ سکتا نہین
کس طرح ظلِّ ہما مین بیٹھیے

احسانِ خلق سے ہون بری مثلِ اشکِ اسیر
جب مین گرا کسی نے سنبھالا نہین مجھے

بے منّتِ احباب یہان قبر ہی روشن
محتاجِ چراغِ سرِ مدفن تو نہین ہم

ہوئے کسی کی نہ ممنونِ صورتِ اخگر
بدن سے مر کے بھی پیدا کیا کفن ہمنے

آبِ حیات سم ہی جو لین غیر کے سبب
رکھتے نہین خضرؔ ہمیر کی احتیاج

منتِ دایہ کا شرمندہ ہوا طفلی مین
روح کے ساتھ عدم سے غمِ دنیا آیا

وفا طلب ہین سبکدوش بارِ احسان سے
سرِ حباب کو حاجت نہین ہے خنجر کی

تسلیم	منتِ احباب کی حاجت نہیں مرکر ہمیں	غسلِ میّت دے رہی ہے آبِ چشمِ تر ہمیں
ثاقب	جنازہ دوش پہ رکھتے ہیں کسلیئے احباب	اُٹھائے کون یہ احسان کہ مجھ میں جان نہیں
"	اہلِ دنیا کو کروں کیونکر سلام	ہاتھ کا احسان سر کو بار ہے
"	خوش ہوں نہ ملا گور و کفن دشت میں لیکن	احسان رہا سر پہ غریب الوطنی کا
جلال	جسنے کچھ احسان کیا اک بوجھ سر پر رکھدیا	سر سے تنکا کیا اُتارا سر پہ چھپّر رکھدیا
"	زخم ہنستے ہیں کہ مفت احسان بخیہ کا لیا	داغ جلتے ہیں کہ کیوں شرمندۂ احسان ہوا
ذوق	احسان ناخدا کے اُٹھائے مری بلا	کشتی خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں
رند	نہ احسانِ کفن لونگا کسی سے مر کے بھی ہرگز	برہنہ جاؤنگا دنیا سے آیا بھی میں عریاں تھا
صبا	سر پہ احسان لیں امیروں کا	ہم فقیروں کا یہ دماغ نہیں
ظفر	مر جائے نہ جو جئے منّت کشِ مسیح	اب تو یہی ہے اس دلِ بیمار کی صلاح
ظہیر	شکر صد شکر کہ دریائے ہلاکت میں ظہیر	ڈوبتے وقت بھی منّت کشِ ساحل نہوا
"	حاصلِ مدعائے دل معلوم	کیوں کہیں التجا کرے کوئی
غالب	درد منت کشِ دوا نہوا	میں نہ اچھا ہوا بُرا نہوا
"	مارا دیارِ غیر میں مجھکو وطن سے دور	رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم
قلق	ہے تنفر منّتِ نامرد سے ہر ایک کو	موت ہے احسان نالایق کا غیرت دار کو
ماہر	جہاں میں غور سے دیکھا تو ہیں قوی وہی لوگ	جو ایک تنکے کا احسان کو بار سمجھے ہیں
ناسخ	بہرِ بہشت منّتِ رضوان اُٹھاؤں کیوں	بیشک مجھے دلائینگے خیر البشر بہشت
"	اہلِ جوہر کو نہیں ہے غیر کے احسان سے کام	ابر کا سبزہ ہوا محتاج کب شمشیر کا

فصل ۵۳ - مذمت عیش و نشاط

رباعی حالی

عشرت کا ثمر تلخ سدا ہوتا ہے　　　ہر قہقہہ پیغامِ بکا ہوتا ہے
جس قوم کو عیش دوست پاتا ہوں مَین　　　کہتا ہوں کہ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے

خانۂ عیش کو دیتا ہے لبِ گور صدا　　　ایک دن شہر یہی ہوگا وہ جنگل ہوگا　　　رسید

کہاں تلک شغلِ عیش و عشرت نہیں ہی تجھکو اجل سے مہلت　　　،،
جو دم ہو واپس وہ ہے غنیمت خیال رکھ وقتِ واپسین کا

عیش کی شب کب ملی آفاتِ دنیا سے نجات　　　چاندنی آئی ہمارے گھر مین باران کیطرح　　　،،
شاہون کو کیا ہے خامشیٔ قبر سے خبر　　　نوبت کا زور شور ہے بالائے بام روز　　　،،
عشرتِ اربابِ غفلت کو نہین رنگِ ثبات　　　بیشتر ہو جاتے ہین مفلس تونگر خواب مین　　　،،
بادۂ عیش خراباتِ بدن مین کیسا　　　کاسۂ فرق تو اُلٹے ہوئے پیمانے ہین　　　،،
خندہ زن ہین آج گل پژمردہ ہو جاینگے کل　　　جانتے ہین ہم مآلِ خاطرِ خوشنود کو　　　،،
بیچ رہا ہی دستِ غفلت سے جو کچھ کچھ نقدِ ہوش　　　کچھ رباب و چنگ کچھ جام و سبو لیجاینگے　　　،،
عیشِ بیجا کا زمانے مین ہے اندوہ مآل　　　حد سے گذری جو ہنسی دردِ شکم ہوتا ہے　　　،،
باطن مین غم ہے عشرتِ دنیائے ظاہری　　　پہنے ہوئے لباس محرم ہے عید کا　　　رسید
شرابِ عیش و نشاط پیکر بہا رہی ہین عبث تونگر　　　نہین خبر اُنکو ای تجمل کہ غم ہزارون خمار مین ہین　　　تجمل
ساری کمائی لُٹ گئی عیش و نشاط مین　　　باقی کفن کو تار نہین اب بساط مین　　　ثاقب
پایمالی کے سوا کیا ہے مآلِ عشرت　　　پھول کھلتے ہین گلستان مین بکھر نیکے لئے　　　،،
نہ دیکھی عیش کی صورت کبھی بیرنج دنیا مین　　　ہنسی کی ساتھ ہی آنکھو نسے آنسو بھی نکلتے ہین　　　،،
خرمیِ دو روزہ کو عشرتِ جاودان نجان　　　فکرِ معاش سے گذر حوصلۂ معاد کر　　　حسرت موہانی

ذوق جوش نشاط و فرطِ خوشی سے عجب نہین — آخر کو غم دونکے دلونپر ہو بار عیش
" تکیہ نہ کر تو اسپہ کہ دایم رہونگا شاد — یہ عیش چار دنکا ہے بے اعتبار عیش

سرور منزلِ دنیا نہین جاے نشاط — کیون بچھاتا ہے بساطِ انبساط

صبا شرابِ عیش کدورت مآل ہوتی ہے — اخیر دور مین چلتا ہے جام تلچھٹ کا
" اعلیٰ سببِ عیش سے ہوتے ہین مکدّر — جب وجد مین آتی ہے اڑاتی ہے صبا خاک
" موسمِ عیش کو دنیا مین نہین کچھ وقفہ — کم ہے یان برق کی چشمک سے بقا ساونون کی
ظفر ہوجا ہوشیار کہ جاتے ہین ہاتھ سے — غافل نشاط و عیش کے ہیہات چند روز
" غافل نہو عشرت کا طلبگار فلک سے — خالی یہ مئے عیش سے مینائے فلک ہے
ظہیر لہو و لعب مین عہدِ جوانی گذر گیا — جھونکا خزان کا تھا ادھر آیا اُدھر گیا
عزیز سُن اے غافل یہ سب نقش و نگارِ بے ثباتی ہین — نہو اس شوق سے تو محوِ لعبت خانۂ دنیا
" ارے او شوکت عہدِ جوانی دیکھنے والے — رہیگا محوِ عشرت تابکے اب رکھدے آئینہ
قلق برسون ملال دیتا ہے دم بھر کے بعد عیش — لیتا ہے آسمان دلِ ناشاد سے قصاص

فصل۵۴۔ مذمتِ شراب

رباعی حالی

ہو بادہ کشی پہ نہ جوانو مفتون — گردن پہ نہ لو عقلِ خداداد کا خون
خود عہدِ شباب اک جنون ہے اب تم — کرتے ہو فزون جنون پہ اک اور جنون

امیر روئے سیاہ بادہ کشی کا مآل ہے — رنگت سیاہ کرتی ہے تاثیرِ آفتاب
" بادہ خوارونکو فقط کرتی نہین عریان شراب — آپ بھی شیشے مین رہ سکتی نہین پنہان شراب

اولاد سے کر دیتی ہی مے ترکِ تعلق
رز کو کبھی ہوتی نہین دختر کی محبت

گناہِ غیر مجھے باعثِ حجاب ہوا
شراب پی جو کسی نے مین آب آب ہوا

عجب کی جا ہے جو میکش کو انفعال نہو
شراب شرم سے ہو آب آب شیشے مین

کثرتِ مے سے نہین رعشہ بدن مین ساقیا
کانپتے ہین خوفِ عصیان سے ہمارے ہاتھ پانون

داخلِ عصیان ہوئے شربِ شرابِ ناب سے
تر ہوا دامن فروغِ مہرِ عالمتاب سے

نشۂ مے نے کر دیا اندھا
خاک سوجھے رہِ صواب مجھے

بہکے مرا ان واعظون سے عذر خواہی کیا کرون
بوئے مے آتی ہی ہونٹون سے الٰہی کیا کرون

بحرِ غم مین غرق کرتا ہے خمارِ شربِ مے
کم نہین دورانِ سر بھی حلقۂ گرداب سے

گذرا شراب پینے سے لے کون دردِ سر
ساقی دماغ کسکو ہے رنجِ خمار کا

دخترِ رز کو منھ لگاتے ہین جو رند
کہتے ہین پہلے حیا کو خیر باد

ایسے میخوار ہوتے ہین تاراج
کوڑی کوڑی کو رہتے ہین محتاج

بہکے ہوئے سخن نہ کرین کیسے بادہ خوار
بالائے سر سوار جو ہو جن شراب کا

زاہدا میکدے سے کر پرہیز
زہد کو کرتی ہی خراب شراب

دلمین رکھتی ہی کدورت صاف شیشی کی پری
آخری انجام اسکا دُرد ہی یا دُرد ہے

نامِ مے جب سے ہوا مشہورِ عالم آفتاب
کانپتا رہتا ہے خوفِ حق سی ہر دم آفتاب

جو اسکے شر مین پھنسا وہ نہ ڈوبکر اچھلا
کہ شرّ و آب سے غافل شراب بنتی ہے

جو ہوشیار ہین ٹھوکر اسے لگاتے ہین
اسی سے پائے بشر ہے شراب کے سر پہ

بدنام کرے ہے دخترِ رز
مُغ اسکو نکال اپنے یان سے

دختِ رز سے خدا رکھے محفوظ
کیا بھرے گھر گئے ہین اسنے خراب

صابر
اگرچہ مجھ مین ہین صابر زمانے بھر کے عیوب
ہزار شکر کہ رندِ شراب خوار نہین

ظفر
دخترِ رز سے ہو گرچہ پہلے سرور
دیتی آخر کو یہہ کمال ہے رنج

ناظمیر
تباہ دخترِ رز سے نہو گا حضرتِ شیخ
یہ خام پارہ نہین ہی جناب کے قابل

میر
کچھ سوجھتا نہین ہی نشے مین میرجی کو
کرتے ہین پوچگوئی پیکر شراب کیا کیا

"
شیخ کے آنے ہی کی دیر ہی میخانے مین پھر
سبحہ سجادہ کہان جبّہ و دستار کہان

"
سرخ رہتی ہین مری آنکھین لہو رونے سے شیخ
مے اگر ثابت ہو مجھپر واجب التعزیر ہون

یکتا
خدا محفوظ رکھے شغلِ مے سے ہر مسلمان کو
یہی وہ ڈیڑھ چلو ہی کہ ایمان کو ڈبوتا ہی

فصلؐ - مذمتِ عشق مجاز

رباعی حالی

ای عشق کیا تونے گھرانونکو تباہ
پیرونکو خرف اور جوانونکو تباہ
دیکھا ہی سدا سلامتی مین تیری
قومونکو ذلیل خاندانونکو تباہ

آزرد
دام مین عشقِ مجازی کے نہ پھنس
بوالہوس اسکی حقیقت کچھ نہین

آتش
عشق مین ممکن نہین ہونا بخیر انجام کا
بدمزہ کرتا ہی منہہ لگنا کبابِ خام کا

"
کیا تلخ کیا اسنے اِس عمرِ دو روزہ کو
زہر اپنے لئے عشقِ معشوقِ شکرلب تھا

"
آشنا ہوتے ہین مفلس کی کہان یہ لالچی
زر کی خواہش اِن حسینونکو ہی زیور سے غرض

"
محبت کو ڈبونگے ہوا گر مول
بنی آدم نہ لے یہہ دردِ سر مول

"
غیرِ رسوائی نہ کچھ اسنے مجھے حاصل ہوا
عشق سے نفرت ہی مجھکو حسن سے پرہیز ہے

آثم
بھولکر انکو دل نہ دے آثم
دیکھہ خانہ خراب ہین یہہ بت

محرم بزم حقیقت کب ہین ارباب مجاز
کوئی پروانہ نہین عاشق چراغ طور کا

رہ عشق مین پھرتے ہین مارے مارے
تباہی زدہ کاروان کیسے کیسے

دیکھلے بلبل و پروانہ کی بیتابی کو
ہجر اچھا نہ حسینونکا وصال اچھا ہے

مرگیا عشق کے ہوتے ہی مرا کام ہوا
جان آغاز مین دی کچھ نہ سرانجام ہوا

راہ الفت مین دلکو کھو بیٹھے
دین و ایمانسے ہاتھ دھو بیٹھے

ابتدا اسکی قیامت انتہا کا ذکر کیا
عشق کے آغاز مین انجام کی اُمید ہے

مکان عشق کی بنیاد ڈالی یا خدا کسنے
قدم اسمین جو رکھتا ہو وہی برباد ہوتا ہے

گلشن مین گوش گل نہین سنتے صدای گل
بیوفا ہے دہر عشق بشر کا بشر کے ساتھ

ای عشق تونے اکثر قومونکو کھا کے چھوڑا
جس گھر سے سر اُٹھایا اسکو بٹھا کے چھوڑا

ای عشق دلکو رکھا دنیا کا اور نہ دین کا
گھر ہی بگاڑ ڈالا تونے بنا بنایا

آدمی ہو تو کبھی پاس محبت کے نہ جائے
اب بھی کہتے ہین کہ ہم غیر کو نقصان نہین ہے

موا جو عشقبازی مین ہوئی مٹی خراب اسکی
چمن مین گنبد مدفن بنایا کسنے بلبل کا

نہ کر تصور بتونکا دلمین محل توبہ ہے کچھ حیا کر
خلیل کعبے مین بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر

شرم اللہ سے کر عشق بتان چھوڑ خلیل
لوگ کہتے ہین تجھے راہب بتخانہ عشق

عشق خانہ خراب کے ہاتھون
دربدر شہریار پھرتے ہین

بتونکے دین مین ہے لوٹنا ثواب ایسا
کہ جیسے راہ خدا مفلسونکو مال دیا

برا ہوا اس محبت کا کہ اسنے جانسے کھویا
لگا دل اس ستمگر سے اجل کا جس سے دم نکلے

مرادین مان رہا ہون قضا کے آنیکی
بری گھڑی تھی دل مبتلا کے آنیکی

ہاتھ اُٹھاؤ عشق کے بیمار سے
کوئی بچتا بھی ہے اس آزار سے

ذوق	عشق ہے اے ذوق وہ کافر کہ جسکے ہاتھ سے	شیخ صنعان سا مسلمان رندِ بادہ شرب بنے
امیر	قسم خدا کی بڑا بانی فساد ہے عشق	اسکے ہاتھ سے اکثر فتور ہوتا ہے
رمز	پہلوان ہے کون بڑھکر عشق سے	زیر جس سے رستم و سہراب ہوں
صبا	قضا کی نشانی ہے الفت تو نکلی	وہ جیتا ہے جو اپنے مرتا نہیں ہے
"	دل لگانا عذاب ہوتا ہے	آدمی کیا خراب ہوتا ہے
"	ان بتوں سے سوائے نقصان کے	خاک بھی ہمکو فائدہ نہوا
ظفر	تم مسلمان ہو ظفر خوب نہیں عشقِ بتاں	اور اگر یہ ہے تو اسلام نہیں تم جانو
ظہیر	ظہیر بادہ کیش و رند مشرب پھنسا ہے عشقِ بتاں میں بے ڈھب	نہ پاسِ ملت نہ فکرِ مذہب رہا نہ دنیا کا اور نہ دین کا
"	بت پرستی کرتے کرتے سخت کافر بن گئے	رنج سہتے سہتے دل بھی سنگِ خارا ہو گیا
"	لاکھ کے گھر کو خاک کرتی ہے	ہے بری عشق کینہ ور کی آگ
"	حق تعالےٰ بچائے اس سے ظہیر	قہر ہے الفتِ بشر کی آگ
"	ظہیر عشقِ بتاں نہیں یہ فیض کو پہونچے	کہ خوار و زار و ذلیل و شکستہ حال ہوئے
عزیز لکھنوی	جفا بردارِ دلبر کچھ تجھے خوفِ خدا بھی ہے	کسی صورت طوافِ بتکدہ سے جی نہیں بھرتا
	کہاں تک واعظ و ناصح سے یہ ہرزہ ستیزی اب	کریگا وردِ لب کب تک حدیثِ عاشقی بتلا
غالب	کم جانتے تھے ہم بھی غمِ عشق کو پر اب	دیکھا تو کم ہوئے پہ غمِ روزگار تھا
"	لو ہم مریضِ عشق کے بیماردار ہیں	اچھا اگر نہو تو مسیحا کا کیا علاج
"	ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی	اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی
مومن	قہر ہے موت ہے قضا ہے عشق	سچ تو یوں ہے بری بلا ہے عشق

قیس و فرہاد و وامق و مومن
مر گئے سب ہی کیا وبا ہے عشق

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا رہا جیون جیون دوا کی

نامِ عشقِ بتان نہ لو مومن
کیجئے بس خدا خدا صاحب

حسینونکا تو باطن کچھ نہین ظاہر ہی اچھا ہی
جو دیکھا رنگ اِن پھولونمین تھا بوئے وفا کم تھی

آدمی کو عشق نازیبا ہی زلف و خال کا
جانور ہوتا ہی قیدی دانے کا اور جال کا

ہو رہا ہی بت پرستی کا یہ دنیا مین عذاب
مجھکو ہر داغِ جنون آتش کا انگارا ہوا

دل تو تونے لگا نہ اے یکتا
شیشہ پتھر پہ کیون ٹپکتا ہے

فصل ۵۶ - بیان غفلت

رباعی انیس

اِدبار کا کھٹکا حشم و جاہ مین ہی
جاگو جاگو کہ خوف اس راہ مین ہی
اُٹھو اُٹھو یہ خوابِ غفلت کبتک
دیکھو دیکھو اجل کمینگاہ مین ہی

پردے یہ غفلتو نکے اگر دل سے دور ہون
مائل سوئے سجود سرِ پُر غرور ہون

خدا کی یاد جوانی مین غافلو کر لو
وگرنہ وقتِ فضیلت تمام ہوتا ہے

عجب بھول بھلیان ہی غفلتِ ہستی
جسے کہ راہ ہوئی اِس سے خوب ہی بھٹکا

قصدِ سفر ہے تجھکو تو غفلت نہ چاہیے
اہلِ سفر کو باعثِ ایذا ہے خوابِ صبح

کیا بیخبری ہی ہمین اِتنا نہین معلوم
کِس شہر سے آئے ہین ارادہ ہی کہا نکا

دنیا کی یاد کعبۂ دل مین نہ چاہیے
غافل نہ کر مکانِ خدا کو مکانِ خلق

غفلتِ دنیائے فانی کی ہین تاویلین عبث
خوابِ مخمل کیلئے حاجت نہین تعبیر کی

امیر ہو رہا ہی اپنی غفلت کا بیان ہر بزم مین
اسقدر سوئے کہ افسانہ بنایا خواب کا

؍؍ ابتو اِی غافل مصلّے پر ہو مصروفِ نماز
آگیا وقتِ زوالِ آفتابِ زندگی

؍؍ جامہ زیبی مین خیالِ مرگ بھی کچھ چاہیے
غافلو قطعِ کفن لازم ہی پیراہن کی ساتھ

امیر خبردار اِی مسافر خوف کی جا راہِ ہستی ہے
ٹھگونکا بیٹھکا ہی جا بجا چورونکی بستی ہے

؍؍ جوانی مین نہ کر غفلت سفر کرنا ہی پیری مین
مسافر رات سے کرتا ہی سامان دنکی منزل کا

؍؍ عیش غفلت مین ہین خوش اسطرح یہ اہلِ جہان
جیسے ہنس پڑتے ہین بچونکو جو آجاتی ہی نیند

؍؍ نصیب ہو کہ نہو صبح دیکھنا غافل
خیال موت کا لازم ہی وقتِ خواب رہے

؍؍ ہم غافلانِ دہر کو اتنا ہوا نہ ہوش
تھا کون میزبان کہان میہمان رہے

انیس سو گئے کبتک بس اب اُٹھو انیس
دن بہت غفلت مین تھوڑا رہگیا

؍؍ قرین سر کے ہی آفتابِ قیامت
عبث قبر پر سایبان کھنچتے ہین

برق فایدہ غافل کو اپنے مال سے ہرگز نہین
سلطنت کس کام کی دیکھے جو کوئی خواب مین

؍؍ اہل غفلت کو تمیزِ نیک و بد کا ہوش کیا
کم نہین مُردے سے ہر زندہ کی صورت خواب مین

تجلی کیا بیدار عالم کو فلک نے کوسِ رحلت سے
غضب ہے اِی تجلی ہم نہ چونکے خوابِ غفلت سے

تسلیم واے غفلت روتے ہین یارانِ ساحل کب ہمین
کشتیِ عمرِ رواں کا جسگھڑی لنگر اُٹھا

؍؍ بتائین کیا کہ ہوا غفلت شباب مین کیا
خبر نہین ہی کہ ہم دیکھتے ہین خواب مین کیا

؍؍ عہدِ پیری مین کہان یادِ خدا اِی تسلیم
کردیا خواب دمِ صبح نے غافل مجھکو

ثاقب حجابِ غفلت کا تھا اک افسون کہ قیس کو کردیا تھا مجنون
اُٹھا جو پردہ کھلا یہ مضمون کہان کی لیلی کہان کا محمل

؍؍ لطفِ آسایشِ دنیا بھی نہین غفلت مین
راحت افزا ہے کہان دیدۂ تصویر مین خواب

کھلا

کھلا جسوقت منھہ غفلت نے آکر بند کین آنکھین
وہ ادم ہین یہ نوبتخانہ شاہی کی آوازین

کھلی چشم حقیقت جب جیانے بڑھکے منھہ ڈھانکا
خبردار اے مسافر کل یہان پڑنیکو ہے ڈانکا

افسوس کہ غفلت مین کٹا عہد جوانی
تھا آب بقا گھر مین مگر ہم نے نہ جانا

مست و بیخود اسقدر تجھکو نہین اپنی خبر
او تغافل کیش کچھہ تو ہوشیاری چاہیئے

خبردار اے دل خبردار ہو
نہین اب نہین تیری غفلت کے دن

شراب غفلت سے داغ غش تھے دکھائے غفلت نے کیا تماشے
کہ سوتے سوتے جو چونک اٹھے مگر کوئی تم نے خواب دیکھا

تہمتین چند اپنے ذمے دھر چلے
آئے کیا کرنیکو تھے کیا کر چلے

غفلت سے باز آ ہوس سیم و زر کو چھوڑ
دار فنا ہے شیر یہ سونے کا گھر نہین

نہ بے غم پرسش اعمال سے ہو فرش راحت پہ
نفیر خواب دیتی ہے گواہی جرم غفلت پہ

غافلو یہہ چند کے نالونسے آتی ہے صدا
کل وہ گھر ویران ہونگے آج جو آباد ہین

سجدے ہوتے ہین کسے او غافل
کون معبود ہے کیا ہوتا ہے

جو آج دیکھتا ہے تو وہ کل نہ دیکھیگا
کھلیگی حشر کو غافل جو آنکھہ بند ہوئی

وائے اے بیخبر و تمکو خبر خاک نہین
کہ سفر سر پر ہے سامان سفر خاک نہین

ہے تو حباب وار دم تنگ ظرف اسقدر
ہستی نے دیکھے دم تجھے غافل بھلا دیا

تم اپنی یاد کبھی غافلو اجل تو کرو
بلا سے کچھہ نہ کرو اور یہہ عمل تو کرو

ظہیر اٹھو ذرا ہشیار ہو کس نیند سوتے ہو
نہین یہہ جاے خواب دن کہ دنیا اسکو کہتی ہین

گذاری عمر غفلت مین ظہیر روسیہ تو نے
ارے او بیحیا اب کیا کف افسوس ملتا ہے

کیا غفلت ہے منھہ دھو اٹھکر اب اشک ندامت سے
صدا دیتا ہے میر کاروان لے ہوشمین آجا

غالب — تھا خواب مین خیال کو تجھسے معاملہ
جب آنکھ کھلگئی نہ زیان تھا نہ سود تھا

ماہر — اہلِ غفلت کا گذر کب ہوشیارو نمین ہوا
نیند آتے کسنے دیکھی دیدۂ تصویر مین

میر — کیا کہوں کیسا ستم غفلت سی مجھپر ہوگیا
قافلہ جاتا رہا مین صبح ہوتے سو گیا

〃 — لوگ ہی اس کاروانکے حرف نشنو تھی تمام
راہ چلتے تو جرس ہر گام چلاّتا رہا

ناسخ — اجل سر پر کھڑی ہی خوابِ غفلت مین زمانہ ہی
چھپر کھٹ کے عوض لازم جنازے کا بنانا ہی

〃 — عبرت کیواسطے یہ قدرت نے غافلو
کھینچی شبیہ افسرِ شاہی حباب مین

〃 — اہلِ غفلت کا ہے ہر عضو بدن بھی دشمن
ہاتھ بھی خواب مین ہی سینے کو اک سل بھاری

نسیم دہلوی — سفر ہی دشوار خواب کبتک بہت کڑی منزلِ عدم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

نظامی — عیان پیری ہوئی موئے سفید اب بڑھتی جاتے ہین
غضب ہے سر پہ آیا آفتاب ابتک مین ہون غافل

یکتا — نہ کی کچھ پختگی بنیادِ قصرِ زندگانی کی
کیا تو کیا کیا غافل مکان تعمیر پتھر کا

〃 — منعمو جاہ و زر و مال پہ مائل ہو کر
کسقدر بیٹھے ہو تم موت سے غافل ہو کر

بیدم — یہ مانا مین نے قارون سے سوا تیرا خزانہ ہے
ارے غافل دو روزہ زندگی کا کچھ ٹھکانہ ہے

فصل ۵۷ - بیان تضیع عمر

رباعی ثاقب

عام اِس سی عنا مین یا غنا مین گذرے
یہہ عمر بس اب راہِ وفا مین گذرے
جو سانس کٹے طلب مین تیری
جو دم گذرے تری رضا مین گذرے

آتش — یہہ عمر لہو و لعب مین کھووے نہ آدمی
کرتا ہی بندگی کو جب اُسکی خدا قبول

امیر — عمر جب آخر ہوئی افسوس تب سمجھے یہ بات
لائے یہہ دولت کہانسے ہم کہان برباد کی

چار دن کیلئے برباد نہ کر عمرِ عزیز ـ کام وہ کرکہ رہے تابہ قیامت باقی ـ حسرت

برا ہو غفلتِ دنیا کا جس سی عمر بھر بھٹکا ـ خبر کیا تھی جسے مین آپ سمجھا تھا وہی تو ہے ـ زفون بنارسی

نہ کی آہ کچھ عمرِ رفتہ کی قدر ـ عجب جنس کو رایگان کردیا ـ انیس

ہائے گذری نہ کبھی یادِ خدا مین اپنی ـ عمر برباد ہوئی حرص و ہوا مین اپنی ـ نسیم

عمر ضایع کی تجسُّس مین سنا ہے ہم نے ـ لوگ مرکر عدم آباد روان ہوتے ہین ـ ״

کھو کے بیٹھے عمر ساری اپنی لہو لعب مین ـ ہائے اب اِسکے تأسّف سی بھلا ہوتا ہی کیا ـ ״

ندو مفت چاہت مین یوسف و شونکی ـ عزیز و یہہ عمرِ زلیخا نہین ہے ـ ثاقب

شیشۂ ساعت کی صورت خاک چھانی عمر بھر ـ موت نے جب آکے ٹھکرایا تو چکنا چور تھے ـ ״

عمر گذری کھیل مین یا کود مین ـ کاٹی ہستی فکرِ ہست و بود مین ـ ״

دن وہ دن ہی کہ خلایق کی بھلائی مین کٹے ـ رات وہ رات جو خالق کی رضا مین گذرے ـ ״

ای شمع تیری عمر طبیعی ہے رات بھر ـ ہنستے گذار یا اُسے روتے گذار دے ـ ذوق

عمر کے باقی جو ہین ای بیخبر دو چار دن ـ کھیل مین ضایع یونہین یہہ بھی نہ کردو چار دن ـ سحر

عمر دو روزہ مین نہ کوئی کام بن پڑا ـ رہ رہ کے آسمان نی مٹا یا غضب کیا ـ صبا

وہ کھیل کھیل جس سے بنے کچھ وہانکا کھیل ـ کیا فایدہ یہانکے ظفر کھیل کود مین ـ ظفر

عمر کی ہم نے بسر بے ہنری مین یونہین ـ والے قسمت نہ ہنر کوئی بھی آیا ہمکو ـ ״

سوا ہنسنے رونیکے اور کچھ نہ جانا ـ یہی کام دنیا مین آیا ہے مجھکو ـ ظہیر

مِٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی ـ عمر عزیز صرفِ عبادت ہی کیون نہو ـ غالب

عمر سب کھوئی یونہین الفتِ زرمین فرخ ـ ہائے افسوس کبھی یادِ خدا تونے نہ کی ـ فرخ

عمر ساری تو کٹی عشقِ بتان مین مومن ـ آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے ـ مومن

غیرت یوسف ہے یہہ وقتِ عزیز	میر اسکو رایگان کھوتا ہے کیا	میر
دہر مین ہین خاک بسر ہی رہا	عمر کو اسطرح بسر کر گیا	"
صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے	عمر یونہین تمام ہوتی ہے	"
اُسی سے بُعد رہا اصل مدعا جو تھا	کٹی یہ عمرِ عزیز آہ رایگان میری	"
کہین کیا جو پوچھے کوئی ہمسے میر	جہان مین تم آئے تھے کیا کر چلے	"
دولتِ بے بہا ہے عمرِ عزیز	کوئی دولت بھی اپنی کھوتا ہے	نظامی
وقت کو ضایع نہ کر نادان نہ بن	ہی یہی حاصل جہان مین زیست کا	"
مفت ضایع کرو نہ عمرِ عزیز	پھر نہین وقت جا کے آنے کا	بلیؔ

فصل ۵۵ - فوائد کسبِ ہنر

رباعی منت

یہہ باغ تو منظر ہے گل شبّو کا	ہوتا نہین اسجگہہ گذر بھی بُو کا	
ہو کسبِ ہنر یہ جسکی روزی موقوف	دیکھو گی نہ اُس شخص کو ننگا بھوکا	
ہے دولتِ جاوید پسینے کی کمائی	آئینے سے اعلیٰ ہو مرے دل کی صفائی	احمدی
انسان کے واسطے ہی ہنر باعثِ فروغ	یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا	امیر
وسیلہ چاہیے بہرِ ترقی	عروجِ بام کب بے نردبان ہے	"
طلبگارِ راحت جو ہو ذی شعور	وہ کوئی ہنر یاد رکھے ضرور	افسون
رکھتے ہین جو ہنر انھین آفت سے کیا خطر	ساحل ہے بحر پیرنے والون کے سامنے	امیر
کمر چست کر بہرِ کسبِ ہنر	کہ تا ہو فضائل سے تو بہرہ ور	تائبؔ

بیتاب کہ اموال کو ہے ہمیشہ زوال
ہنرور کے کیسے مین ہردم ہے مال

نجم عزت انکی ہے جہانمین جو ہین ارباب کمال
کچھ نہین وہ آدمی جسمین ہنر کچھ بھی نہین

ثاقب جو کوئی بات نہ پوچھے تری تو کیا شکوہ
ہنر نہین کوئی تجھ مین یہ عیب کیا کم ہے

؍؍ گلۂ بخت غلط چرخ کا شکوہ بے سود
جب بجز بے ہنری مجھ مین ہنر خاک نہین

؍؍ کفش دوزونکی نہین کچھ قدر زردوزونسے کم
خواہ ادنیٰ خواہ اعلیٰ ہو ہنر ہو کوئی ہو

؍؍ خانہ سازی مین جو بیہ نے ہنر پیدا کیا
ایک مشت پر ہے لیکن تاجِ شاہی بلگیا

حسرت موہانی کسبِ علوم کے سوا کسبِ فنون کر شعار
اہلِ خرد کی رائے پر از سرِ صدق صاد کر

؍؍ خدمتِ اہلِ جور کو کرنہ قبول زینہار
فن و ہنر کے زور سے عیش کو خانہ زاد کر

خلیل یہ ہوا آئینہ سازی سے سکندر کی عیان
جو کرے کسب ہنر وہ نامور ہو جائیگا

رمز رمز گر اہلِ قدر کی ہے تلاش
ذات مین اپنی کر ہنر پیدا

شیخ رسوقی ہنر کی ہے دولت عجب لازوالی
کہ شاہانِ عالم ہنر سیکھتے ہین

صبا لازم ہے آدمی کیلئے اک نہ اک ہنر
کیا عیب ہے اگر ہے جو کوئی کام ہاتھ مین

ظفر ہے ہنر شرطِ آدمی کی آدمیت کے لئے
بے ہنر حیوان ہے صاحب ہنر کے روبرو

ظہیر دور رہتی ہے ہنر سے مفلسی
آگ پانی ایک جا رہتے نہین

فرخ راتدن کرتا ہے فرخ جو تو دولت دولت
سوچ تو دلمین ذرا تجھ مین ہنر ہی کیا ہے

؍؍ یونتو بدنامی ہے شہرت طلبی سے نادان
تجھکو منظور ہے وقعت تو ہنر پیدا کر

مفتون اپنی فلاح کیلئے سیکھے کوئی کمال
آسودہ حال رہتے ہین کسبِ ہنر سے لوگ

نظامی بے ہنر کیون نہو گلزارِ جہانمین بیقدر
کوئی بھولے سے بھی چھوتا ہے گلِ بے بو کو

؍؍ قلم کو پرچم دولت فقط ہنر سے ملا
وگرنہ گھاس ہے اک خشک دشت و صحرا کی

نظامی — مرد مرتے ہین ہنر کی وجہ سے شمشیر پر ورنہ دہقانونکا ہنسیا بھی تو ہر فولاد کا

نوز — شعر گوئی مین جو کی اوقات صرف اس سے ہم کوئی ہنر ہی سیکھتے

واہ — جو رونا ہے تو اب اسبات کا ہے ہنر کوئی نہ سیکھا واہ ہم نے

یکتا — پھر مری قدر بھی کیا خاک کرین اہل کمال ہون کسی فن مین نہ یکتا نہ ہنر مین یکتا

فصل ۵۹ - بیانِ سیاحی

رباعی منت

ہر ملک کی ہر رسم سے آگاہ ہوئے ہر قسم کے راہرو بھی ہمراہ ہوئے
دیکھی یہ نئی ہمنے سفر مین خوبی جو تجربے حاصل ہوئے دلخواہ ہوئے

امیر — پردۂ جوہرِ شمشیر ہے بے شبہہ نیام آبرو مرد کی ہوتی ہے وطن سے باہر

״ — چاہے جو آبرو تو وطن سے سفر ہی شرط ہے قدرِ مشک چین و خطا و ختن مین کیا

״ — دیکھکر خانۂ صیاد و چمن بھول گیا وہ غریبی مین مزہ تھا کہ وطن بھول گیا

״ — رتبۂ عالی اگر چاہے وطن سے کر سفر ہے ختن مین مشک کم قیمت حلب مین آئینہ

״ — غربت مین پائی مثلِ گہر آبرو اسیر ہمکو سفر وسیلۂ فتح و ظفر ہوا

افسون بنارسی — ہرگز مرادِ ناوک ہوتی نہین ہے حاصل جبتک نہین نکلتا ہے گوشۂ کمان سے

״ — بال جو سر سے جدا ہو وہ نہین ہوتا سفید عیشِ غربت آدمی کو رکھتا ہے دائم جوان

امیر — تنگ آیا ہون بہت اہلِ وطن سے مین امیر کیون نہو دلکو وطن سے سفر دور پسند

برق — میرے جوہر کا نہین کوئی جہانمین جوہری مثلِ گوہر کیون نہو مجھکو سفر کی احتیاج

تجلی — باہر اگر نہ نکلا نادان تو مکان سے حاصل تجھے فوائد ہونگے بھلا کہان سے

وطن مین جوہر ذاتی کی قدر کیا تسلیم
صدف مین قدر نہین آبروئے گوہر کی

پھولنے پھلنے کی گھر بیٹھے اگر ہوتی امید
حضرتِ آدمؑ نہ آتے باغِ رضوان چھوڑکر

نکلے جو گھر سے کوئی تو حاصل ہو کچھہ مراد
گونگے کی خواب کی کوئی تعبیر خاک دے

اچھا وہ سفر تھا کہ رسولِ عربیؐ کو
معراج ہوئی باعثِ تکمیلِ رسالت

گر جنون مین گھر کی دیوارون ہی سے سر پھوڑتے
نام بھی لیتا نہ کوئی قیس کا فرہاد کا

دہلی سے چلو داغ کرین سیرِ دکن کی
گوہر کی ہوئی قدر سمندر سے نکلکر

گر چاہتا ہے مثلِ مہِ چاردہ فروغ
آپھر کے شہر شہر مین کسبِ کمال کر

آبرو گر تجھے منظور ہے کر ترک وطن
قدر موتی کی صدف سے جو ہو گوہر باہر

گھر مین بیٹھے سے بر آتی ہے کوئی امیدِ دل
جب تلک انسان نہوئے در بدر ملتی نہین

جہانکے نیک و بد سے واقفیت اُسکو کیا حاصل
کہ جو گھر سے کبھی نکلا نہو سیر و سیاحت کو

پرسان نہین مسکن مین کوئی اہلِ ہُنر کا
ہے قدر مگر لعل کی پتھر سے نکل کر

گر طلب ہے آبرو کی تو نکل بہرِ سفر
دیکھہ قدرِ گوہرِ نایاب معدن مین نہین

کسے منزلِ دلکش دہر مین
نہین میلِ خاطر سفر کیطرف

غیرِ سیاحی نہین ہوتا ہے انسان دیدہ ور
آنکھہ موتی کی نہین ہوتی ہے روشن آب مین

کسطرح قدرِ سخنور ہو وطن مین اے وزیر
آبرو پاتا نہین ہے رہکے گوہر آب مین

دلمین گر کچھہ ہوس ہے شہرت کی
گھر سے باہر سفر چلو یکتا

فصل ۶۰ - غریب الوطنی

رباعی ثاقب

یارونکا مکانکا وطن کا صدمہ — پھولونکا نشیمن کا چمن کا صدمہ
اِس صدمۂ جانگزا سے ابتو صیاد — بہتر ہے فراقِ روح و تن کا صدمہ

اختر شاہزادہ — در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین — رخصت ای اہلِ وطن ہمتو سفر کرتے ہین
امیر — کیسا جوابِ خط یہ تقاضائے شوق ہے — جاؤ نہین آپ قاصدِ اہلِ وطن کے ساتھ
ر — شامِ غربت کی سیاہی اگر آتی ہے نظر — دلمین اپنے ہوسِ سیرِ وطن بڑھتی ہے
ر — ای اجل گردون سے آتی ہو صدا فریاد کی — یا کسی جنگل مین روتی ہو مری غربت مجھے
ر — تم بھی میری طرح ہو جاؤگے آوارہ وطن — مین کبھی تمکو جو ای اہلِ وطن یاد آگیا
ر — اُڑائی وادیٔ غربت مین خاک آندھی نے — نصیب مجھکو اگر سایۂ نہال ہوا
ر — راہِ غربت مین کسنے ساتھ دیا — سایہ مجھسے چلا جُدا ہو کر
ر — خطِ غبار مین خطِ احباب دیکھکر — سمجھے کہ اُڑگئی ہے ہماری وطن مین خاک
ر — یارانِ وطن بھول گئے سب مجھے شاید — ہچکی بھی سفر مین کبھی آتی نہین مجھکو
ر — جان بچتی نظر آتی نہین غربت مین اسیر — مرگ ہمکو لئے جاتی ہے وطن سے باہر
امیر — یاد آے مجھ غریب کی عُریان تنی اگر — پہنین کبھی نہ بھول کے اہلِ وطن لباس
ر — ہے ٹکڑے ٹکڑے یادِ وطن مین دلِ امیر — کیونکر کرے نہ چاک غریب الوطن لباس
ر — کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا مین غریب — پھر دیکھنا نصیب نہ مجھکو وطن ہوا
ر — رو مین لپٹ کے خوب مرے دلکی حسرتین — غربت مین میہمان جو خیالِ وطن ہوا
بیدل — مدتین گذرین چمن چھوٹے ہوئے — آشیان کس شاخ پر تھا یاد کیا
تسنیم — آبرو نشو و نما کی نہین غربت مین نصیب — طفلِ اشک آنکھ سے گر کر کبھی برپا نہوا
ناثر — ہمنے جب پہلے پہل گھر سے نکالے تھے قدم — طفلِ اشک آہ تھے دامن پہ مچل جانیکو

خدا کرے نہ کسیکو غریب اتنا بھی	کہ میرے نام کا دانہ مری وطن مین نہین	بیتاب
پہلی بسم اللہ قدم رکھتے ہی منزل مین نظر	دو مسافر آئے تھے اہلِ وطن کوئی نہ تھا	״
کبھی جو گردشِ قسمت سے جا نکلتا ہون	پکارتی ہے غریبی کہ مین وطن مین نہین	״
اہلِ وطن نے مجھکو بھلایا تو کیا ہوا	کافر ہون گر نہو مری دلمین وطن کی یاد	״
خود مہرِ وطن سے ہے جدا ایکے سفر مین	جاتا ہے وہان پھر کے جہانسے نہین آنا	کامل
غربت مین پوچھ لیتے ہین بادِ صبا سے ہم	رہتا ہے ذکرِ خیر ہمارا وطن مین کیا	داغ
ہے ساتھ ساتھ شامِ غریبی کی کچھ دُھوان	یارون نے گھر کو آگ لگا دی وطن مین کیا	״
اس رنج بیکسی کی یارب خبر نہ پہنچے	جائے نہ شامِ غربت سر پیٹتی وطن مین	״
ای داغ ہم نہایت سمجھے اُسے غنیمت	جو دم خوشی سے گذرا یارانِ ہموطن مین	״
آجکل گرچہ دکن مین ہے بہت قدرِ سخن	کون جائے ذوق پر دہلی کی گلیان چھوڑ کر	ذوق
آوارہ و برباد پھرا گھر سے نکل کر	جگر مری تلوؤن مین رہا سر سے نکل کر	ظہیر
زخمِ کہن پر اب نہ لگا زخمِ نو ظہیر	غربت مین داستانِ وطن ہر زبان نہ چھیڑ	״
غربت مین یادِ عیشِ وطن خیر ہے ظہیر	حضرت وطن کی بات گئی سب وطن کے ساتھ	״
مجھکو ہوئے لحد مین نکیرین بھی عزیز	پرسان تو ہین بلا سے غریب الدیار کے	فیاض
غربت مین گل کھلا ہے کیا کیا وطن کی یاد	جیسے قفس مین مرغِ چمن کو چمن کی یاد	مومن
اس ورطے سے تختہ جو کوئی پہنچے کنارے	تو میر وطن میرے بھی شاید یہ خبر جائے	میر
مر گئی بلبل جو کیا یادِ چمن کو	غربت مین خدا یاد دلائے نہ وطن کو	خواجہ وزیر
کیا دیکھون بہارِ شفقِ شامِ غریبان	یہ غنچۂ دل ہوگا نہ بے صبحِ وطن پھول	״
ای حبِّ وطن کہتے ہین غربت مین یہ رو کر	نظرو نمین ہین خارِ چمنستانِ وطن پھول	״

یکتا — خط بھی لکھتے نہیں غربت میں کبھی وائے نصیب — یکقلم کیا مجھے یارانِ وطن بھول گئے
〃 — جائے بھولیسے وطن اپنا نہ انسان چھوڑ کر — آفتیں کیا کیا سہیں یوسف نے کنعان چھوڑ کر
〃 — دلِ مضطر نے کیا اور بھی ناشاد مجھے — آئے غربت میں جو یارانِ وطن یاد مجھے

فصل ۶۱ - مذمتِ غرور

رباعی انیس

ہموار ہی گر تو کچھ تجھے باک نہیں — سرکش ہو اگر تو عقل و ادراک نہیں
پاتا نہیں تند خو کدورت کے سوا — دامن میں ہوا کی کچھ بجز خاک نہیں

آتش — چلتے ہیں کیا یہ مار کے مغرور ٹھوکریں — سر پر ہر اک قدم ہے ہر اک گام دوش پر
〃 — مغرور ہو نہ حسنِ جوانی پر آدمی — پیری نے آسمان کی کمر کو جھکا دیا
〃 — زور آوری پہ اپنی نہ سرکش کریں غرور — عاجز نہیں خدا کا غضب قومِ عاد سے
〃 — ہرزہ گوئی سے تری حیرت ہوئی آتش مجھے — خود پسندی تا کجا اب طاقیں دہر آئینہ
امیر — سرکشی صورتِ آتش نہ کر اے پارۂ خاک — ذرّے ذرّے کو ہے معلوم حقیقت تیری
〃 — بس اسی زور پہ یہ کبر یہ نخوت نمرود — چھین لی ایک ہی پشے نے خدائی تیری
〃 — اتنا غرور خوب نہیں اے سوارِ فیل — کچھ یاد تجھکو قصۂ اصحابِ فیل ہے
〃 — سرکش لباسِ فقر میں کرتی ہیں سرکشی — کیا کیا بگاڑتی ہے کلاہِ نمد مزاج
〃 — عملِ نیک بھی مغرور کا ہے قابلِ حک — چھپ رہا باغِ ارم دہر میں شدّاد کے بعد
〃 — غرور بجز جہا نہیں ہے عین بے مغزی — ہوا جو قطرے میں شامل ہوئی حباب ہوا
〃 — زوالِ دولت و اقبال ہو جاتا ہے نخوت سے — بجھا دی شمع کو جھونکا نسیم صبحگاہی کا

عبث ہے مغرور تجھکو نفرت نہین غریبون کو تیری پروا
خدا ہے ہر مور ناتوان کا جو تو سلیمان ہے تو ہوا کر

دنیا سے راحت دور ہے سرکش عبث مغرور ہے ۔ تاج سر فغفور ہے کاسہ نہین سائل کے پاس

سرکش کا ہے جہان نہین دوران سر آمال ۔ کیونکر نہ گرد باد رہے پیچ و تاب مین

زاہد لحاظ رکھ کہ نہ گل ہو چراغ زہد ۔ جھونکا نہ آئے پاس ہوائے غرور کا

زمین کے تلے جن کو جانا ہے اک دن ۔ وہ کیون سر کو تا آسمان کھینچتے ہین

کبر کہتے ہین جسے خصلت شیطانی ہے ۔ عجز سے جانے کو تا عرش بشر خاک ہوا

سرکشی اچھی نہین ہر وقت شیشے کیطرح ۔ سامنے محتاج کی جھکجائے گردن چاہیے

اُسے اہل خرد دیوانے سے بدتر سمجھتے ہین ۔ سما جاتا ہے جسکے سر مین سودا خودنمائی کا

عندلیب اتنا بہار چند روزہ پر نہ بھول ۔ چار دن مین رنگ و بوئے گل ہوا ہو جائیگا

چاہتا ہون پہلے خودبینی سے موت آئے مجھے ۔ آنکھ دیکھون خدا وہ دن نہ دکھلائے مجھے

گردن شیشہ جھکی اور کہا جب قلقل ۔ سچ تو کہتے ہین بڑے بول کا سر نیچا ہے

جاتی رہیگی ظاہر و باطن کی روشنی ۔ غافل چڑھا نہ آنکھ پہ چشمہ غرور کا

جو چوکین سرکشی سے اہل نخوت بعد مردن بھی ۔ لحد مین کیون کھڑا ہی دفن ہو مردہ فرنگی کا

کبر سے نازل ہوا دنیا مین دوزخ کا عذاب ۔ پر فرشتون کے جلے جس سر پہ ایسی آنچ ہے

سرکشو بعد فنا خاک مین ملنا ہے ضرور ۔ سر اُٹھا کر نہ کوئی قبر مین انسان بیٹھا

کچھ بھی ہوا غرور کی جس سر مین بھر گئی ۔ مثل حباب دم مین وہ برباد ہو گیا

زمین پر پانو نخوت سے نہین رکھتی پری پیکر ۔ یہ گویا اس مکان کی دوسری منزل مین رہتی ہین

چار دن کا ہے سب غرور گھمنڈ ۔ کیجئے اپنے دل سے دور گھمنڈ

ذوق	نشۂ پندار سے ابلیس رہ گم کردہ تھا	ورنہ آدم میں دھرا کیا تھا وہی درپردہ تھا
″	گر حقیقت میں ہے رہنا تو نہ رکھ خود بینی	بھولے بندہ جو خودی کو تو خدا یاد رہے
داغ	دماغ پیر گردوں نہیں بھرا ہے بادۂ نخوت	بچشم غور جو دیکھا تو اک مینائے خالی ہے
[illegible]	سرکش زمیں پہ رکھتے نہیں پانوں کبر سے	مرینگے بعد ہوگی غبارِ جبین زمین
میر (سودا)	سرکش کو باغِ دہر میں نیکی کا پھل کہاں	دیکھو کہ سرو میں کبھی ہوتا ثمر نہیں
شیفتہ	کچھ نشۂ مے سے نہیں کم نشۂ نخوت	تقویٰ میں بھی صہبا کا اٹھاتے ہیں مزہ ہم
صبا (اوج)	صورت کا آشنا ہو معنی کی دید کر	اے خود بین دیکھ نہ بن بنکر آئینہ
″	سرکش کوئی ہو کر کبھی برپا نہیں ہوتا	انجام بُرے کا کبھی اچھا نہیں ہوتا
″	برباد نہ کر تو آبرو کو	مانندِ حباب سر اٹھا کر
″	جھک کے مل سب سے برنگِ شاخ گل	سرکشی اے سروِ جو اچھی نہیں
″	اللہ رے ترا حبتِ پندار زاہدا	یہہ کبر یہہ غرور نہیں ہے وہاں پسند
ظفر	بڑے ناداں ہیں دعوی کرتے ہیں جو عقل کا اپنی	سراسر بیوقوفی آپ کو عاقل سمجھنا ہے
″	نہیں ہے فرصتِ یکدم پہ سرکشی زیبا	کہو حباب سے سر مت نکال پانی میں
نظیر	جب زمیں پر پانو دھرنے کا سہارا ہو گیا	آدمی سمجھا فلک کا میں بھی تارا ہو گیا
″	کیا کثرتِ پندار ہے کیا غفلتِ نخوت	اپنے میں کچھ اپنے سے سمایا نہیں جاتا
″	بحرِ پندار سے افسوس اُبھرنے نہ دیا	دل کی موجوں نے رکھا غرقِ تلاطم مجکو
″	یہہ حجاب پردۂ پندار دلسے دور ہوتا ہے	حجاب آنکھوں سے اُٹھتے ہیں نظر میں نور ہوتا ہے
غالب	غرۂ اوجِ بنائے عالمِ امکان نہ ہو	اِس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایکدن
″	کیا وہ نمرود کی خدائی تھی	بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

ٹھوکر

ٹھوکریں کھائیگا اکدن سرکشی اتنی نہ کر | او سرِ مغرور کیون بھولا ہی اس دستار پر | گویا
چال ایسی چل زمین ٹھوکر نہ کھائے | اسمین کیا نادان تجھے جانا نہین | ،،
جسمِ خاکی کی تگ و تاز پہ مغرور نہو | بیٹھ جاتا ہی جو رستے مین یہی مرکب ہے | مصحفی
کس بات پر ہے تیرا دماغ آسمان پر | منزل گہِ فقیر و توانگر زمین ہے | ،،
سرکشی ہی جو دکھلاتی ہی اس محفلمین داغ | ہو سکے تو شمع سان دیجے رگِ گردن جلا | ہے
مرے غرور نے مجھکو کیا برابر خاک | مین نقشِ پا کیطرح پائمال اپنا ہون | ،،
امتیازِ حق و باطل خودپسندونکو کہان | کیون نہ فرعون ایک سمجھے سحر اور اعجاز کو | راسخ
دولتِ دنیا پہ کب لازم ہی انسانکو غرور | خاک مین مدفون قارون کا خزانہ ہو گیا | ناسخ
چونا بنینگی خاک مین منعم کی ہڈیان | بیجا غرور کرتے ہین دہرِ خراب مین | ،،
نہین سرکشی دہرِ فانی مین لازم | ہوئے دفن شاہانِ عالم زمین مین | ،،
کرے غرور نہ طاعت پہ کہہ دو زاہد سے | مرے کریم کو عذرِ گنہ پسند ہوا | خواجہ وزیر
دریا کے آگے کوئی کنوان گر ابل چلے | ہر موج اُسپہ صورتِ تیغ اجل چلے | تمنا
بہارِ حسن ہو یا فصلِ گل دو دن کے مہمان ہین | کریگا تو جوانی پر گھمنڈ ای نوجوان کبتک | ،،

فصل ۶۲ - مذمت خود آرائی

رباعی انیس

جس دن کہ فراقِ روح و تن مین ہوگا | مشکل آنا اس انجمن مین ہوگا
نازان نہو رختِ نو پہنکر غافل | اک روز یہی جسم کفن مین ہوگا

خیالِ تن پرستی چھوڑ فکرِ حق پرستی کر | نشان رہتا نہین ہی نام رہجاتا ہی انسانکا | آتش

احمدی — مسافر ہو تو اے گلزارِ امکان کے تماشائی | کہاں تک اَلاماں یہ خود پرستی اور خود آرائی
" — ذرا چشمِ بصیرت کھول گر رکھتا ہے بینائی | ترے کس کام آئینگے خیالاتِ سن بائی
امیر — انسان ہو اگر زینتِ ظاہر سے عبارت | زیبا ہو بہت صورتِ دیوار تو دیکھو
" — جو ہیں خود جامہ زیب اُنکو نہیں کچھ زیب کی حاجت | نہ رکھوائی کسینے باڑھ شمشیرِ گریبان پر
" — لباسِ ظاہری پر عاشقِ صادق نہیں مائل | اگر فانوس ہو بے شمع کب پروانہ آتا ہے
اوحد بنارسی — کل کفن میں ہوگا بیشک یہہ بدن | آج جو پوشیدہ زیرِ خاک ہے
امیر — داغ دیگا تجھے یہہ شوق خودآرائی کا | دیکھ آئینہ ہے دشمن تری یکتائی کا
" — خودنمائی کی بدولت کتنے اُوچھے ہیں حسین | مہندی ملتی ہیں تو اتراتے ہیں اُٹھتے بیٹھتے
ذہنی — یہ مٹی سے پرہیز اے جسم کبتک | کہ آخر یہی جسم ہے اور کفن ہے
انجم — شکر کر اسکا تجھے جسنے یہ صورت دی ہو | شوق غافل نہیں اچھا ہو خودآرائی کا
" — مٹی کی ڈھیر ہوگی کبھی جسم پر ترے | اچھا نہیں یہ زیست میں تن پروری کا شوق
ناظر — نہیں آرائشِ ظاہر سے بد باطن کو کچھ حاصل | سمندر میں نہا کر پاک کُتّا ہو نہیں سکتا
" — لباسِ ظاہری و ذہبی سے کام کب نکلا | سنہری جھول سے ہاتھی تہمتن ہو نہیں سکتا
" — دیکھتے ہیں کب لباسِ ظاہری جوہر شناس | میان سے مخمل کی حاصل جب نہو خنجر میں آب
" — رختِ آرائشِ دنیا ہے بہت بوسیدہ | ساتھ منزل پہ کبھی شال دوشالے نہ گئے
داغ — لباس سرخ سے ہوتا نہیں خونیں کفن کوئی | نچوڑو تو لہو کی بوند تک نکلے نہ لالے میں
ذوق — کیا تماشا ہو کہ مثلِ مہ لو اپنا فروغ | خودنمائی سے ہیں چمکا رہے شہرت والے
صبا — تن کو کیا دھوتا ہے دل کو پاک کر | اے نجس یہہ شست و شو اچھی نہیں
" — فخر انسان نکرے جسم کی تیاری پر | ایکدن خاک یہ مٹی کی عمارت ہوگی

عبث ہے زشتیٔ باطن پہ ظاہر آرائی
ورق لگاتے ہین بدخط کتاب پہ زرین

جو فخر کرتے ہین اپنے لباس رنگین پر
ظفر وہ کسوتِ دانش سے ہین معرّا صاف

آہی ہو تن پرستی حق پرستی کے عوض
رنگیا ہو گا وُ خوری ہی نشان اسلام کا

تن پروری کی فکر مین کھوتا ہو جان عبث
فکر تمکین ضرور ہو فکر مکان عبث

اسقدر بھی احتیاطِ جسم او خود بین نہ کر
آئینہ ساتن یہ اک دن خاک مین ملجائیگا

فصل ۶۳ - بیان خاکساری

رباعی انیس

بندونپہ کرم حضرتِ باری کا ہو
مقدور کسے شکر گذاری کا ہے
دی ہو جو خدا نے سرفرازی مجھکو
ثمرہ یہ نہالِ خاکساری کا ہے

غبارِ راہ ہو کر چشمِ مردم مین محل پایا
نہالِ خاکساری کو لگا کر ہمنے پھل پایا

خاکساری کی ہو چکی معراج
سینہ اپنا زمین صاف ہوا

ہمیشہ اُنس ہو مفلس سے اوج مین مجھکو
چراغِ خانۂ مفلس ہو نہین قمر کیطرح

افتادگی کی دیتا ہے تعلیم ہر قدم
ہے رہنما کہ سایہ ہمارا زمین پر

سوائے عجز ہے کیا ملکِ خاکساری مین
یہ وہ جگہ ہے جہان تیر کو کمان دیکھا

سارے عالم سے یہ کردیتی ہو بے پروا محض
خاکساری مین بھی پایا خاصۂ اکسیر کا

دلکو کشتہ صورتِ سیماب کرتے ہین یہ لوگ
خاکسارونکے لئے اکسیر کی حاجت نہین

وہ خاکسار ہون جو اڑے میری رخ سے رنگ
گردِ یتیمی گُہرِ معرفت بنے

آفتِ عالم سے فارغ ہین ہمیشہ خاکسار
خوف کیا گاوِ زمین کو دشنۂ قصّاب سے

افخرنبوی — بنتے ہین کام بگڑے ہوئے صرف عجز سے
سچ ہے کہ عاجزی تو خدا کو پسند ہے

امیر — دانے کی خاک نشینی سے ہوئی نشو و نما
خاکساری کا نہین تو یہ ثمر کسکا ہے

״ — خاکساری کر جو ہو منظور آنکھو نمین جگھہ
خاک ہو کر سرمہ بنجاتا ہی پتھر طور کا

״ — جو آبرو کا ہو خواہان تو خاکساری کر
یہ قولِ گردِ یتیمی ہے روئے گوہر پر

نفیس — ملا جنھین اُنھین اُفتادگی سے اوج ملا
انھین نے کھائی ہی ٹھوکر جو سر اٹھا کے چلے

بموق — خاکساری کی تعلّی سے اگر واقف ہو
فرش بنجائے فلک دامنِ صحرا ہو کر

״ — بہر اظہارِ ہنر عجز ہے دنیا مین کسیس
خاکساری سے ہوئے خلق مین جوہر پیدا

״ — خاکساری کا جہا نمین سب سے عالی رتبہ ہے
یہہ زمین وہ ہی کہ اسپر آسمان ہوتا نہین

״ — کبر و نخوت کی بخاست سے یہ طینت پاک ہے
خاکساری جز ہر اپنا اصل اپنی خاک ہے

تجمل — کیمیا گر کیطرح کشتہ زمین نہ ہوا
خاکساری نے مرے جسم کو اکسیر کیا

تسلیم — خیالِ خاکساری عالمِ بالا سے بالا تھا
زمین سمجھا کئے زیرِ قدم جب آسمان آیا

״ — آنکھو نمین گھر کیا صفتِ سرمہ ہو کے خاک
رتبہ ملا زوال سے ہمکو کمال کا

ثاقب — نہو جہان کو جو افتادگی کا نام عزیز
کسی حسین کے دلمین نہو غبار کی جا

״ — ترقی منزلِ عالم مین پائی خاکساری سے
کہ انسانسے بھی بڑھجاتا ہی سایہ قدِّ انسانکا

شاہ حاتم — بعدِ مُردن خاکساری نے بڑھایا یہہ عروج
آسمان تربت کا اپنی شامیانہ ہو گیا

حالی — ہمنے ہر ادنی کو اعلے کر دیا
خاکساری اپنی کام آئی بہت

خلیل — دوست دشمن ڈرتی ہین ایذا کوئی دیتا نہین
خاکساری آدمی کو قلعۂ فولاد ہے

داغ — افتادگانِ خاک کا رتبہ تو دیکھئے
بادِ صبا ہی غاشیہ بر دوشِ نقشِ پا

ذوق — زبان کھولینگے مجھپر بد زبان کیا بدشعاری سے
کہ بھر دی خاک مین نے انکے منہ مین خاکساری نے

خاکساروںکی ہے یہی معراج	سربلندی ہماری پستی ہے	[illegible]
خاکساری کا چمن خوفِ خزاں رکھتا نہیں	بیمِ قزّاقاں غبارِ کارواں رکھتا نہیں	صبا
کہانکا جامہ زرتار کیسا خلعتِ شاہی	قبائے خاکساری میرے تن پر ٹھیک آئی ہے	[illegible]
خاکساروں کے لئے کسوتِ خاکستر ہے	غم نہیں اُنکو اگر اطلس و کمخواب نہیں	ظفر
بڑھکر فروتنی سے نہیں کچھ جہان میں	سچ ہے بجا ہے راست ہے تقریرِ نقشِ پا	ظہیر
بس ہی ہو سرِ ظہیر کو تکیہ فقیر کا	کیا خاکسار بالش و بستر بنائینگے	،،
جسم سے ہم خاکساروںکے بجھی دوزخ کی آگ	دبگئی نارِ جہنم ایک مشتِ خاک سے	علم
بتاؤں کیا مِٹکر اُس گلی میں کرشمہ کیا خاکسار میں ہے	چڑھی جو بن نردبانِ فلک پہ یہ حوصلہ اس غبار میں ہے،	فیاض
ہم عجز سے پہونچے ہیں مقصود کی منزل کو	بس خاک میں ملجائے جو اُس سے ملا چاہے	صبا
بسانِ خاک ہو پامالِ راہِ خلق ای میر	رکھے ہے قصد اگر دل میں سرفرازی کا	،،
مت ہو دشمن ای فلک مجھ پائمالِ راہ کا	خاک افتادہ ہوں میں بھی اک فقیر اللہ کا	،،
خاکساروں سے ملا کرتی ہیں جھککر سربلند	آسمان پیشِ زمین بہرِ تواضع خم ہوا	ناسخ
خاکساری سی نہیں بہتر جہاں میں کوئی شے	خلق میں سب سے بڑا رتبہ ہے آدمزاد کا	نساخ
خاکساری رہنمائے منزلِ عالی ہوئی	وصلِ جنّت سے ہی تہ خانہ ہماری گور کا	،،
بلندیوں پر ہے اپنی پستی یہ اوج کس خاکسار میں ہے،	پسند آئی فلک پرستی وہ سرفرازی غبار میں ہے،	نسیم دہلوی
خاکساروںکو بھلا چاہئے کیا زینتِ تن	جامۂ خاک ہے بس پیرہنِ تن اپنا	خواجہ وزیر
خاکساری میں نقشِ پا کیطرح	رہنما ہیں ہر ایک رہبر کے	،،
پیرہن بھی گر رنگے تو اپنا مٹّی میں رنگے	خاکساری چاہئے اتنی گدا کے واسطے	،،
خاکساری زیر کر دیتی ہے ہر مغرور کو	دکھلوا ای سرکشو گردونکو زیرِ خاک ہے	،،

یکتا — اوجِ شانِ خاکساری کے حضور	چرخ کیا اور چرخ کی بنیاد کیا

فصل ۶۴ مذمّتِ فخرِ نسب

رباعی حالی

بیٹا نکلے نہ جب تلک ذلّت سے	عزّت نہین اُسکو باپ کی عِزّت سے
سوچو تو ہی کہات کا نسب بھی عالی	پر اُسکو شرف نہین کچھہ اس نسبت سے

امیر — شرفِ ذات اسی مین ہی جو ہو نیک صفات	دہر مین معدنِ یاقوت نہین ہر پتھر
ر — کیا کرون صورتِ گل رنگِ نجابت لیکر	ایک جامہ جو بلا لاکھہ جگہہ سے شق ہے
امیر — حال پر اجداد و آبا کے تفاخر کیا امیر	ہین وہ نادان جنکو ہی قصے کہانی پر گھمنڈ
بیخود نجم — باپ دادا پر عبث اترا رہا ہی بوالفضول	عاق کر دیتے ہین اکثر ناخلف اولاد کو
نَسب کا تفاخر نہ کر زینہار	بشر بے ہُنر ہے مثالِ غبار
تجلی — ہوتی ہی جوہرِ ذاتی سے شرافت پیدا	فخر کچھہ اپنے نَسب پر نہین کرنا زیبا
ر — باپ کے عزّ و شرافت پہ پسر کو فخر کیا	واقعہ مشہور ہے عالم مین ابنِ نوحؑ کا
ر — ہی اگر عالی نسب تو فخر اسکا کچھہ نہین	بندگی مین جو رہے مولی کی بندہ ہی شریف
ثاقب — جنس کاسد ہے تو اگر۔ نہ لگا	باپ دادا کے نام کو بٹّا
ر — اصفہانی ہو کہ ہندی پوچھتا ہی اسکو کون	جوہرِ اصلی ہی جب تلوار مین باقی نہین
ر — بو نہو جس گل مین وہ پھولونکی گنتی مین نہین	یون تو اُگنے کو اُگ آتا ہے دھتورا باغ مین
جاہ — باپ دادا کا جس سے نام ہوا	تو بھی خود مین وہ بات کر پیدا
حالی — اپنی نظر مین بھی یان اب تو حقیر ہین ہم	بے غیرتی کی یا رو اب زندگانیان ہین

نفر

فضل و ہنر بڑونکے گر تم مین ہو تو جانین
گر یہ نہین تو بابا وہ سب کہانیان ہین (حالی)

باپ کا ہے جبھی پسر وارث
ہو ہنر کا بھی اُسکے گر وارث (رر)

گھر ہنر ور کا نا خلف نے لیا
تیرا ہے کون اے ہنر وارث (رر)

وہ کعبۂ مقصود تھے یا قبلۂ حاجات
کس مُنہ سے بزرگونپہ کرین فخر و مباہات (رر)

سر اپنا گریبان مین ذرا ڈالیئے ہیہات
اوصافِ اضافی سے نہین کچھ شرفِ ذات (رر)

تلوار مین جب کوئی اصالت کی ہو بات
گاہک تو نہ پوچھیگا یہ کس کان کی ہو دھات (رر)

جو فرق ہے تو فقط نیک و بد عمل کا ہے
بنے ہین ایک ہی مٹی سے سب رذیل و شریف (رند)

کہین خدا سے نہ کھووے یہ حُبِّ جاہ تجھے
حسب نسب کے نہ جھگڑے مین پڑ خدا کیلئے (حکیم)

نہ کر فخرِ نسب کُل آدمی یکسان ہین خلقت مین
دکھا کچھ جوہرِ ذاتی کہ ہے اِسمین شرف تیرا (صادر)

فخر کرتا ہے تو کر بندگیٔ مولیٰ پر
کچھ جتانی نہین عالی نسبی لازم ہے (ظفر)

جوہرِ ذاتی نہین ہو تجھ مین جب کوئی ظہیر
بیچتا پھرتا ہے ناحق نام کو اجداد کے (ظہیر)

تو جو اتراتا ہو اے فرخ نسب پر اسقدر
یہ بتا تجھ مین بھی کچھ ہو وصف جسپر ہو گھمنڈ (فرخ)

جوہرِ ذاتی پہ گر ہو فخر تو زیبا بھی ہے
باپ دادا کی فضیلت پر حماقت ہے گھمنڈ (رر)

بھیک دو روز نہ مانگ اے نادان
نام لے لے کے باپ دادا کا (بیہ)

فصل ۶۵ - امتیازِ شریف و رذیل

رباعی ثاقب

عالی گہرونکے ظرف کا کیا کہنا
اہلے کی بھی موتی کو نہین کچھ پروا
ادنی اسی ہواے دامنِ دریا مین
کمظرف حباب ہے ابھرتا کیا کیا

آتش — پست فطرت سے سوائے رنج کچھ حاصل نہیں ۔ یا بگل کشتی کو کر دیتا ہے پانی تھاہ کا
امیر — رتبۂ اعلیٰ کب اسفل کو ملے پرواز سے ۔ ماہ کا جلوہ کہاں ہو رنگِ شبتاب مین
״ — کمینے خوش نہون کیونکر مری آنسو بہانے سے ۔ کہ مزدورونکو مزدوری سوا ملتی ہو بارانین
״ — جو کمینے ہین کبھی ہوتا نہین اُنکو فروغ ۔ پھر آسا پوجتا ہو کب کوئی مہتاب کو
״ — جو کمینے ہین وہ ہین تیرگیٔ بخت پسند ۔ چشمِ خفّاش کو شب سرمۂ بینائی ہے
״ — رتبۂ اعلےٰ نہ پائے لاکھ ادنیٰ ہو بلند ۔ خاک اُڑ کر کب پہنچتی ہے رخِ افلاک پر
״ — بد اصل مین آسیر کہاں جوہرِ شرف ۔ کرتا ہے کون سجدہ زمینِ کثیف پر
״ — جو نقل ہے نہ کرے اصل کا ہُنر پیدا ۔ چھڑی کی شام سے ہوتی نہین سحر پیدا
״ — کیا شرافت ہو کبھی وضع نہ بدلی میری ۔ پیرہن صورتِ گل جسم سے پھٹکر اُترا
״ — خام طبعون سے موافق ہے فلک ۔ میوہ ہے سر سبز جبتک خام ہے
امانت — بے ثبا تونسے نہین اہلِ دغا کو کچھ کام ۔ بُلبُلون کے لئے پانی مین نہ صیاد آیا
امیر — اعلیٰ پر اسفلونکو ہے بجز جہا نمین فوق ۔ دریا مین موتیونسے ہے بالا نشین حباب
انیس — ہر اک کے واسطے ہے ترقّی بقدرِ حال ۔ اسفل کو فکرِ منصبِ اعلیٰ نہ چاہیے
״ — ہر کس و ناکس سے جھکنے کا نہین ۔ ہمد مومین تیغ جوہر دار ہون
بحر — اللہ ہے نگہبان اعلیٰ کی آبرو کا ۔ اپنے ہی منھ پر آیا جسنے فلک پہ تھوکا
برق — ضرر نہ پہنچے کبھی اسفلونسے اعلیٰ کو ۔ ہوا سے ہوتی ہو کب شمعِ آسمان خاموش
״ — پست فطرت کو علاقہ رتبۂ عالی سے کیا ۔ خاک سے ہرگز نہ اُٹھا لاکھ سایہ بڑھ گیا
״ — کر ڈوے جو ہون نجیب اصالت کی ہو دلیل ۔ ہے تلخیٔ گلاب اصالت گلاب کی
نجمی — اعلیٰ سے کیا مقابلہ ادنیٰ کا ہو سکے ۔ دریا چڑھاؤ پر ہے تو قطرہ اُتار پر

وہ کشاکش سے چھٹی اینٹھی یہ سیدھا چلدیا | فرق ہو ادنی وا علی مین کمان و تیر کا
کیون زمانہ پھرا اُسے گردون کہیے | گنبدِ گردان نہو گردون پرست
قایم ہین ایک وضع یہ ہر حال مین شریف | تبدلا لباسِ سرو بہار و خزانین کب
ناقصو پر نظرِ مہر نہ رکھتا جو فلک | لعل تپھر کو نہ پھر سیپ کو گوہر ملتا
جو پیٹ کے ہلکے ہین پچے بات کب اُنسے | روکین تو ابھر آئے شکم اور زیادہ
بد خصلتو نکو کرتا ہے بالا نشین فلک | اونچی ہے آشیانۂ زاغ و زغن کی شاخ
ناکسو نکی بد شعاری اصلِ بد کی ہو دلیل | گر صدف ناقص نہو ہوتا نہین گوہر خراب
انسان کی نرمی ہی اصالت کی ہو محبت | کاٹے گی وہی خوب جو تلوار کسیگی
اسفلو نسے دولتِ دنیا کو ہو الفت کمال | دیکھو تا زیرِ زمین ہمراہِ قارون مال ہے

فصل ۶۶ - مذمتِ ظلم

رباعی ثاقب

جس قوم مین ظلم کی پڑی ہی بنیاد | دیکھا ہے کہ دو دنمین ہوئی ہی برباد
ظالم سے خدا خوش نہ خدائی راضی | طوفانِ ہوا مین اُڑ گئی قومِ عاد

سزا ضعیف کا ایذا دہندہ پاتا ہے | وہ زار ہوتا ہے جو کشتِ زعفران کاٹے
کُشتہ یہہ سیماب کو کرتا ہی اِسکی ہے سزا | حال رہتا ہے پریشان صاحبِ اکسیر کا
زادۂ موذی بھی ہو جاتا ہی موذی کا عدو | موم ہی لیکن ہی برقِ خانۂ زنبور شمع
چشمِ بینا کب ہے اہلِ ظلم کی تقدیر مین | کِسنے دیکھا ہے حباب آبِ دمِ شمشیر مین
ہو رعیت ظلم سے نالان تو پھر سلطان ہیچ | گرگ سے گلہ بچا کے پاسبان اتنا تو ہو

امیر — جو ہین ایذا رسان ہر ایک کو پرہیز ہو اُنسے / قدم رکھتا ہی ہر رہرو بچا کر خارِ صحرا کو

" — جہان کے حق مین اچھا ہی اگر جاہل رہے موذی / بچین رہرو اذیّت سے جو اندھا مار رہزن ہو

امیر — قریب ہے یار روزِ محشر چھپیگا کُشتون کا قتل کیونکر / جو چپ رہیگی زبانِ خنجر لہو پکاریگا آستین کا

" — یہ ظلم سارے ہین چند روزہ ہی اکدن انتقام کا بھی / امیر خانہ گرم کرلین فقیر کا جھوپڑا جلا کر

" — خاک ہو جانے پہ بھی ظالم نہین ہوتا عزیز / کب کوئی دیتا ہے مٹی کشتۂ فولاد کو

" — ستا نہ خاطرِ مظلوم کو ڈر اے ظالم / پڑے نہ تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہے

" — ہے یہ بازارِ جزا لے تیغزن اپنی خبر / دیکھ وہ تیری قضا کھینچے ہوئے آتی ہی تیغ

برق — کشتِ اُمید سے ظالم کو نہین کچھ حاصل / خرمنِ ماہ سے کب چرخ نے دانہ پایا

" — پچتا نہین ہے مال ستمگر کو اور کا / بیکار زیرِ چرخ غذا آسیا کی ہے

تجلی — نہین رہتا فروغ اصلا ہمیشہ بزمِ عالم مین / چراغِ زندگانی جلد گل ہوتا ہے ظالم کا

تسلیم — اَوج سے اپنے پشیمان رہتے ہین بیدادگر / سرنگون پایا ہمیشہ چرخِ بے بنیاد کا

" — ستمگر کو نہ دیکھا پھولتے پھلتے زمانے مین / ہمیشہ بے ثمر شاخِ کمان و تیر ہوتی ہے

" — مالِ موذی نوش کر بےخوف پرسش حشر مین / گھر بنا ہے ٹوٹنے کیواسطے زنبور کا

ثاقب — موذیون سے ہو اگر اپنون کو بھی راحت نصیب / بچۂ عقرب نہ نکلے رحمِ مادر پھاڑ کر

" — قید سے ظالم بھی کب آزاد ہے / دامِ فکرِ صید خود صیّاد ہے

" — ظلم دارا پہ نہ کرتا تو سکندر ہرگز / تشنہ لب چشمۂ حیوان سے نہ آتا واپس

سرور — کب اپنے ظلم سے ظالم امان پاتا ہے / ستم سے رہتا ہے کب صاحبِ ستم محفوظ

سودا — جو کہ ظالم ہین وہ ہرگز پھولتے پھلتے نہین / سبز ہوتے کھیت دیکھا ہی کہین شمشیر کا

منیر — ظالم جو ہے کبھی نہ کبھی نامراد ہو / ہوتا نہالِ ظلم کبھی باروَر نہین

بر ظلم

ظالم ہین گردِ کلفتِ ایّام سے خراب
اکثر پڑے ہین زنگ مین خنجر بھرے ہوئے — صبا

اُٹھاؤ ہاتھ بس اب شیوۂ جفا سے ڈرو
یہ ظلم خوب نہین ظالمو خدا سے ڈرو — لطف

ہوتا ہی کالا جہان مین مردم آزارونکا مُنھ
پاگئے یہہ رمز چشمِ شوخ کے کاجل سے ہم — ،،

چین پاتے نہین اورونکے جلانیوالے
تم بھی ہر دم صفتِ شُعلہ غضبناک رہے — لطیف

آسان نہین ہی خواہشِ آزارِ جان نثار
پروانے کے شریکِ زیان ہی زبانِ شمع — ،،

جو کہ ظالم ہین سزائے ظلم سی بچتے نہین
شمع کا سر کاٹکر کالا ہی مُنھ گلگیر کا — عاقل

ظالم کی نسل بڑھتی نہین ہی جہان مین
پھولا پھلا نہ دیکھا کہین نخلِ دار کو — عیش

ستاتا ہی جو اورونکو وہ خود گردشمین رہتا ہے
کسی سے حال پوشیدہ نہین سنگِ فلاخن کا — ماہ

مُنعم نے بِنا ظلم کی رکھہ گھر تو بنایا
پر آپ کوئی رات ہی مہمان رہے گا — میر

پودا ستم کا جسنے اِس باغ مین لگایا
اپنے کئے کا اُسنے ثمرہ شتاب پایا — ،،

جی مین آئے سو کیجیو پیارے
ایک ہونا نہ درپئے آزار — ،،

کیا کرتا ہی گردون بےنشان بنیادِ ظالم کو
کہین ہوتا نہین شدّاد کا باغِ ارم پیدا — ناسخ

ظلم جو کرتا ہے تو ڈرتا نہین انجام سے
روسیہ ہوتا ہے اک دن خطِ عنبر فام سے — ،،

خاک مین ملجایگا خارِ بیابان کیطرح
ہاتھ اپنا کاوشونسے اے غریب آزار کھینچ — ،،

کیون ستاتا ہی ہم غریبون کو
ہائے ظالم ذرا خدا سے ڈر — ناصر

ظلم ہی ہی خانہ بربادئی عالم کا سبب
پھونکتے ہین آگ سے مظلوم گھر زنبور کا — ناسخ

جو ظالم ہین رہا کرتی ہین گردشمین وہ روز و شب
نہین کچھہ کام غیرِ دور ہرگز چرخِ گردان کا — ،،

چشمِ دلکو ظلم کی عادت بنا دیتی ہی کور
دیکھو بینائی نہین ہی دیدۂ سوفار مین — نظامی

ظلم پر باندھی جس انسان نے کمر
عہد مین اُسکے ہو کوئی شاد کیا — تیا

فصل ۶۷ - مذمت حسد

رباعی انیس

راحت کبھی حاسدونسے حاصل ہوتی | لذت دنیا کی زہر قاتل ہوتی
اسوقت مین گر خضر و مسیحا ہوتے | دو چار گھڑی زیست بھی مشکل ہوتی

آتش	ہماری آہ سے اے حاسدو حذر مانگو	ہوائے تند سے کیا حال قوم عاد ہوا
"	صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی	ساکھو جلا ہی کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین
"	ابلیس حسد سے رہے تدبیر مین میری	تدبیر کا کیا دخل ہے تقدیر مین میری
اسیر	اللہ دے کسیکو یہ یون مفت جلکے خاک	کتنا خراب رکھتے ہین اہل حسد مزاج
"	روسیاہی نہین جانیکی کبھی حاسد سے	جگری زنگ اس آئینے سے کیونکر چھوٹے
"	کھائی جو نان داغ بھی ہمنے تو رشک سے	رنگ سپہر صورت چنبر بدل گیا
امیر	امیر اہل حسد ہین کب ہنر بین	عیوب اکثر سخن مین ڈھونڈتے ہین
"	دور ہو جاتی حسد سے ہے محبت دیکھو	حال یوسف کا ہوا صحبت اخوان مین کیا
بیدل	دے جگہہ کھلکے ای زمین لحد	چشم حاسد کیطرح تنگ نہو
ثاقب	حاسد بدکیش یہہ سانسین نہین	جل رہے ہین تجھپر آرے ہر نفس
"	دعائین دون نہ کیون اہل حسد کو رات دن ثاقب	کہ میرے دفتر عصیانکو جل جلکر جلاتے ہین
"	صدقے اس بےہنری کے کہ بدولت اسکی	چشم حسّاد سے محفوظ خدا نے رکھا
داغ	دیکھنا رشک اوسکی محفل مین	ایک کو ایک کھائے جاتا ہے
ذوق	جو حسد کسی کو تجھپر ہو تو ہے یہہ تیری خوبی	کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیون حسود ہوتا

اگر آتش مزاجوں کو حسد ہو خاکسار و نپر	تعجب کیا کہ ابلیس لعین دشمن ہے آدم کا	ذوق
مسخ کردی شکل حاسد کی حسد نے دیکھنا	دل توکالا ہی تھا منھ بھی آج کالا ہو گیا	شاکر
جلیں تجھپر اگر حاسد تو جلجائیں	خدا کا شکر کر محسود ہے تو	صائب تبریزی
ظفر ہے رشک سعید و نپہ بد خصالونکو	ہما کو دیکھکے کیونکر نہ دلمیں زاغ جلے	لطف
آتش رشک سے جلتی ہیں جو دشمن تو کیا	جل بجھیں شمع کیصورت تو ہو کچھ دل ٹھنڈا	ظہیر
حسد سے دل اگر افسردہ ہے گرم تماشا ہو	کہ چشم تنگ شاید کثرت نظارہ سے وا ہو	غالب
نظر کم سے دیکھتا ہے ہمیں	چشم حاسد ہے بولہب کی آنکھ	قلق
حاسد کو ایکدم نہیں صحت جہان میں	رنج حسد ہے جان ہی جبتک کہ جان ہیں	ناسخ
لطف سمجھے نہ کبھی شعر کا میرے حاسد	رتبہ کیا گنگ کو معلوم ہو گویائی کا	نساخ
خفاش کو ہے مہر درخشاں سے دشمنی	حاسد کو آئے کیسے ہمارا سخن پسند	"
حسد سے سمجھے ہیں کج فہم دشمن مجھ سخنور کو	بسان تیغ قاتل جانتے ہیں اہل جوہر کو	خواجہ وزیر

فصل ۶۸ - مذمت حرص

رباعی انیس

یہ حرص جو لیکے جابجا پھرتی ہے
پھرتے ہیں جدھر ساتھ قضا پھرتی ہے
فریاد کناں برائے ہر دانۂ رزق
یوں پھرتے ہیں جیسے آسیا پھرتی ہے

حرص و ہوا نہ دلمیں الٰہی رہے مرے	تیرے مقام خاص سی کر جائیں عام کوچ	آتش
حرص و ہوا کو سینے میں غافل جگہ نہ دے	مطلب کو فوت کرتا ہے کیڑا کتاب کا	"
دست بردار نہیں حرص سی پیری میں حریص	ڈھونڈتے ہیں یہ زمیں میں زر پنہاں جھککر	رسید

امیر — امتلا سے نہ کرے درد حریصون کا شکم — ای فلک جلد ہلال رمضان کر پیدا

" — دانہ لگے جو ہاتھ تو خرمن کی ہو تلاش — وہ ابتدائے حرص ہے یہہ انتہائے حرص

" — ہاتھ جلجایگا چھوتا ہے عبث انکو حریص — لعل و یاقوت دہکتے ہوئے انگارے ہین

" — جہانسے کام تھا کیا ساکن بہشت تھے ہم — کہانسے حرص نے لاکر خراب کی مٹی

" — سرگشتہ کیون حریص نہون مثل گردباد — دنیا خرابہ روح ہوا جسم گرد ہے

" — گلشن مین بھی یہ خواہش دست حریص ہے — پھول اشرفی کے شاخ سے یکدست توڑئے

امیر — گنج قارون بھی ملا مجھکو جو ای حرص تو کیا — عمر مفلس کیطرح صرف تمنا ہو گا

" — بلا ہے حرص و ہوائے دنیا کہ جس سے چکر مین ہین سب انسان
کیا پریشان ان آندھیون نے تمام ذرّون کو خاک اڑا کر

" — حرص دنیا کا بہت قصہ ہے طول — آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

" — آبرو کھوتی ہے پھر بھی رکھتی ہے ناکام حرص — دشمن عزت ہے جسکا ہے جہانمین نام حرص

" — دوڑے تلاش دولت دنیا مین جو حریص — آخر کو تھکے گور غریبان مین رہگئے

" — حریص دولت دنیا کا دل ہو کیا خرسند — گذر ہو چغد کا جس گھر مین وہ خراب رہے

ذوق — حرص مین تمیز نیک و بد کبھی رہتی نہین — روئے دنیا حور بہر اہل دنیا ہو گیا

" — کوئی بے حس بھی ہوا حرص سے خالی نہین — آہ بھی دنیا مین رکھتی ہے اثر کی احتیاج

ناقب — حکما شربت دینار سے کرتے ہین علاج — جبکہ معدے مین حریصونکے خلل آتا ہے

" — بے نشانی نے سیہ روئی سے رکھا محفوظ — مجھکو دم بھر نہوئی شکل نگین نام کی حرص

" — آبرو پر پھر گیا پانی اٹھی جب اسکی موج — حرص طوفان بلا ہے آدمی خاشاک ہے

خلیل — سرکشی کثرت نعمت سے کرین کیون نہ حریص — نفس پُر زور ہو انسان جو غذا کھائے بہت

وبالِ جان ہوئی حرص ترقی دنیا ۔ ہوائے مجھکو فنا کردیا شرر کی طرح ۔ خلیل
نہ لگا فقر کو داغ ای ہوسِ لعل و گہر ۔ بادشاہونکو مبارک ہون یہ کنکر پتھر ۔ ”
دلمین ہین غم و رنج و الم حرص و ہوا بند ۔ دنیامین مخمس کا ہمارے نہ کھلا بند ۔ واعظ
لیجلا دنیا سے دل یا کاسۂ روغن حریص ۔ اسمین کیون رکھتاہی جاروبِ ہوس کی تیلیان ۔ [illegible]
منھہ سے بس کہتی نہ ہرگز یہ خدا کے بندے ۔ گر حریصونکو خدا ساری خدائی دیتا ۔ ”
نکلے دنیا سے کہان احمق اُٹھا کر بارِ حرص ۔ رہگیا یہہ تو گدھا دلدل مین پھنسکر بوجھہ سے ۔ ”
یہہ تنگنائے دہر نہین قابلِ فروغ ۔ غافل نہ پانوٗن حرص کی پھیلا سکیڑ تو ۔ ”
چشم و دہان حرص سے کون غیرِ مرگ ۔ بخیے کا تار انکے ہے تارِ کفن کے ساتھہ ۔ ”
حرص کی پھیلتے ہین پانوٗن بقدرِ وسعت ۔ تنگ ہی رہتے ہین دنیا مین فراغت والے ۔ ”
حریصونکو نہین جاوسعت آبادِ قناعت مین ۔ جو کھینچی ہاتھہ کو وہ پانو پھیلائے فراغت سے ۔ ”
اُڑائی حرص نے آکر جہانمین سبکی خاک ۔ نہین ہے کسکو ہوا زیر آسمان لگی ۔ ”
جستجوئے دولتِ دنیا حریصو ہے عبث ۔ جنسِ عقبیٰ چاہیے بازارِ محشر کے لئے ۔ سعید
شہد مین جیسے مگس ہم حرص کے پابند ہین ۔ وائے غفلت اسپہ زندانمین یون خورسند ہین ۔ [illegible]
آتشِ حرص پئے مزرعِ دل آفت ہے ۔ دیکھہ کھیتی تری ای مردِ خدا جلتی ہے ۔ صبا
بد ہے حریصِ درہم و دینار کا مزاج ۔ کوڑی کے کام کا نہین زردار کا مزاج ۔ ”
حرص و ہوا مین رہتا ہے برباد آدمی ۔ اُڑتا ہے یہہ پتنگ رگِ جانکی ڈور پر ۔ ”
نہ دیکھا کبھی ہمنے طامع کو شاکر ۔ کبھی پیٹ ظالم کا بھرتا نہین ہے ۔ ”
حرصِ دنیا پر کمر تو کسلئے باندھے ہے چست ۔ سست ای غافل کمر بندِ توکل کیون ہوا ۔ [illegible]
کہو حریص سے او بیحیا مگس کیطرح ۔ رکابی جھوٹی نہ تو منعمونکے خوان پہ چاٹ ۔ ”

ظہیر	اغنیا حرص مین فقیر رہے	خواہش عزوجاہ نے مارا
،،	جسقدر ثروت بڑھی اُتنی بڑھی حرص وہوا	خوب تھا انسان اگر صبر وقناعت مانگتا
غالب	غارتگر ناموس نہو گر ہوس زر	کیون شاہد گل باغ سے بازار مین آئے
فائض	اہلِ دنیا کو کبھی مر کے بھی چھوڑیگی نہ حرص	جائینگے تحت الثریٰ تک فلس ماہی کے لئے
قلق	درزات بڑھتی جاتی ہے دولت کے ساتھ حرص	اللہ آدمی کو بھی ہے کسقدر طمع
ماہر	مریضِ حرصِ زر پائین نہ اس سے کسطرح صحت	اثر ہے شربتِ دینار کا دینار سے پیدا
میر	سبز ہوتی ہی نہین یہہ سرزمین	تخمِ خواہش دلمین تو بوتا ہے کیا
رشک	توڑے جو پائو پھر بھی جہانمین پھرے حریص	بیٹھا گیا نہ کونے مین تیمور لنگ سے
،،	مرتبہ کم حرصِ رفعت سے ہمارا ہو گیا	آفتاب ایسا ہوا اونچا کہ تارا ہو گیا
،،	دنیا کی ساری خاک اگر ہو غذائے حرص	ایسی ہی اے حریص رہے اشتہائے حرص

فصل ۶۹ - بیان نزاع ونفاق

رباعی ثاقب

اگلا سا جو اتفاق ہم مین پائین	بغض وحسد ونفاق خود گھبرائین
جب انمین ہو میل جول ہو ہم مین پھوٹ	اپنی کرنی سے پھر وہ کیون باز آئین

آتش	کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانے مین ہوا	سیکڑون مجموعۂ صحبت پریشان ہو گئے
،،	طبل وعلم ہے پاس ہمارے نہ ملک ومال	ہمسے خلاف ہو کے کریگا زمانہ کیا
اسیر	اہلِ ریا کے ظاہر وباطن مین فرق ہے	شمشیر سے ہے زنگ مکدّر غلاف صاف
،،	سربانی نزاع کا ٹوٹے تو خوب ہے	اچھا ہوا صراحی مے چور ہو گئی

رحیم — اہلِ دنیا سے کہو کس سے کرینگے اب نزاع / موت آپہونچی ہماری سارا قصہ پاک ہے

رر — ظاہر و باطنِ اربابِ جہان محشر ہے / پیشِ رو خلد پسِ پشت جہنم دیکھا

رر — ظاہر ہے اور باطنِ اہلِ جہان ہے اور / بت ہین بغل مین نامِ خدا ہے زبان پر

تجمل — اللہ بچائے اُنکی صحبت سے اے تجمل / ہوتا ہے دلکو صدمہ بلکہ منافقون سے

رر — حیف کی جا ہے کہ دولت کیلئے / لوگ دنیا مین لڑے مرتے ہین

رر — کب بھلی ہوتی ہین بُری باتین / نہین اچھی نزاع کی باتین

برق — توتومین مین سے فائدہ کیا ہے / تو رہیگا نہ مین زمانے مین

خلیل — دنیا سے رسم مہر و محبت کی اُٹھ گئی / کم اتفاق ہے تو بہت سا نفاق ہے

داغ — الٰہی زمانے کو کیا ہو گیا ہے / محبت تو کم ہے عداوت زیادہ

رر — وائے دشمن ہو گیا سارا جہان / اُٹھ گئی رسم دوستداری اُٹھ گئی

رر — کس سے رکھے داغِ چشمِ دوستی / اُٹھ گئی یارونسے یاری اُٹھ گئی

ذوق — جس گھر مین ہو لڑائی وہان آدمی نہین / کانٹا سمجھے سیہ کا یا گل کنیر کا

رند — ہو گیا ہے نفاق عالمگیر / اتفاق اُٹھ گیا زمانے سے

سرور — دوستون مین باعث رنج و نزاع / ہے یہ ملک و دولت و مال و متاع

مصحفی — غضب ہے کہ دل مین تو رکھو کدورت / کرو منھ پہ ہم سے صفائی کی باتین

رر — صحبت منافقانہ ہے ہر جا نفاق سے / کچھ اتفاق ہے تو کہین اتفاق سے

رر — جو دوست تھے وہ ہین دشمن عجب تماشا ہے / نزاع کل ہے زمانے کے حال کیسا کچھ

رر — الٰہی لڑتے ہین کیون مدرسہ مین طالبِ علم / پڑھا انھون نے ہو کیا درسِ مثنوی مین بیر

کلیم — نشان صفائی دل کا نظر نہین آتا / کہین نزاع کہین ہے نفاق عالم مین

فدا — گر دل کے آئینے پہ غبارِ نفاق ہے
دیکھے گا تو نہ صورتِ اہلِ صفا کبھی

فلق — بار[illegible] گلِ نفاق کا پایا ہزار کو
دیکھا یہ ہمنے ساکنِ باغِ جہان کا رنگ

ممنون — ہماری ہی حکومت ہے ہمیں ہم ہین زمانے مین
نزاعِ باہمی اُٹھ جائے تو میدان خالی ہے

مہر — دل و دیدہ اپنے جو یار تھے وہی رنج و غم مین پھنسا گئے
ہمین جنسے چشمِ امید تھی وہی آنکھ ہمسے چرا گئے

ناسخ — ملاقاتِ دو روزہ کو یہان آئی تھے ہم لیکن
سرائے دہر کو سب نے مقامِ جنگ ٹھہرایا

یکتا — دگرگون ہے ہوائے باغِ عالم
کہین دو دل نظر آتے نہین صاف

فصل - بیان اتحاد و اتفاق

رباعی ثاقب

کیا دن تھے کہ متفق بسر کرتے تھے
ہر دشمن جان کے دلمین گھر کرتی تھی
اپنونکی نظر مین خار ہین اب ورنہ
وہ گل تھے کہ کانٹونمین بسر کرتی تھی

بحر — دوستی وہ ہو کہ تلوار کے نیچے بھی نبھے
ڈاب مین عاشق و معشوق کو یکجا دیکھا

〃 — دوست کیسا دوستی رکھ بلکہ دشمن ہو اسیر
بھولنا بہتر نہین ہے یاد رکھ اس پند کو

〃 — جائے آسایش اگر دنیا مین پیدا کی تو کیا
چاہیے انسان کسیکے دلمین گھر پیدا کرے

〃 — ہیچ ہے صحبتِ احباب سے ہے جسکو گریز
بند ھکے کام آتا ہے ٹوٹا ہوا دندان کوئی

امیر — انسان کو چاہیے کہ دلون مین جگہ کرے
بو ہو کے اس چمن کی گلونمین نہان رہے

〃 — چاہے جو حفظِ جان تو نہ کر اقربا سے قطع
کب سوکھتے ہین برگِ شجر آفتاب مین

انیس — خیالِ خاطرِ احباب چاہیے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگجائے آبگینون کو

برق — بچایا سختیونسے دشمنونکی ملنے جلنے نے
رہا محفوظ دانتونمین ہمیشہ مین زبان ہو کر

نہ غم کو آنے دے نزدیک تجھکو شاد رکھے
ہر ایک سے جو ترا قلب اتحاد رکھے

یوسف کیطرح سارے جہان مین عزیز ہو
پابند اتحاد جو اے بانکل کہ ہو

رکھے مضبوط جو شیرازۂ الفت زمانے مین
نہو بیقدر اجزائے پریشان کیطرح ہرگز

متفق ہون اُنگلیان جب مُنھ کو لقمہ ہو نصیب
ہو وسیلہ رزق کا غافل جہان مین اتفاق

جو اتحاد کے معنے یہ کی نظر ہم نے
تو ایک اپنے پرائے جہان مین دیکھے

مثل سنی ہے کہ ملتے سے کوئی ملتا ہے
ملو تو آنکھ ملے دل ملے نگاہ ملے

مر گیا مین تو نہ جانو کہ بلا سے چھوٹے
بندہ پرور یہ محبت ہے محبت میری

جمع ہو جائین اگر یہہ اتحاد و اتفاق
پھر تو ہم جو ٹھان لین جی مین وہی ہو جائیگا

رکھا جہانمین ہمنے سلامت روی سے کام
دانتون مین جسطرح سے سنبھلکر زبان رہے

بس لطف یہی عمر دو روزہ کا ہے غافل
دو چار سے الفت ہو تو دو چار سے اخلاص

عزیز خلق گر ہونا ہے منظور
تو رکھ تو دوستی ہر نیک و بد سے

دوست دشمن کوئی ہو تو سب کا رہ خادم سدا
سبکو یکسان جان دلسے بن تو سبکا جان نثار

مثال دانہائے سبحہ باہم چاہیے الفت
دلون مین راہ پیدا کرکے دانا دلسے ملتے ہین

سیکھ آب و نار و خاک و ہوا سے ملاپ تو
اک دل جو چار ہو گئے اندام ہو گیا

دوستی سب سے چاہیے یکتا
کوئی اپنا ہو یا پرایا ہو

فصل ۱۸ - تحمل و استقلال

رباعی حالی

فتنے کو جہان تلک ہو دیجے تسکین — زہر اگلے کوئی تو کیجے باتین شیرین
غصہ نائل ہے نئو اور بھڑکاتا ہے — اس عارضے کا علاج بالمثل نہین

ختمِ اعدا نہین رہنے کا تحمل سے مرے — آہنِ گرم کو کاٹے گا یہ لوہا ٹھنڈا امیر
طبع بشر کا چاہیے دایم ہو ایک حال — اسواسطے دوام سے ہی ہمعہد مزاج ״
سُنکر کسیکی بات کو کیون مانئے بُرا — آفاق مین ہزار ہین باتین دہن ہزار ״
تنگ عاشق ہی جو معشوق نہو پختہ مزاج — کبھی طوطی کو نہین نیشکرِ خام پسند ״
سائل کہے جو سخت تحمل کر اے غنی — پڑتے ہین سنگ ہر شجرِ میوہ دار پر ״
سر سے پا تک جلگئی لیکن رہی ثابت قدم — فی الحقیقت رکھتی ہی کیا ہمتِ مردانہ شمع ״
خشمگین ہوتا ہے بیجا تجھکو پہونچیگا ضرر — جوش مین آکے تو پانی ہو نجس انگور کا ״
کرے یہ ابلقِ ایّام شوخی جسقدر چاہے — کہین آسن بھلا ہم شہسوارونکا اُکھڑتے ہین ״
رکیک بات کا کس کو خیال رہتا ہی — وہ آئینہ ہے مرا دل کہ جسمین بال نہین ״

سیر رہتا ہے اپنا دل اطہر — غصہ ہر دم جو کھاتے رہتے ہین اطہر

دہانِ کیسۂ زر بند کر پر اے منعم — خدا کے واسطے وا کر جبین کی چینون کو ذکی
راحت خدا نے دی تو کیا تو نے شکر کب — ایذا ابھی چار دن ہو تو شکوہ نہ چاہیے ״
وہی سردار ہین اِس رزمگہِ ہستی مین — خنجرِ خشم یہ رکھتے ہین جو قبضہ اپنا تجلی
قہر سے خالقِ جبّار کے جو ڈرتے ہین — ہو گے برہم وہ نہین سخت سخن کرتے ہین ״
غصے سے جو رکھے نہ مزاج اپنا آتشی — مقبولِ بارگاہِ خدا ہے وہ آدمی ״
نگاہِ مہر سے اللہ دیکھتا ہے اونھین — کسیطرح جو کبھی خشمگین نہین ہوتے ״
آگ سے شیطان بنا ہی اُسکی طینت مین ہی خشم — آدمی ہی خاک کا پتلا تحمل چاہیے ثاقب

برا تو جو آتا ہے انکے کہے مین	بھلے وہ جو تجھکو برا کہہ رہے ہین	ثاقب
ہرگز نہ بھر ہوا مین اگر پاس وضع ہو	ننگا ہوا جو جامے سے باہر نکل گیا	رر
دوست دشمن نیک و بد سارے ترے مشکور ہون	بدمزاجی سے مبرا ہوا اگر تیرا مزاج	سحر
ہان شیفتہ پھر اسمین نصیحت ہی کیون نہو	سنتے ہین حرف تلخ کو سمع رضا سے ہم	شیفتہ
ظرف آدمی اسکو نہ جانیگا وہ ہو گیا ہی صاحب عزت و جاہ	جسکو عیش مین یاد خدا نہ ہی جسکو طیش مین خوف خدا نہ ہا	مظفر
گزند اہل تحمل کو باغ دہر مین کیا	لگے نہ آتش گل پہ کباب بلبل کے	مظہر

جو مدعی بنے اسکے نہ مدعی بنئے	جو ناسزا کہے اسکو نہ ناسزا کہیے	غالب
نہ سنو گر برا کہے کوئی	نہ کہو گر برا کرے کوئی	رر
روک لو گر غلط چلے کوئی	بخشدو گر خطا کرے کوئی	رر
معیشت ہم فقیرونکی اسی خوان زبانسے کر	کوئی گالی بھی دے تو کہہ بھلا بھائی بھلا ہوگا	صبر

فصل ۲۷ - مذمت غیبت

رباعی حالی

رونق ہی ہر اک بزم کی اب غیبت مین	بدگوئی خلق ہی ہر اک صحبت مین
اور و نکی برائی ہی پہ ہی فخر وہان	خوبی کوئی باقی نہین جس امت مین

وہ بدگوئی مری کرتا ہی مین نیک اسکو کہتا ہون	فرشتے میرے لعنت کرتے ہونگے میرے دشمن پر	آتش
اہل جہانکا حال ہی کیا تمسے کیا کہین	بدگویان ہین پیچھے تو منہ پر اشارتین	رر
دیا ہی دل خدا نے پاک کیون کرتا ہی بدگوئی	قیامت ہی بجے ناقوس کعبے مین برہمن کا	رسیہ
ہو نہین سکتی اگر نیکی کسی کے واسطے	کلمہ بد بھی نہ نکلے اے زبان اتنا تو ہو	رر

دبیر	آتش افروزی کیا کرتا ہی دمبازی سے روز	ہے شکم غماز کا یا کھال ہے حداد کی
"	کسی کی عیب جوئی عین بد ہے	کنوئیں کو بھی کبھی اندھا نہ کہیے
برق	جو کچھ کہے گا کوئی سنیگا وہ غیب سے	آتی ہین ہر مکان سے صدائین جواب مین
"	بچینگے مرکے ہم تیغ زبانِ خلقِ بد گو سے	مکانِ گور اپنے واسطے دار الامان ہوگا
تجمل	کوئی دریافت کرے کیا انھین ملجاتا ہے	غیبت انسانکی انسان جو کیا کرتے ہین
"	اِس سے خدا بچائے کیا ہی بری یہ عادت	رہتے ہین خوار و رسوا غیبت کے کرنیوالے
"	جو باخرد ہین گریز اس سے کرتے ہین ہردم	ہے خوئے غیبتِ عالم ہزار عیب کا عیب
"	جنکی غیبت کی ہی عادت سرخرو ہوتے نہین	نامۂ اعمال اپنا آپ کرتے ہین سیاہ
تسلیم	عبث تسلیم مشتقِ غیبتِ غیر	برا کہنے سے ملتا ہے بھلا کیا
ثاقب	خوب کہہ لین برا مجھے دشمن	پاپ کی ناؤ بھر کے ڈوبیگی
"	غماز سے کہو کہ عبادت فضول ہے	ناپاک جب زبان ہوئی پھر اثر کہان
"	غیبت نہ کر کسیکی کہ سننے کے واسطے	بیٹھے ہوئے ہین کاتبِ اعمال دوش پر
حسن	کسیکی بدی تو نہ کر عیب سے	کہ اسکا خدا عالم الغیب ہے
داغ	خوبیان لاکھ کسی مین ہون تو ظاہر نکرین	لوگ کرتے ہین بری بات کا چرچا کیسا
داغ	غیبت بڑا گناہ ہے اے کاتبِ عمل	میرے قصور سے تری تقصیر بڑھ گئی
ظفر	ایک بد گو ہو تو مین اسکے دہن کو پکڑون	سیکڑون ایسے ہین کس کسکی سخن کو پکڑون
"	نہین اچھی یارو برائی کی باتین	بھلونکو ہین زیبا بھلائی کی باتین
"	بد گو جو ہے بدی سے کہتا ہمارے حق مین	بہ ہو گا اسکے حق مین اچھا ہمارے حق مین
"	کہنے سے برا میرا برا کچھ نہین ہوتا	جو کہتے ہین انکا بھی بھلا کچھ نہین ہوتا

بدی کرتے ہین جو دشمن ہماری
وہ اپنی راہ مین بوتے ہین کانٹے

مین خوش ہون جو بدگوی مری کرتی ہین دشمن
کرتے ہین سبکدوش گناہونسے مجھی کو

فصل ۷۳ - بیان تواضع دشمنان

رباعی ثاقب

غافل نہو دیکھہ کھول دم بھر آنکھین
بوتے ہین تری راہ مین کانٹے رہزن
پلکو نکلے اشارونسے ہین رہبر آنکھین
تعظیم کے حیلے سی بچھا کر آنکھین

غیر کی مِنّت پر اے اختر نہ جا
عجز اسکا گھات سے خالی نہین

اہلِ دنیا کی تواضع ہے دلا خونریزِ خلق
ساتھہ خم کے کاٹ بھی رکھتے ہین یہہ تلوار کا

پیام مرگ جان اس عالمِ غدّار کی لذّت
مسافر کیلیئے ہے زہر حلوا دستِ رہزن کا

نرمئی اہلِ جہان پر نہو غافل اےدل
موم ظاہر مین تو باطن مین یہ فولاد مین سب

اسکی تسلیم نہین گھات ہے اے طائر دل
جیسے صیاد کرے صید کا سامان جھککر

نہ جا اےدل کسی مردِ سیہ رو کی تواضع پر
سوا سرکش ہے گیسو مہوشونکا جسقدر خم ہے

دشمن سے آرزو جسے مہرو وفا کی ہے
اُس ناسمجھ کی عقل پہ رحمت خدا کی ہے

تواضع انکی رکھتی ہے صفت شمشیرِ پُرخم کی
عدو جھککر ملین جب سر اُسیکو قتل کرتی ہین

شرارت بھری ہے تواضع عدو کی
عداوت بھری ہے تواضع عدو کی

سر جھکا جب پانو کی جانب تو غافل آئی موت
دیکھہ دشمن کی تواضع پر نہین لازم گھمنڈ

ہو جائے نشانہ نہ کہین دیکھہ خبردار
دشمن کی تواضع مین ہے تاثیر کمان کی

بے سبب کھتا نہین گردون سرِ تسلیم خم
تاک مین رہتا ہے میری خاک اُڑانیکے لئے

ثاقب	فریب عجز دشمن تجھکو کردیگا تہ و بالا	جھکین جس گھر کی دیوارین وہی برباد ہوتا ہی
داغ	غیرونکی دوستی پر کیون اعتبار کیجے	یہہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی ہین
ذوق	دشمن کی نہ جا سیدھی نگاہونپہ کہ جون تیغ	سیدھی ہی تو اک اسمین ہی دم اور زیادہ
صبا	خیال خام ہی امید رکھنا فیض دشمن سے	نہین دیکھی کسیکی پیاس بجھتی آب آہن سے
ظفر	اگر دشمن مین وضع راستی بھی ہو حذر کر تو	کہ برش کیا نہین ہوتی خم شمشیر سیدھی مین
میر	مت کھا فریب عجز عزیزان حال کا	پنہان کئی ہین خاک مین یارون کی دام یان
"	التفات زمانہ پر مت جا	پھیر دیتا ہے روزگار فریب
خواجہ وزیر	دوست بن بنکے عدو قتل کیا کرتے ہین	پنبۂ ماہ سے بھی داغ کتان دور رہے
"	گرنہ بدخلقی سے ہو کچھ مار رکھے خلق سے	کم نہین تسلیم دشمن کی خم شمشیر سے

فصل - عالی ہمتی

رباعی حالی

	تیمور نے ایک مورچہ زیر دیوار	دیکھا کہ چڑھا دانے کو لیکر سو بار
	آخر سر بام لیکے پہونچا تو کہا	مشکل نہین کوئی پیش ہمت دشوار
آتش	کام ہمت سے جوانمرد اگر لیتا ہے	سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے
"	ہمت بلند ہووے تو فقر سلطنت ہے	آتا ہی ہاتھ یعنی یان تخت دل کے ہاتھون
"	سو نار سی بلند کرے باغبان تو کیا	ہمت کے آگے پست ہی دیوار باغ کی
احمدی	وہ کونسا عقدہ ہی کہ وا ہو نہین سکتا	ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہین سکتا
امیر	عین وحشت مین وہی ہمت عالی ہی مری	آبلے مجھکو نہین خار مغیلان سے عزیز

صف مردان جنگ ہے تسبیح	پانو جسکا بڑھا امام ہوا	رسمہ
کیا جری کو ہے احتیاج سپر	شیر محتاج کب ہے مغفر کا	،،
حرص سی ہمت زیادہ ہو مری اے آسمان	بانٹنے کو نعمت دنیاے دون درکار ہے	،،
گنج قارون ہر گدا کو دیکے ہوتا ہون خجل	سیکھ جائے مجھ سے حاتم ہمت مردانہ آج	،،
ہمت ہی شرط راہ خدا ہے کھلی ہوئی	پہونچا وہ جسنے قصد کیا راہ دور کا	زہیر
حوصلہ عالی اگر ہو ہر جگہہ معراج ہے	دار بھی ہی شاخ سدرہ دیدۂ منصور مین	،،
سدا ہے فکر ترقی بلند بینون کو	ہم آسمان سے لائے ہین ان زمینون کو	زہین
ہمت عالی کے باعث سر اٹھا سکتا نہین	مثل سقف پست مجھکو بام گردون ہو گیا	برق
معراج پائی چڑھکے مسیحا نے دار پر	پھر عروج ہمت مردانہ چاہیے	،،
بام مقصد تک گذر ہو جائیگا	ہمت عالی سے اپنی کام لے	شجیع
ننگ ہمت تھا جہانین چار دن کے واسطے	کیا فلک سے جاہ و مال و تخت و افسر مانگتا	تسلیم
آبرو ہمت نے رکھلی ورنہ وقت احتیاج	پانو ہم کس کسکے پڑتی جوڑتی کس کسکی ہاتھ	،،
پیل دمان کی موت ہے چیونٹی کی ہاتھ سے	ہمت بلند چاہیے قد جتنا پست ہو	ثاقب
دولت دنیا کی خاطر کیا اٹھین دست دعا	یہہ بھی ننگ آبروے ہمت مردانہ ہے	،،
رہی وہ منزل مقصود وہان جوانمرد و	قدم اٹھائے ہوئے ہمتین بڑھائے ہوئے	،،
دست ہمت سے ہی بالا آدمی کا مرتبہ	پست ہمت یہہ نہووے پست قامت ہو تو ہو	ذوق
بند دریا کے وہ باندھے کہ ہوا دریا بند	اہل ہمت کا نہ پر دست کرم بند ہوا	ظفر
دیکھہ تو ہمت عالی سے بشر کا رتبہ	رتبہ اسکا تو بلندی عمارت سے نہ دیکھہ	،،
ہے وہ بیگانہ روش ہمت دشوار پسند	ساتھہ اپنے کبھی سائے کو بھی چلنے نہ دیا	ظہیر

ظہیر	کوئی مشکل اڑی نہیں رہتی	ہاں مگر ہے ظہیر ہمت شرط
قلق	ہمت خدا کی دین ہے جا ہے جسے وہ دے	موقوف ہے گدا پہ نہ کچھ بادشاہ پر
میر	مجلسِ آفاق میں پروانہ سان	میر بھی شام اپنی سحر کر گیا
ناسخ	مربّی کے نہیں محتاج ہمت جنکی عالی ہو	بھلا کشتِ فلک ہے سبز کسکی آبیاری سے
″	جنکی ہمت ہے بلند اُنکو تعب کچھ نہیں	پست فطرت جو کہ ہو قائل ہو کیا معراج کا
نظامی	نظامی پختہ کارانِ جنوں زاری نہیں کرتے	ارے نادان کبابِ خام سے پانی ٹپکتا ہے

فصل - صلح کل

رباعی ثاقب

اِس راز سے دانا ہیں سراسر آگاہ	اسلام کے دل میں کفر نے کی ہے راہ
زنّار وہی رشتۂ تسبیح وہی	نادان ہیں عجب شیخ و برہمن واللہ

آتش	شاہراہ ہستیٔ موہوم میں وہ چال چل	اپنی آنکھوں پہ بچھا دیں دوست دشمن زیر پا
″	چال وہ چل کہ ہو جانسے دلِ عالم کو عزیز	آنکھوں پر رکھیں ترے کافر و دیندار قدم
″	حرمت کعبہ طریق صاحب اسلام ہے	چاہیئے رنجیدہ کافر کا بھی تجھسے دل نہو
″	آشنا صورتِ ہفتاد و دو ملّت سے ہوں	آئینہ دل کا ہے پہلو میں بہتّر ٹکڑے
″	صبا کیطرح ہر اک غیرتِ گل سے ہیں لگ چلتے	محبت زیست ہے اپنی ہمیں یارانہ آتا ہے
امیر	رہتی ہے مجھکو سارے زمانے سے آشتی	دشمن اگر ہیں سات تو ستّر ہزار دوست
″	ہے باغ صلح کل میں عجب رنگ اتحاد	جو گل کا ہے مزاج وہی خار کا مزاج
″	دونوں سے دل مرا صفتِ آئینہ ہے صاف	کیا جانتے نہیں ہیں مرا نیک و بد مزاج

ذوق — بنا کے آئینہ ہین دیکھتے جو آئینہ گر — ہنرور اپنے ہی عیب و ہنر کو دیکھتے ہین

ظفر — جو برا آپ کو سمجھے تو وہ ہووے اچھا — گر برا اور کو ٹھہرائے تو کیا اچھا ہو

ظہیر — واہ یہہ عمر یہہ افعال ظہیر بدمست — بیحیا تجھسا زمانے مین سیہ کار نہین

ءٗ — اپنے ہین عیب ہو تو شکایت کسی سے کیا — آنکھین نہون تو خاک تماشا کرے کوئی

فیاض — ہمیشہ جہل ہے محتاج تعلیم — ہمارے عیب کا مرجع ہنر ہے

قلق — لازم ہی اپنے عیب و ہنر مین کرے تمیز — جائے بشر نہ دوستونکی واہ واہ پر

میر — کرے ہی جسکو ملامت جہان وہ مین ہی ہون — اجل رسیدہ جفا دیدہ اضطراب زدہ

ناشر — لاکھہ جوہر جو ہون کسی مین تو ہون — مجھہ مین ہین عیب اک زمانے کے

ناصر — عیب پر اپنے کر نظر پہلے — پھر اٹھا آنکھہ دوسرونکی طرف

بحیا — دیکھتے ہین ہنر کو اہل ہنر — اپنے عیبونکو دیکھتا ہون مین

سیم — ہو کے اک عمر مین یہ سمجھا ہون — اپنے عیبون کا دیکھنا ہے ہنر

فصل ۳۳ بیان عیب پوشی

رباعی ذوق

کس منھہ سے کہین کسیکو ہم بداطوار — کرتوت نہ اچھی نہ ہماری کردار

کرتا نہین فاش ایک پر ایک کے عیب — بندہ ہے گنہگار خدا ہے ستّار

رسبی — جو عیب پوش کی ہی وضع پردہ ور کی کہان — کہ شام صادق و کاذب نہو سحر کی طرح

ءٗ — محشر کا لطف دیدۂ اعمیٰ سے پوچھئے — اللہ پردہ دار ہے خود پردہ پوش کا

ءٗ — ہمنے کسی کا عیب نہ دیکھا بجز ہنر — آیا نظر جو دیو پری کا گمان ہوا

افسون بنارسی — جو راز اور عیب کسی کا چھپائیگا — ستّار اسکے عیب ہمیشہ چھپائیگا

برق
صاف باطن ظاہر بد پر نظر کرتے نہین
سنگ بھی ہے دیدۂ اہل نظر مین آئینہ

"
نیک وبد دونون برابر ہین نکوکار ونکو
سب ہنر جانتے ہین عیب چھپانیوالے

تجمل
عیب کو دیدۂ مخلوق سے پنہان کرنا
خوب ہی آتش سوزان کو گلستان کرنا

"
مرد مقبول اسکا ہے عادی
عیب پوشی سے ہی خدا راضی

"
نہین اظہار عیب خلق اچھا ہی خموشی کر
جہانتک تجھسے ممکن ہو تجمل عیب پوشی کر

"
ہو فاش نہ ای صاحب دل راز کسیکا
کر عیب نہان بنکے تو دمساز کسیکا

ثاقب
مرد یک چشم کا رکھ لیتی ہی پردہ عینک
عیب غیرونکے چھپاتی ہین چھپانیوالی

"
فاش ہو پردہ نہ میت کا کہین
جلد کرتے ہین وہان گور بند

"
نہین ہی عیب گو کا اعتبار اہل بصیرت مین
کسیکا عیب جب ظاہر کیا اپنا بھرم کھویا

"
خدا کی ذات ہے بے عیب بندے عیب سے مملو
غضب کی بات ہی وہ تو چھپائے عیب ہم کھولین

خاطر
کیون نہ ہر ذی ہوش سمجھے راہ بخشش کی اسے
اہل تقویٰ کی عبادت ہی چھپانا عیب کا

داغ
فلک پردہ بنا اہل زمین کی پردہ پوشی کو
مگر اس دشمن جان نے کسیکا عیب کب ڈہانکا

ظفر
دی ظفر جنکو خدا نے صفت ستاری
کھولتے عیب کسیکے وہ نہین ڈھانکتے ہین

ظفر
کہے عاقل نہ ہرگز بد کسیکو گرچہ بد بھی ہو
برا بھی خواب اگر اُس سے کہین تعبیر اچھی دے

ظہیر
صفت خالق علام ہے ستار عیوب
مین نے سنو بار ترے منہ سے سنا ہی واعظ

فیض
رہا محفوظ مین دنیا مین تشویش ملامت سے
گنہ ظاہر ہون کیونکر جب خدا ستار ہے اپنا

گویا
عیب عالم کا ندیکھا مری آنکھون نے کبھی
کبھی آلودۂ غش دامن پاکان نہوا

خواجہ وزیر
یہہ قبا ہاتھ نہ آئے تو کرو تجھے ترک لباس
عیب پوشی سی کہین رتبہ ہی کم پوشاک کا

یکتا
غیرون کا عیب دیکھکے بھی یون چھپالیا
سمجھا کہ شاید اپنی نظر کا قصور ہے

تمت

۵/۱۸

Cultural Academy